58

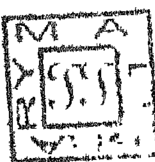
سلسلۂ دائرۂ ادبیہ

تذکرہ

خواتین اگورہ

مؤلفہ

ملا توحیدی



دائرۂ ادبیہ لکھنؤ نے

اپنے پریس

مطبع ادبیہ لکھنؤ میں چھپوا کر شائع کیا

قسم اول عہ — سنہ ۱۹۲۳ء — قسم دوم ۱۲ ر

Hasan

لوزان کانفرنس

مشرق قریب کی یہ کانفرنس جس نے جولائی سنہ ۱۹۲۳ء مین ترکی عہدنامہ صلح مرتب کیا سیاسیات عالم کا عظیم الشان تاریخی ہنگامہ تھا۔ جہان دنیا جہان کے بلند پایہ سیاستین کامل چھ ماہ تک مصروف مذاکرہ رہے۔ اس کانفرنس کے اہم مباحث سیاسی لٹریچر کا نادر ذخیرہ ہین چنانچہ سیاسی ذوق رکھنے والے حضرات کیلئے عموماً اور ترکی سیاسیات کے دلدادہ حضرات کے لئے خصوصاً ہمارے دائرہ کے رکن ملا توحیدی نے اس کانفرنس کے اہم مباحث کو نہایت ترتیب کے ساتھ ایک کتاب کی صورت مین جمع کر دیا ہے، اسکے آخر مین ترکی اور دول یورپ کا مفصل عہدنامہ ہے۔ اس کانفرنس کی تمام کارروائیون کو یورپ کی ہر زبان نے کتابی شکل مین جمع کیا ہے، اب اردو زبان مین یہ بیش قرار سیاسی ذخیرہ دائرہ ادبیہ پیش کرتا ہے، خواستگار حضرات جلد درخواستین بھیجدین

المشتہر

منیجر دائرہ ادبیہ لکھنؤ

انتساب

ملک و ملت کیلئے جسطرح ترکی قوم کی قربانیاں اور اُس کے
حیرت زا کارنامے ایشیا کیلئے سرمایۂ عبرت ہیں اسیطرح حامل خلافت
ترکی قوم کے ہمدرد و غمگسار اور ملک و ملت کے سچے مونس عالیجناب
ناصر الاسلام میاں محمد حاجی جان محمد چھوٹانی صدر مجلس مرکزیہ
خلافت ہند کا فدا کارانہ جذبۂ ایثار و عمل کتاب ہذا کے موضوع سے
ایک قریبی اور امتیازی نسبت رکھتا ہے اسلئے میں بکمال عقیدت
اپنی اس ناچیز کتاب کو ناصر الاسلام سیٹھ صاحب ممدوح کے
نام نامی پر معنون کرنے کی عزت حاصل کرتا ہوں

گر قبول افتد زہے عز و شرف

عقیدت کیش

"توحیدی"

مقدمہ

اللہ اکبر

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اسلامی دنیا کی گذشتہ تباہی اور مسلمانان عالم کی موجودہ ابتری کا اصل باعث اگر اون حروب صلیبیہ کو کہا جائے جو بعض متعصب مغربی افراد کی کج مج دماغی کا نتیجہ تھیں تو میں کہوں گا کہ یورپ کی تمام تر طاقت بھی اس مقصد مین کامیاب نہ ہو سکی، اور مغرب کی مجموعی قوت مسلمانون کو دنیا سے ناپید کرنے مین آج بھی قاصر و ناکام ہے، لیکن مجھے اس امر کے اعتراف میں تامل نہیں کہ یورپ نے اسلامی دنیا پر جو سب سے نمایاں فتح حاصل کی وہ اسلامی اقوام کی اجتماعی روح فنا کر دینا اور ان میں افتراق و انتشار پیدا کرا دینا ہے، مسلمانوں پر یورپ کا یہ وہ تباہ کن حملہ تھا جس نے بالآخر آج مسلمان ایسی تابناک روایات کی حامل قوم کو ذلت و خواری کے تاریک غار میں ڈھکیل دیا، لیکن بجائے اس کے کہ میں مسلمانوں کی واژگوں طالعی کے اسباب مغرب کے سر تھوپ دوں، مجھے خود مسلمانوں میں اس قدر اہم اور شرم ناک کوتاہیاں نظر آتی ہیں کہ اون کے سامنے یورپی اقوام کا بغض و عناد کوئی چیز نہیں ٹھہرتا، اگر یورپ نے

مسلمانان عالم کو ایک دوسرے سے جدا کرنے کی کوشش کی تو خود مسلمانوں نے اس روح فرسا عمل کا کیا رد کیا ؟ کچھ نہیں۔

میرے نزدیک بغداد کو قرطبہ ایران مصر کے عظیم الشان اسلامی جوامع کی شکست و ریخت نے عالم اسلام کو اسقدر نقصان نہیں پہونچایا جس قدر جامعہ خلافت سے دوری نے مسلمانوں کو نیست و نابود کر دیا۔ مسلمانوں کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ ہمیشہ ایک مرکز و جامعہ سے منسلک رہ کر دین و دنیا کی سعادتیں حاصل کریں۔ اور یہ مرکز و جامعہ خلافت اسلامیہ تھی۔ لیکن قطع نظر خلافت راشدہ اور دیگر اسلامی خلافتوں کے جب یہ سعادت اندوز ورثہ آل عثمان میں منتقل ہوا تو معلوم ایسا ہوتا ہے کہ مسلمانان عالم کا نصیب ہی اولٹ دیا گیا۔ اور اُن میں اس مسعود و مبارک جامعہ سے تبعد و جدائی کے اسباب پیدا ہونے شروع ہو گئے

تاریخی اعتبار سے گو ابتداً خلافت عثمانیہ سے سلاطین اسلام کو گونہ ربط و علاقہ رہا لیکن اس آخری صدی میں مسلمانان ہند نے خصوصیت سے مرکز خلافت کو جس قدر فراموش کیا اوس کا اندازہ مسلمانان ہند کی تاریخ کے اون صفحات سے ہو سکتا ہے جو اون کی بدنصیبی سے سیاہ ہو رہے ہیں تم ذرا جا کر صرف ۱۹۱۴ء کے زمانہ سے قبل پر نظر ڈالو اور غور کرو کہ کتنے ہندی مسلمان تھے جو خلافت عثمانیہ کی عظمت و برگزیدگی اور اوس کے احکام و فرامین کو اپنی نجات و سربلندی کا باعث سمجھتے تھے اور اس دینی مرکز سے ربط و تعلق کیلئے بیقرار تھے۔ شاید یہ کہا جائے کہ

آج سے بیس برس قبل، خود خلفائے عثمانیہ نے ہمیں بلا دیا تھا اور انہوں نے ہمیں اس مرکز سے وابستگی کے لئے مخصوص دعوت نہیں دی، اس کے جواب میں تمام سیاسی اسباب سے قطع نظر میرے پاس سنہ ۱۸۷۶ء سے لیکر سنہ ۱۹۱۳ء تک کے وہ دو سفر نامے ہیں، جو مسلمانان ہند کے ذمہ دار افراد نے مرکز خلافت میں حاضر ہوکر لکھے ہیں۔ ان سفر ناموں سے مسلمانان ہند اور خلیفۂ عثمانی کے تعلقات پر جو روشنی پڑتی ہے اوس سے یہ اندازہ ہوگا کہ عثمانی خلیفۂ اسلامی ہند کی فلاح و بہبودی کا کہاں تک دلدادہ تھا، اور مسلمانان ہند کو اپنے اس مرکز و جامع اور اس آسمانی امانت کی حامل قوم سے کہاں تک عقیدت و شیفتگی حاصل تھی۔

میں نے کتاب ہذا میں ترکی خواتین کے قدیم دور ترقی کے حالات معلوم کرنے کے لئے کوئی ۳۰ سفر نامے پڑھے اور کوشش کی کہ مجھے اردو زبان ہی میں ایسا سفر نامہ مل جائے جس میں ترکی خواتین کے حالات وضاحت سے جمع کئے گئے ہوں، مگر افسوس کہ میں اس مقصد میں ناکام رہا، اور ان اردو سفر ناموں کے مطالعہ سے مجھے جو دماغ سوز تکلیف پہونچی اوسکی شرح یہ ہے۔

۱۔ کسی ہندوستانی سیاح نے ترکی ممالک اور ترکی قوم کے حالات کو اوس عقیدت و شیفتگی سے نہیں لکھا جیسا کہ ایک پکے مومن کو رسالت کے حالات لکھنا چاہئے۔

۲۔ ان مسلمان سیاحین نے ترکی حالات کو اسقدر سرسری اور سطحی انداز

میں بیان کیا ہے گویا وہ ایک وحشی اور غیر متمدن ملک میں پہنچکر اپنے روزنامچہ کو املا کرا رہے ہیں۔

۳ - بہ اعتبار جامعیت اگرچہ بعض سفرنامے اچھے لکھے گئے ہیں لیکن پھر بھی اصولی اور قومی نقطہ نظر سے یہ ناکافی ہیں۔ ایسے سفرنامے جن کا مقصد در سعادت کے حالات کو بخوبی بیان کرکے خلافت عثمانیہ کی محبت اور اوسکی حکمران حیثیت کو نمایاں کرکے عالم اسلام کو اوسکی طرف متوجہ کرنا ہو بہت کم ہیں۔ البتہ "بیگم صاحبہ جنجیرہ" کا سفرنامہ ایسا دیکھا گیا جسکی عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ سیاح کو اس قوم اور اوسکی تمدنی اور کاروباری زندگی کے تمام شعبوں سے ایک خاص شغف ہے۔ اور وہ چاہتا ہے کہ یہ قوم میرے سفرنامہ کے ذریعہ دنیا میں ایک ممتاز حیثیت کے ساتھ نمایاں ہو۔

۴۔ اس کے خلاف ان مسلمان سیاحوں نے یورپی ممالک اور یورپی نظام حکومت پر جس رغبت سے قلم اٹھایا ہے اور جس شان و شوکت کے ساتھ یورپی حالات جمع کئے ہیں اون سے اون کی یورپ پسندی کا واضح اور کامل ثبوت ملتا ہے جو شاید ایک سچے مسلمان کو کبھی حاصل نہ ہوگا۔

مذکورہ حالات اور جغرافیہ دونوں کا دونوں کے ساتھ ساتھ ہمارے ذرائع معلومات کی ان خرابیوں کا یہ نتیجہ ہوا کہ ہم ایشیا کی اس عظیم ترین اور ترقی یافتہ قوم کی زندگانی سے محروم ہو گئے۔

اب مذہبیت و قومیت کو تھوڑی دیر کے لئے بالائے طاق رکھ کر اگر منصفانہ و غیر متعصبانہ دیکھا جائے تو میں یہی کہوں گا کہ تمام ایشیا میں ترک ہی وہ عملی قوم ہے جس نے عروج و کمال اور تہذیب و ترقی کے ایسے نمونے پیش کئے ہیں جن میں ایشیائی اقوام کی بیداری اور اون کی تہذیب و ترقی کے ان گنت ذرائع مضمر تھے، آج ایشیا خصوصاً ہندوستان اپنے ہم وطن جاپان کی جس حیرت انگیز ترقی کی تقلید کے لئے بےچین و مضطرب ہے، ترکی اس سے کئی صدی پہلے عروج و کامرانی کی ایسی شاہ راہیں پیش کر چکا ہے مگر ایشیا نے کبھی اوس کی طرف توجہ نہ کی مجھے اس سے بحث نہیں کہ ترکی سیاسیات میں مسلمانوں کو کیا کچھ کرنا چاہئے تھا بلکہ مجھے تو یہ کہنا ہے کہ بہ اعتبار تہذیب و تمدن اور اخلاقی اصلاحات میں اگر کوئی ایشیائی قوم ہمیں عروج و ترقی کا راستہ بتلا سکتی ہے تو وہ قوم ترک ہے جو صدیوں سے، علوم و معارف حرف و صنائع اور معاش و معاد کے تمام شعبوں میں حیرت ناک اصلاحیں کر چکی ہے۔

اس طویل تمہید سے میرا یہ منشا ہے کہ اگر گذشتہ غفلت نے ہمیں اس شہرت اور شاہنشاہی اقتدار رکھنے والی ایشیائی قوم کی تقلید سے دور رکھا تو آؤ کہ آج پیروی کریں جو مسلم قوم اوٹھی ہے اور اوس نے نہ صرف ذاتی معاملات بلکہ تمام ایشیائی برادری کے لئے، ایثار و عمل، اور تہذیب و ترقی کا ایک قابل تقلید نمونہ پیش کیا ہے۔ اور ترکی کے قائد جلیل، مصطفیٰ کمال فیلڈ مارشل

مصطفیٰ کمال پاشا کی زیر نگرانی اس بلند ہمت قوم نے جو جد و جہد شروع کی ہے اوس میں ایشیا بالخصوص اسلامی ہند کی لاکھوں اندرونی اور بیرونی کامگاریاں پوشیدہ ہیں پس اگر ترکوں کی اس جدید تحریک سے تمام سیاسی حصے نکالکر صرف اندرونی اور داخلی ترقی کے پہلو ہی کو سامنے رکھا جاسکے تو ترکوں کے حسب ذیل مدارج زندگی اس قابل ہیں کہ اون کی کامل اتباع کیجائے۔

۱۔ ترکوں کی مذہبی شیفتگی جس کا ثبوت اونہوں نے اس جدید تحریک میں متعدد بار پیش کیا ہے۔

۲۔ ترکوں کی علمی ترقی اور دلدادگی جس کے نمونے تھیں، سمرنا، انگورہ، الطنہ، بالسکراہر، اورنجان، کے اون علمی و اقتصادی مدارس میں ملیں گے جن کی بنیاد میں ترکوں نے اس نبادہ کن آزمائش اور ہولناک جنگ کے زمانہ میں رکھی ہے اور اس نسبت سے ترکوں نے موجودہ جد و جہد کے سلسلہ میں اپنی عورتوں کو دنیاوی امور اور ترقی میں جس حیرت فزا انداز میں شریک عمل کیا ہے وہ اسلامی ہند کے لئے عبرت و بصیرت کا ایک قابل عمل نمونہ ہے

میں نے روزنامہ اتفاق کے زمانہ ایڈیٹری میں ایک ایڈیٹوریل مضمون میں کہیں یہ لکھدیا تھا کہ۔

"مستقبل قریب میں ترکی خواتین ہندی خواتین کی اوستاد بنیگی"

اسپر ایک مقامی ہندو اخبار نے یہ جلا بھنا آوازہ کسا تھا کہ "

"اخبار" "اتفاق" کے نوجوان ایڈیٹر کو ہندوستان

"میں ترکی کے خواب نظر آتے ہیں"

لیکن آج جو لوگ مصری خواتین کی تازہ تبازہ جد وجہد کے اہم پہلوؤں کو جانچنے کی صلاحیت رکھتے ہیں وہ کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح ترکان انگورہ کی تحریک نے سارے ایشیا کو بیدار کر دیا اوسی طرح مصری خواتین کا مردوں کے دوش بدوش جد وجہد میں حصہ لینا محض اون ترکی خواتین کی تقلید سے ہے جنھوں نے اناطولیہ کے میدانوں میں ایثار وعمل کے وہ نادر نمونے پیش کئے ہیں جنپر ترکی تاریخ کے صفحات ابدالآباد تک جگمگاتے رہیں گے،

میں کہتا ہوں اور بہ دلائل کہتا ہوں کہ ترکی خواتین کے موجودہ کارناموں اور خدمات نے ہندی خواتین خصوصاً مسلمان عورتوں کے لئے ایک شاہراہ ترقی پیش کی ہے اور قطع نظر اون کی سیاسی جد وجہد کے اگر تم اون کی علمی و معاشی خدمات ہی کو معلوم کروگے تو تمہیں اندازہ ہوگا کہ ترکی خواتین نے نہ صرف ایک طریق عمل ہی پیش کیا ہے بلکہ اونھوں نے اپنے اعمال و کارناموں سے اسلامی ہند کے اوس نہایت ہی قدیم اور ناقابل انفصال مسئلہ کا فیصلہ کر دیا ہے جسپر اسلامی ہند میں آج تک اختلاف و تذاکرہ قائم ہے اور وہ مسئلہ پردہ ہے جس کے رواج و عدم رواج پر اسوقت تک غلام ہندوستان میں بحث و مکالمہ ہو رہا ہے، لیکن ترکوں نے جس مذہبی احترام و پابندی کے ساتھ اپنی عورتوں کو

نیا کے تمام شعبوں میں شریک داخل کیا اوس کے کامیاب نمونے تمہیں کتاب
ڈا کے آنے والے صفحات میں ملیں گے۔ ترکی عورتوں نے موجودہ جدوجہد میں
جس جوش و قابلیت سے حصہ لیا ہے اوس کا ایک حوصلہ فزا ثبوت یہ ہے
کہ اونہوں نے اسّی ہزار کی تعداد میں میدان جنگ کی آتش فشانیوں میں
اپنے مردوں کے ہمدوش ملک و مذہب کی حفاظت کا مقدس فرض ادا کیا،
اور دوسرا ثبوت یہ ہے کہ جب فتح ایشیائے کوچک کے بعد ترکان انگورہ
اندرونی اصلاحات میں مصروف ہوئے اور ۱۷ر فروری ۱۹۲۳ء کو سمرنا
میں زیر صدارت فاتح آرمینیہ مارشل کاظم قرہ بکر پاشا ترکی اقتصادی کانفرنس
ہوئی تو اوس میں پانچ سو ترکی عورتیں بطریق ڈیلیگیٹ شریک ہوئی تھیں
اصطلاح انگورہ گورنمنٹ کے دوسرے شعبوں میں جسقدر عورتیں کام کرتی ہیں
اون کی فہرست یہ ہے۔

۱۔ محکمۂ تعلیمات عامہ	۷۳۵
۲۔ محکمۂ ٹیلیگراف	۳۰۱
۳۔ شفاخانے	۱۴۷۹۳
۴۔ باربرداری	۹۵۹
۵۔ متفرق دفاتر	۵۰۴۳ [۱]

---

[۱] المقطم مصر۔ بحوالہ بتی گون انگورہ

گویا ترکی عورتوں نے جس طرح میدان جہاد میں عہد سعادت کی مجاہد خواتین کے ایثار و عمل کو زندہ رکھا اوسی طرح وہ آج تمدنی و معاشی معاملات میں مردوں کے شانہ بشانہ شریک عمل ہیں۔ لہذا ہندی خواتین خصوصاً مسلمان عورتوں کے لئے میں نے اس کتاب میں جن ترکی عورتوں کے حالات فراہم کئے ہیں اون میں عروج و ترقی اور کسب علوم و معارف کے ایسے درخشاں نمونے ملیں گے جو ہندی عورتوں کی تقلید عمل کے قابل ہیں اور یہی سبب ہے کتاب ہذا کی تالیف کا۔

ماخذ جن ارباب علم کو غلام ہندوستان کے علمی ذوق کی موجودہ حالت کا اندازہ ہے اون کے نزدیک اُردو مصنفین کی مشکلات بھی مسلم ہیں، ظاہر ہے کہ کسی تالیف کیلئے بغیر کسی اقتباس و التقاط کے کام نہیں چلتا، خصوصاً ترکی کے تازہ انقلاب کے لئے سوائے اخبارات کے کوئی ایسی مستند کتاب نہیں جس سے کوئی مولف فائدہ اوٹھا سکے لہذا میرے لئے بھی چارہ کار یہی تھا کہ کتاب زیر بحث کے لئے میں بھی اخبارات ہی سے استفادہ کروں، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اگرچہ میرا عقیدہ ہے کہ اخبارات کی فراہم کردہ معلومات غلط نہیں ہوتیں لیکن ہیں طبعاً "کامل تحقیق" اور "صحیح استناد" کا عادی ہوں لہذا اسی لئے مجھے کتاب ہذا کی تالیف میں دماغ سوز تکالیف برداشت

کرلی ہیں، اور میں نے جب خالدہ ادیب خانم اور آپ کی بہن نگار ادیب خانم اور
رفیعہ خانم کے حالات مرتب کرنے لئے تو مجھے ان حالات میں بعض امور کے متعلق
شک تھا لیکن ہندوستان میں رہ کر کسی ترکی خاتون کے متعلق صحیح اطلاع حاصل
کرنا جسقدر ناممکن ہے وہ ظاہر ہے اس لئے مذکورہ خواتین کے متعلق میں نے
اپنے بعض ایسے دوستوں کو تکلیف دی جن کا علم ترکی معاملات میں مسلم و مستند
ہیں نے اپنے محترم بھائی مولوی سید سلیمان ندوی ایڈیٹر معارف سے رفیعہ خانم
مقیم سوئیٹزرلینڈ کے حالات طلب کئے کیونکہ مولوی صاحب ممدوح بذات خود
سوئیٹزرلینڈ میں ترکی مبلغین سے ملکر آئے ہیں اور ممدوح نے براہ عنایت شفقت
میری سرسری کتاب تاریخ انگورہ،، کیلئے جسقدر کثیر مواد عطا فرمایا ہے اوس پر میں
ممدوح کا شکر گذار ہوں، آپ کے ذریعہ رفیعہ خانم کے متعلق میرا شک رفع ہوگیا، محترمہ
خالدہ ادیب خانم اور آپ کی بہن نگار ادیب خانم کیلئے میں نے اپنے قدیم کرم فرما
مولوی سید سجاد حیدر یلدرم بی۔ اے۔ رجسٹرار انڈین مسلم یونیورسٹی علیگڈہ کو لکھا کہ
مولوی صاحب ممدوح کو ترکی لٹریچر خصوصاً خالدہ محترمہ کے ادبی کارناموں سے
جسقدر واقفیت ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں مذکورہ حضرات کے بعد
میں نے اپنے ان ہم پیشہ دوستوں کو بھی لکھا جن کے ساتھ مجھے اخباری لائن میں
ملکر کام کرنے کا اتفاق ہوا ہے، میں ممنون ہوں کہ ان دوستوں نے مجھے
کافی امداد بہم پہونچائی خصوصاً شفیقی ہاشمی بی۔ اے چیف ایڈیٹر اخبار اخوۃ،،

میرے "استقلال" نے مجھے مشورہ دیا کہ میں اپنی کتاب کے لئے ایڈیٹر صاحب "مسلم
اسٹینڈرڈ" لندن کو لکھوں چنانچہ میں نے نومبر ۱۹۲۲ء میں ایڈیٹر صاحب
"مسلم اسٹینڈرڈ لندن" سے ترکی خواتین کے حالات دریافت کئے۔ جب
لندن خط روانہ کر چکا تو مجھے اپنے ایک اور فاضل دوست یاد آئے جو کسی وقت
میرے ساتھ دہلی کے ایک اخبار میں کام کرتے تھے اور آج کل وہ جرمنی میں مقیم
ہیں میں نے انہیں بھی خط لکھا اور انہوں نے مجھے ۱۹ جنوری ۱۹۲۳ء کو مقام
[illegible] سے مفصل خط لکھا جو مجھے یکم فروری ۱۹۲۳ء کو ملا۔ اسی طرح میں خوش
ہوں کہ سوائے میرے ایک [illegible] کامل دوست مولوی محمد احمد خاں صاحب
ایڈیٹر اخبار [illegible] کے باقی تمام احباب نے نہایت حوصلہ افزا جواب دیئے
خاص کر لندن و جرمنی سے جو معلومات مجھے حاصل ہوئیں وہ اس قدر مفصل اور
دلچسپ ہیں کہ میں نے خواتین انگورہ کا دوسرا حصہ لکھنا شروع کر دیا ہے۔ اب میں مختصر
جناب مولوی [illegible] اور مولوی سید [illegible] حیدر [illegible] بی۔ اے کے
خطوط درج کرتا ہوں [illegible] نے کتاب زیر بحث کے متعلق مجھے لکھے ہیں ان
خطوط سے میری تحقیق اور [illegible] کردہ حالات کیلئے میری محنت و کوشش کا اندازہ
ہو سکتا ہے [illegible]

(دارالمصنفین اعظم گڑھ)

[illegible]

[illegible]

واقف نہیں پیرس میں ڈاکٹر بہزاد آفندی کی ایک بھتیجی مجھے ملی تھیں
وہ وہاں پڑھتی تھیں"
والسلام سید سلیمان ۲۱ فروری ۱۹۳۶ء

(از مسلم یونیورسٹی علیگڑھ)

مکرمی بتسلیم عرض ہو
خالدہ خانم کے مفصل حالات بمبئی کرانیکل میں کوئی ایک
ماہ سے زائد ہوا چھپے ہیں اوس سے بہتر مضمون ان کے متعلق
میری نظر سے نہیں گذرا اس کے بعد وہ مضمون ہے جو سالک صاحب
نے ایک سال ہوا مخزن میں چھپوایا تھا۔
میرے پاس خالدہ خانم کی دو تصنیفیں ہیں "خراب معبدلر"
"سویہ طالب" خراب معبدلر (یعنی ویران صنمخانے)
مختصر حکایات اور مضامین کا مجموعہ ہے "سویہ طالب" ایک ناول ہے
جس میں اوس زمانہ کا ذکر ہے جبکہ نوجوان ترکوں نے سلطان
عبدالحمید خاں مرحوم کو تخت سے اوتارا تھا،
میں جب ۱۹۱۱ء میں قسطنطنیہ گیا تھا تب یہ دونوں کتابیں
(مجھ اور کتابوں کے) خریدی تھیں، ہاں علاوہ ان حالات کے
جو اخبارات میں شائع ہو چکے ہیں میں بتا سکتا ہوں کہ خالدہ خانم کی

دوسرے شوہر ڈاکٹر عدنان بے ہیں جو حکومت انگورہ کی طرف سے
قسطنطنیہ کے گورنر مقرر ہو کر حال ہی میں قسطنطنیہ پہونچے ہیں۔
نگار خانم کے متعلق مجھے کچھ حالات معلوم ہیں۔ ہمایوں میں جو
مضامین خالدہ خانم کے میں نے شائع کرائے ہیں اون کا ماخذ
خراب معبد لرہے ہے"

۱۷ر فروری ۱۹۲۳ء — خاکسار

سید سجاد حیدر

مذکورہ خطوط ہندوستان میں میری آخری تحقیق ہیں، ان کے بعد
میرے بعض اور دوستوں نے اس کتاب کے متعلق جو امداد عطا فرمائی اُن میں استاد
حضرت مولوی محمد حسین محوی صدیقی صدر دائرہ ادبیہ لکھنؤ کا شکر گذار ہوں جن کی
شفقت و حوصلہ افزائی کے ذریعہ آج یہ کتاب ناظرین کے ملاحظہ میں پہونچ رہی ہے حقیقتاً
مولوی صاحب کی ذات اُردو زبان کے لئے کہاں تک مفید ہے اس کا جواب
لکھنؤ کا دائرہ ادبیہ کانپور کا حلقہ ادبیہ اور اس کا مجلہ ماہی الادب، کافی ہے جو مولوی صاحب
ممدوح ہی کی نتائج فکر ہیں آپ کے بعد میرے بہنوئی ڈاکٹر ادریس فاروقی کے لئے دعاء
مغفرت ہے کہ مرحوم نے اپنی وفات سے چند دن پہلے مجھے اس کتاب کے لئے
لاتعداد اخبارات کا کافی ذخیرہ عطا فرمایا تھا، آہ کہ آج ادریس نہیں ہیں
جو اپنی محبوب کتاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے۔

اور جس کی موت نے میرے دماغ کو جو صدمہ پہونچایا اوس کا اثر یہ ہے کہ میں کتاب ہذا کو ان کی فرمائش کے موافق مکمل نہ کر سکا۔ خدا بخشے بہت سی خوبیاں مجھ میں مرنے والے ہیں۔"

آخر میں مجھے اپنی کتاب کے بعض سقام کا اعتراف کرنا ہو جن کی تلافی بشرط زندگی آئندہ ایڈیشن میں ہوگی۔

خاکسار

توحیدی عرف ملا رموزی (بھوپالی)

یکم اگست ۱۹۲۳ء

ترکی خواتین کا دورِ ترقی

یہ معلوم کرنے کے لئے کہ" ترکی خواتین کی عہد حاضر میں حیرت انگیز
قربانیاں اون کے کسی فوری اشتعال و ولولہ کا نتیجہ نہیں ہیں اون
کے اوس دور کا مختصر سا ذکر کرنا چاہتا ہوں جسے ترکی خواتین کے صحیح
نشو و ارتقا، اور تہذیب و ترقی کا اصل زمانہ کہا جا سکتا ہے، اور
در حقیقت یہی وہ اگلا دور ہے جس میں ترکی قوم و حکومت اپنی
عورتوں کو تہذیب و تمدن میں مساوی حصہ لینے کا موقع دیا، گویا موجودہ
جدید ترکی" جد و جہد میں جو گرانبہا خدمات ترکی عورتوں نے انجام دیں
وہ اس کے لئے آج سے کئی سال پہلے تیار کی گئی تھیں،

مخالفین ترکی تو بجائے خود پوری ترکی قوم پر الزام دھرتے ہیں
کہ وہ یورپ میں متمدن اقوام کے دوش بدوش حکمرانی کے قابل نہیں
لیکن ذیل کے حالات بتلائیں گے۔ جس قوم نے اپنی عورتوں کے ارتقا
اور دماغی علوم تربیت کے لیے بکمال فراخ حوصلگی وسائل فراہم کیے ہوں

وہ دنیا میں متمدن اقوام کے ہم پلہ کن شاہنشاہی امور میں مساوی نہیں
۶۰۳۰
ہو سکتی؟

اگر آج سے پچیس برس پہلے ترکی اور اسلامی ہند کے ربط و تعلق
کی تاریخ پر نظر ڈالیے تو معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی ہند میں مشکل سے پچیس
فیصدی بھی ایسے مسلمان ملیں گے جو ترکی حکومت اور ترکی قوم کو اس
عظمت و محبت کی نگاہ سے دیکھتے تھے جس طرح وہ آج ترکی پر جان و
مال سے فدا ہیں، گویا اسلامی ہند اور ترکوں کے باہمی پرخلوص تعارف کا
زمانہ طویل نہیں بلکہ یوں کہیے کہ جب ترک ہلاکت و بربادی کی آخری حدود
پر پہنچ گئے خصوصاً مقام خلافت کے سقوط نے ہو کر مسلمانانِ ہند کو
ترکوں سے روشناس کرایا پس اس مناسبت سے مسلمانانِ ہند نے
ترکوں کو سب سے پہلے اس وقت پہچانا جب ترکوں میں دورِ عہد
دستوریت کا آغاز و افتتاح ہوا جسے آج تقریباً ۱۵ برس کا عرصہ ہوتا ہے
اور ٹھیک اسی طرح ترکوں کے عہد ترقی اور ادبی و ملکی عروج و کمال کا
زمانہ بھی اگرچہ مختلف تباہ کن دور اختیار کرتا رہا لیکن اصل میں ان کے
قومی عروج و ارتقا اور نشو و اصلاح کا زمانہ بھی یہی "عہدِ دستوریت"
ہے، گویا ترکوں نے بھی اپنی ذلت و مسکنت کو اسی زمانہ میں محسوس کیا،
اگرچہ ترکوں کو ترقی کی طرف مائل کرنے والا سبب کوئی غیر معمولی حادثہ

یہ تھا بلکہ وہی "دائمی ارتقاء" تھا جو انسانی علو و بلندی کا رہبر ہوا کرتا ہے تاہم
اُن کے ان ترقی کن خیالات سے مسلمانان ہند اوس وقت واقف
ہوئے جب وہ اپنی اصلاحی جذبات کی بنا پر جنگ بلقان و طرابلس میں الجھا
دئیے گئے۔ یہ حقیقت ہے کہ جنگ بلقان سے پہلے بھی ترکوں میں ملیتاً اپنی داخلی
و خارجی اصلاح کے خیالات پیدا ہو گئے تھے اور اون کی ایک "نوجوان جماعت"
تھی جو طریق حکومت کو جدید اصول پر بدل دینے کی موید و حامی تھی اور
یہ اسی جماعت کا اثر تھا جس نے بالآخر ایک خونریز جد و جہد کے بعد ترکی
حکومت کے شخصی تفوق کے تباہ کن اور استبدادانہ اثرات سے قوم کو بچا لیا،
اور اب وقت آگیا کہ ترک بھی اقوام عالم کے دوش بدوش اپنی اصلاح
کریں، لیکن قطع نظر اون تمام روکاوٹوں سے جو ترکوں کے اوس اندرونی
اور قومی اصلاح و ترقی کے راستے میں یورپ نے پیدا کیں۔ وہ حقیقتاً نہایت
بلند حوصلگی سے اپنی داخلی اصلاح میں مصروف ہو گئے تھے، اور یہ اسی
جذبہ کا نتیجہ ہے کہ ترکی کے جس دور کو "عہد جہالت" کہا جاتا ہے وہ اس
دور میں بھی اپنے قوائے عملی کو کارآمد بنانے میں محو و منہمک تھے،

ترکوں کا یہی عہد جاہلیت ہے جبکہ اونھوں نے اپنی عورتوں کو
عظیم الشان پیمانہ پر ترقی و تمدن اور علوم و معارف کے حصول کے لئے
آزادی عطا کی۔ یہ وہی دور جاہلیت تھا جب ترکی عورتیں ترکی مردوں کو

پرورش اپنی دماغی تربیت میں نہ پائی جو مہذب ہوگئی تھیں اور یہ بنا سے
دلائل و واقعات میں نہایت بلند آہنگی سے کہہ سکتا ہوں کہ جن ترکی
عورتوں نے موجودہ جدوجہد میں منظم التنظیم جدوجہد مات انجام دیں یہ تمام تر
اثر اسی دور اصلاح کا ہے جبکہ ترکی نسوانی مراعات میں تحصیل کیے جاتے
تھے، اب میں بعض ایسے حوالے نقل کرتا ہوں جن سے ترکی خواتین کی
بیداری اور اون کی ترقی کے ابتدائی حالات کا اندازہ ہوگا اور صرف
اسی حوالہ سے ترکی خواتین کے دور بیداری اور ترکوں کے اصلاحی
خیالات کی تاریخ معلوم ہوگی یہ مضمون ایک عیسائی عورت مس ملبرٹ کا
لکھا ہوا ہے جسے پیرس کے نامور رسالہ ''ایشیا'' سے نقل کیا جاتا ہے،
''مس ملبرٹ وہ انصاف پسند عیسائی عورت ہے جو عرصہ تک قسطنطنیہ
کے سرکاری کالج میں پروفیسر رہ چکی ہے اور ترکی تہذیب و ترقی اور معاشرت
سے بخوبی واقف ہونے کے ساتھ ساتھ ترکوں کے اون ترقی کن خیالات
کامل طور پر واقف ہے جو اون کے دماغ میں نسوانی اصلاح و آزادی
کے لیے برسوں پہلے پیدا ہو چکے تھے، ذیل کے مضمون میں خاتون
مذکورہ نے ترکی خواتین کی علمی سرگرمیوں پر ایک جامع نظر ڈالی ہے جس کے
دو حصے ہو سکتے ہیں،
حصہ اول اس امر سے متعلق ہے کہ خود ترکی حکومت نے خواتین

کی تعلیم و ترقی کے لئے کیا کچھ کیا؟

حصہ دوم میں یہ دکھلایا گیا ہے کہ عوام ترکی نے اپنی عورتوں کو تہذیب جدید کے اصول پر تعلیم دلانے میں کس دلچسپی کا اظہار کیا ہے یہی وہ دو حصے ہیں جنپر خاتون مذکور نے بکمال جامعیت مضمون لکھا ہے، اس مضمون سے ترکوں کی معارف پسند طبائع کا صحیح اندازہ ہوگا مضمون یہ ہے ''

فرقۂ اناث کی تحریک دنیائے اسلام میں گذشتہ صدی کے تقریباً وسط میں پہلے مصر میں اور پھر کوہ قاف کے دامن میں شروع ہوئی، یہ تحریک چند مہذب شخصوں کی مخالفت اور ہجو کے پیرایہ میں اس اصول کے متعلق تھی کہ ترقی اسوقت تک ناممکن ہے جب تک کہ عورتیں قعر ذلت اور جہالت میں پڑی ہوئی ہیں، یہی تحریک کچھ مدت بعد ترکی میں بھی شروع ہوئی اور وہاں اس نے بڑی ترقی کی ہے کیونکہ جب سے ۱۹۰۹ء کی دستوری حکومت برسرکار ہے عورتیں اپنے حقوق کے لئے برابر جد وجہد کر رہی ہیں مس بلنز نٹ نے مندرجہ ذیل فقرات اخبار ''منروور لڈ'' کے حال کے ایک نمبر سے لئے ہیں اور جن سے اس جانبازانہ روح کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے جس نے ترکی عورتوں کو اپنی آزادی کیلئے

امادہ سعی وجہد کر دیا، یہ اخبار "انجمن تحفظ" حقوق نسواں ترکی کا ترجمان ہے، اس میں لکھا ہے کہ

اگر حقیقی خوشی حاصل نہ کر سکیں تو اس میں قسمت کا کیا قصور ہے، قصور تو ہمارا ہے، مرد آج صاف طور پہ دیکھ رہے ہیں اور ایسا پیشتر شاید ہی ہوا ہو کہ آئندہ سالوں میں ہماری قوم کی کامیابی اور فلاح و بہبود کا انحصار زیادہ تر ہم پر یعنی اپنی نسل کی ماؤں اور لڑکیوں پہ ہے آزادی تعلیم و ترقی عملی اور اخلاقی پہلوؤں سے یہی ہماری دلی خواہش ہے اور یہی اپنا مقصد ہے، سوال یہ نہیں ہے کہ کون ہمکو خوش کر سکتا ہے، بلکہ سوال یہ ہے کہ ہمکو کسطرح اپنے وطن اور اہل وطن کے لئے مفید ثابت ہونا چاہئے؟

۱۹۰۸ء سے لیکر ترکی عورتوں نے اخبارات کی بنیاد ڈالی ہے اور جن کی ایڈیٹری اور نامہ نگاری بھی عورتیں ہی کر رہی ہیں تاکہ وہ اشتراکی اور اقتصادی معاملات پہ بحث کریں، اور یہ ایک ایسے ملک میں جہاں پہلے عورتوں کا محض نام لینا بھی حیات عامہ میں ممنوع تھا، اور جہاں قانونی دستاویزوں میں بھی ان کا نام نہیں لیا جاتا تھا، اس

حالت میں اتنی تبدیلی ہوئی ہے کہ آج یہ معمولی بات
سمجھی جاتی ہے کہ استنبول کے اخباروں میں ایک
شاہزادی کا نام کسی فیاضی کی ذیل میں یا کسی مشہور
عورت کا نام پڑھا جائے جو ترکی سے چلی ہے اور یہ وجہ
آ پہونچی ہے عورتوں نے کلب اور انجمن قائم کی ہیں
جنہوں نے گذشتہ دو سال کی جنگوں میں بڑی پبلک
خدمات سرانجام دی ہیں اور جن کے عوض اونہوں نے
اپنے فرقے کے لیے خاص مراعات حاصل کی ہیں، انھوں
نے قدامت پسندوں کی مخالفانہ کوششوں کے باوجود
مستقل اور پائیدار ترقی کی ہے ترکی عورتوں کے پلیٹ فارم
سے چند سابق آزادی رسم اور سابق اسلامی حقوق کا مطالبہ
بآواز بلند کیا جا رہا ہے جن کے انتخاب عورتوں کو پہلے سے زیادہ
آزادی اور امتیازی حیثیت حاصل تھی وہ تعلیم و اقتصادی
آزادی کے لئے مردوں کے برابر مواقع چاہتی ہیں، مثلاً شادی
اور طلاق کے معاملے میں منصفانہ سلوک وغیرہ)

گذشتہ زمانہ میں عورتوں کو زیادہ تر حرم کے حقوق
سکھائے جاتے تھے مسجد کی ابتدائی درسگاہوں میں

چند ایک کو قرآن مکرم کے کچھ سیپارے تھوڑا سا جغرافیہ اور کچھ حساب وغیرہ سکھا یا جاتا تھا،

البتہ ۱۸۶۰ء میں مشہور و معروف ترکی مورخ علامہ جاوید پاشا نے اس رائے کا اظہار کیا کہ "عورتوں کو وہی تعلیم دیجائے جو مردوں کو دیجاتی ہے"

علامہ جاوید پاشا کی دو صاحبزادیوں، فاطمہ عالیہ خانم اور آمنہ خانم نے فارسی طہران کے ایک شیخ سے پڑھی، عربی ایک درویش سے اور ترکی ترکی نارمل اسکول کے پہلے گراجویٹ سے اور منطقی ایک فرانسیسی خاتون سے اور فرانسیسی فلاسفی اور فلسفہ جذبات ایک دوسری خاتون سے جبر و مقابلہ علم و مثلث اور ہیئت و جغرافیہ اپنے بھائی سے اور مذہب و تاریخ اپنے باپ سے، فاطمہ عالیہ خانم مشہور ناول نویس خاتون ہیں، اور دارالخلافت کی علمی زندگی میں کئی سال تک معتدبہ حصہ لیتی رہیں،

۱۸۶۹ء سے دیسی عورتوں کے لئے غیر مکمل درسگاہیں قسطنطنیہ میں قائم کی گئی ہیں، لیکن جب تک سلطان عبدالحمید خان معزول نہیں ہوئے ترکی طالبات کی کچھ

ان میں داخل نہیں ہو سکتی تھیں، نوجوان ترکوں نے خواہ
دیگر معاملات میں وہ کتنے ہی قصوروار ہوں عورتوں کی
تعلیم کے لئے صاف طور پر ترقی کی راہیں کھول دی ہیں
ان کے نظام عمل میں لڑکیوں کے لئے چھ سال کا نصاب
شامل ہے، یعنی تین سال کنڈر گارٹن اور ابتدائی
حصہ کے لئے اور تین سال تعلیم ثانوی کے لئے، گذشتہ
نو سالوں میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ تقریباً ۵ لاکھ نے
اس نصاب سے فائدہ اٹھایا ہے، قسطنطنیہ میں عورتوں
کے لئے ایک ہائی اسکول، ایک نارمل اسکول اور ایک
صنعتی اسکول ہے سابق وزیر تعلیم نے طلعت پاشا کی
وزارت میں بیان کیا کہ وہ عورتوں کے صنعتی اسکولوں کو
ترکی کی سب سے بڑی تعلیمی ضرورت گردانتے ہیں لیکن
بدقسمتی سے اپنے اس خیال کو عمل میں لانے کے لئے
انکے پاس ذرائع نہیں ہیں، پانچ سال کا زمانہ ہوا کہ شاہی
عثمانی یونیورسٹی نے عورتوں کے لئے حفظ صحت اور
ادبیات کے متعلق لیکچروں کا علیحدہ انتظام کیا، پانچ
سال ہوئے یونیورسٹی نے ایک ڈاکٹری کا نصاب

جاری کیا جس میں کئی سو عورتیں داخل ہوئیں، اگرچہ گورنمنٹ
کی آہستہ روی جو ڈاکٹری پیشہ کو بڑے بڑے لائسنس دینے میں
برتی جاتی تھی اس پیشے کے لئے سدراہ ہے۔
ابھی حال ہی میں حکومت عثمانیہ نے یورپی علم و ادب
کی پروفیسری کا سلسلہ قائم کیا ہے جس کے لئے خالدہ
ادیب خانم مقرر کی گئی ہیں چند سالوں تک گورنمنٹ
نے اقرارنامہ کے تحت قسطنطنیہ اور سوئٹزرلینڈ کے
زنانہ امریکن کالج میں طالبات کو اوستاد بنانے کی
شرط پر تعلیم دی، سنہ ۱۹۱۴ء سے تقریباً ایک سو عورتیں جرمنی
اور آسٹریا تعلیم کے لئے بھیجی گئیں۔
اس طویل مضمون کا خلاصہ حسب ذیل نمبر ہے
(۱) ترکوں میں اپنی عورتوں کو مردوں کے برابر ترقی دینے کا خیال بہت
وسیع اور قدیم ہے۔
(۲) ترکی حکومت نے اپنی نسوانی رعایا کے لئے ترقی اور کمالات کے
تمام دروازے کھول دیے تھے۔
(۳) ترکی حکومت نے اپنی عورتوں کو تہذیب جدید اور علوم و معارف
کے حصول کے لئے خود اپنے صرف سے غیر ممالک میں

بھیجا تھا،

(۴) ترکی حکومت نے اپنی عورتوں کے جدید طرز تعلیم کیلئے خود اپنے ملک میں وسائل و ذرائع بہم پہونچائے تھے،

(۵) ترکی عورتوں نے بجائے خود اُن جدید اصول کے ساتھ کمال دلچسپی کا اظہار کیا تھا۔

(۶) بطریق حاصل، ترکی نے اوس زمانہ میں بھی ایسی مستعداد کامل عورتیں پیدا کی تھیں جس طرح وہ آج دنیا کے سامنے خالدہ وغیرہا کو بطریق تمثیل پیش کر رہی ہے،

(۷) ترکی خواتین کی موجودہ جدوجہد میں گذشتہ دور ترقی و تعلیم کے عملی نتائج ہیں۔

یہ تو وہ امور تھے جن کی وجہ سے ترکی خواتین یورپ کی عورتوں کے ہمدوش و ہمپلہ ہو جاتی ہیں لیکن یہ وصف ترکی خواتین ہی کے لئے خاص کیا گیا ہے کہ انھوں نے ہر وقت اور ہر عہد میں میدان جنگ کی عقل سوز تکالیف کو مردانہ وار برداشت کرکے اپنے ملک و مذہب کو دشمن سے بچا لیا، اور ترکی خواتین کا یہی وہ وصف ہے جس کے مقابل مغربی طبقہ نسواں سرنگوں نظر آتا ہے، اور ان کے اس مخصوص عملی ایثار کے ہیں جنگ طرابلس و جنگ بلقان میں ایسے ممتاز نمونے ملتے ہیں جنپر ترکی تاریخ ہمیشہ ناز کریگی، پس اسقدر حالات معلوم ہو جانے

بعد دیکھنا یہ ہے کہ ان تعلیم یافتہ اور مستعد ترکی خواتین نے جنگ یورپ اور جنگ ترکی و یونان میں کیا کارہائے نمایاں انجام دیئے؟ لیکن قبل اس کے کہ میں "خواتین انگورہ" کے کارنامے بیان کروں کتاب کی جامعیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے آغاز تحریک کے مختصر اسباب بیان کردینا ضروری سمجھتا ہوں۔

۱۵۔۱۹۱۴ء کا وہ زمانہ ہے جبکہ ترکی حکومت ایک اضطرابی حالت میں گھری ہوئی ہے، جنگ یورپ شروع ہوئے ایک سال کا عرصہ گذر گیا ہے جرمنی حکومت برابر اس کوشش میں مصروف ہے کہ کسی طرح ترکی حکومت اوس کے ساتھ اوس کے دشمنوں سے نبرد آزما ہو، آخر کار سیاسی الجھنوں اور ضروریات نے ترکی حکومت کو مجبور کردیا کہ وہ جرمنی کے ساتھ شریک جنگ ہوکر فرانس و برطانیہ جاپان و اٹلی اور روس سے جرمنی کی معاونت میں جنگ آزما ہو جائے، چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ترکی حکومت شریک جنگ فرنگ ہوگئی اور کامل تین سال تک جنگ آزما رہی۔ لیکن گذشتہ جنگ ہائے بلقان و طرابلس میں جہاں اوسے تن تنہا مقابلہ کرنا پڑا تھا اسوقت اوسکی جنگی طاقت اپنے مقابل دشمنوں کے مقابل نہ تھی، تاہم وہ بکمال مردانگی روس ایسی قمار قوت سے نبرد آزمائی

کرتی رہی، اور اس نے ۱۹۱۷ء میں درۂ دانیال پر اتحادیوں کی تین لاکھ بحری فوج کو ایسی تباہ کن شکست دی کہ اتحادیوں کے حوصلے پست ہو گئے، لیکن بدقسمتی سے ترکی کے شریک و معاون جرمن پر خدا کا قہر و غضب نازل ہوا اور جرمنی عوام نے اپنی منتخب فوجوں سے میدان جنگ چھوڑنے کا مطالبہ کیا، لیکن جب جرمنی کے جنگی اسٹاف نے اس سے انکار کر دیا تو مشہور و بہادر جرمن قوم نے اندرون ملک بغاوتیں شروع کر دیں، اس طرح اور اس نے ۱۹۱۸ء میں اپنے بہادر جنگجو بادشاہ قیصر ولیم کو مجبور کر دیا کہ وہ تخت و تاج چھوڑ کر تمام جرمنی فوجوں کو واپس بلا لے چنانچہ اس کمزوری کے بعد جب جرمنی فوجیں میدان جنگ چھوڑ چکیں تو ترکی حکومت بھی جنگ و پیکار ختم کر دینے پر قدرتاً مجبور ہو گئی اور اکتوبر ۱۹۱۸ء میں ترکی حکومت اور اتحادیوں کے درمیان التوائے جنگ ہو گیا لیکن اس التوا میں اتحادیوں نے قبل معاہدہ صلح ترکی حکومت کے تمام جنگی مقامات پر قبضہ کر لیا اور درۂ دانیال میں بحری بیڑہ داخل کر کے ۱۹۱۸ء میں ترکی کے دار السلطنت قسطنطنیہ کو بھی اپنی کامل نگرانی میں لے لیا، لہٰذا ایسی صورت میں اول ترکی مدبرین کی حیات و زندگی خطرہ میں تھی جنہوں نے جنگ یورپ میں ترکی حکومت کو شریک جنگ ہونے کا مشورہ دیا تھا، یا جو شریک جنگ رہ چکے تھے پس اس خطرہ

محفوظ رہنے کے لئے تمام ترکی مدبرین اور جنگی اسٹاف مع وزیر اعظم و وزیر
جنگ طلعت و انور قسطنطنیہ سے فرار ہوگیا۔ یہ لوگ یورپ و ترکی کے
مختلف مقامات میں پناہ گیر ہوئے جن میں سے انور و طلعت تو جرمنی
چلے گئے، اور خلیل و جمال نے حلب میں پناہ لی ان لوگوں کے فرار
ہو جانے کے بعد قسطنطنیہ میں اتحادی اثرات روز بروز قوی ہوتے گئے
یہاں تک کہ ۱۹۱۹ء میں اتحادیوں نے ترکی ممالک کی باقاعدہ تقسیم
شروع کر دی اور ۵ رمئی ۱۹۱۹ء کو ترکی کے زبردست و زرخیز صوبے
سمرنا و تھریس یونان کے سپرد کر دیئے اور ان صوبوں میں فوجیں بھی
داخل ہوگئیں تمام مدبرین گرفتار یا نظر بند ہونے لگے قسطنطنیہ کے جنگی و
سیاسی مقامات پر اتحادی فوجیں قابض ہوگئیں غرض ترکی حکومت کا
کوئی حصہ ایسا نہ بچا جو اتحادیوں کے اثر میں نہ آگیا ادھر ترکی علاقوں
میں جہاں یونانی قابض ہوئے انھوں نے ترکی آبادی پر وہ قیامت خیز
مظالم شروع کر دیے جن کے تصور سے کلیجے منہ کو آتے ہیں پس اس
عام تباہی نے غیور و شجاع ترکوں کو از سر نو آگ و خون سے کھیلنے
کی جرات آزما دعوت دی اور مقام حلب میں پہلی مرتبہ قائد محترم
سرکار ظہور آثار حضور گرامی غازی مصطفےٰ کمال پاشا کی قیادت میں
اتحادیوں سے اپنے تمام ممالک مع دار الخلافت آزاد کرانے کے لئے

اوٹھ کھڑے ہوتے، اور اون کے شجاعت نشان دستے غدار و غاصب یونانی فوجوں پہ حملہ آور ہونے لگے۔ اونہوں نے ازسرنو ترکی ممالک فتح کرنے کے لئے ایشیائے کوچک کے مقام انگورہ کو اپنا فوجی و سیاسی مرکز قرار دیا، انگورہ میں ان احرار نے اپریل ۱۹۲۰ء میں ایک قومی مجلس کی بنیاد ڈالی جو اصل میں ترکوں کی "جدید حکومت" تھی، اس مجلس کے تحت احرار ترک ایشیائے کوچک میں جد و جہد کے لئے آمادہ کار ہو گئے اور وہ گروہا گروہ یونانی فوجوں پر تاخت میں مصروف ہو گئے، بس یہ وہ تحریک آزادی تھی جس کے دیکھتے ہوئے ترکوں کی غیرت پسند اور شجیع عورتیں بھی اپنے مردوں کے دوش بدوش حفظ وطن اور حصول استقلال کے لیے کھڑی ہوگئیں، اس فصل میں اون عورتوں کے کارنامے درج کیئے جاتے ہیں، جنہوں نے اپنے ملک و مذہب اور اپنی فطری آزادی کو دوبارہ حاصل کرنے کیلئے عدیم النظیر خدمات انجام دیں۔



محترمہ سلمیٰ خالدہ خانم

وزیر تعلیمات دولتِ عظمیٰ انگورہ

خالدہ خانم کا وطنی سلسلہ سرکیشیا سے ملتا ہے، آپ کی عمر ۳۵ سال ہے
آپ کے والد کا نام نامی عثمان ادیب پاشا ہے، ادیب پاشا نائب
جناب نبی سرکار شریعت مدار خلافت پناہی حضرت اقدس و اعلیٰ حضرت
سلطان عبدالحمید خاں انار اللہ برہانہ کے وزیر خزانہ تھے، آپ کی تین
بیبیاں تھیں جن سے تین ہی لڑکیاں پیدا ہوئیں، ان کے نام علی الترتیب
یہ ہیں، خالدہ ادیب خانم، نگار ادیب خانم، بلقیس ادیب خانم، ادیب پاشا
ایک نہایت بیدار مغز اور روشن خیال آدمی تھے، اور خلافت پناہی حضور
مرحوم و مغفور سلطان عبدالحمید خاں کے زبردست معتمد اور امین تھے،
شاہی محل میں آپ کو "امین" کے قابل قدر لفظ سے پکارا جاتا تھا، اور
وزرائے خلافت میں آپ سے بڑھ کر کسی دوسرے شخص پر اعتماد نہ تھا،

کیا جاتا تھا، یہ ادیب، پاشا ہی کی بیدار مغزی اور روشن خیالی تھی کہ آپ نے اس وقت جبکہ ترکی قوم میں یوروپین تعلیم سے نفرت کیجاتی تھی اپنی تینوں صاحبزادیوں کو جدید تعلیم دلانے کا فیصلہ کیا، اور خالدہ، ونگار خانم، دونوں قسطنطنیہ کے مشہور رابرٹسن کالج میں داخل ہوئیں، ان نوجوان لڑکیوں نے خداداد ذہن پایا تھا چنانچہ دونوں بہنیں نہایت مکمل حیثیت سے کالج سے فارغ ہو کر نکلیں۔

خالدہ خانم کی تعلیم کا آغاز ۱۸۹۵ء میں ہوا اور اس ذہین خوبت نے بکمال مستعدی ۱۹۰۱ء میں امریکن کالج واقع باسفورس سے، بی، اے آنرز کا امتحان پاس کیا، جسوقت خالدہ کالج میں داخل ہوئیں اوس وقت خالدہ کے اوستاد ایک ترکی پروفیسر احمد صالح بے تھے، احمد صالح ریاضیات کے ممتاز و مستند ماہر تھے، اسی کے ساتھ وہ ایک زبردست اور کامیاب اخبار نویس بھی تھے جنکی علمی و ادبی، اور سیاسی مضامین کا ترکی میں شہرہ تھا، احمد صالح بے کو خالدہ کی حد سے بڑھی ہوئی ذکاوت اور خداداد ذہانت اپنا گرویدہ بنا چکی تھی، اسی لئے احمد صالح بے خالدہ کے ساتھ بہت محبت کرتے تھے جسوقت خالدہ نے، بی، اے، کا امتحان پاس کرلیا تو انہوں نے احمد صالح بے کے ساتھ شادی کرلی، صالح بے سے دو بچے بھی پیدا ہوئے لیکن اس عرصہ میں صالح بے نے

ایک اور شادی کر لی جو خالدہ ایسی آزاد خیال عورت کی مرضی کے خلاف تھی لہذا وہ مجبور ہوئیں کہ ایسے خاوند سے علیحدہ ہو جائیں، اونھوں نے فوراً صالح بے سے خلع کر لیا اس خلع کے بعد خالدہ کا دوسرا نکاح ڈاکٹر[1] عدنان بے کے ساتھ ہوا جو ترکی شاہی فوج میں ممتاز ڈاکٹر تھے خالدہ خانم علاوہ ایک کامیاب طالب علم کے ایک روشن خیال مضمون نگار بھی تھیں اونھوں نے زمانہ طالب علمی ہی سے مضمون نگاری شروع کر دی تھی چنانچہ ۱۶ برس کی عمر میں آپ نے "ترکی پردہ" پر ایک معرکتہ الآرا کتاب لکھی تھی جس کے ذریعہ وہ ترکی نسوانی حلقوں میں روشناس ہو گئی تھیں، خالدہ محترمہ نے ایک کافی زمانہ مغربی لٹریچر اور مشرقی کتب کے مطالعہ میں صرف کیا، اور کافی مطالعہ کے بعد آپ نے فسانہ نگاری شروع کی جس کا اسلوب بیان اور طرز پرداز اچھوتا اور نہایت دل آویز تھا خالدہ کے ان بہار آفریں فسانوں کی رنگینیاں اور سحر طرازیاں اپنے دامن میں علم و ادب کے وہ درخشاں جواہر رکھتی ہیں جن پر ترکی لٹریچر اور ترکی ادبی تاریخ ہمیشہ فخر و ناز کریگی، یہ فسانے اپنے موضوع کے اعتبار سے مختلف ہیں مگر خالدہ کے قلم کی آتش ریزیاں سب میں

---

[1] ملاحظہ ہو عربی اخبار: الاطائف المصورہ مصر القاہرہ مورخہ ۱۳ نومبر ۱۹۲۲ء

یکساں ہیں ان فسانوں میں سے خالدہ کا ایک فسانہ خراب مسبدلا
ہے جس کا اولاویز ترجمہ "ویران صنم خانے" ہے دوسرا ناول
جسوپر طاعبیاسے ہے جسے سلطان عبدالحمید خاں مرحوم کے عہد انقلاب
میں لکھا تھا۔

ان فسانوں کی کڑیاں اگر دیکھنا چاہتے ہو تو لاہور کی مشہور
مجلہ علمیہ ادبیہ "ہمایوں" کے صفحات پڑھو جن میں "ویران صنم خانے"
کا ترجمہ پرادہ یلدرم بی۔اے نے شائع کرایا ہے۔ ان فسانوں
میں بعض فسانے اصلاح معاشرت اور تہذیب جدید پر لکھے
گئے ہیں جس وقت خالدہ کے یہ فسانے یورپ میں پہنچے تو اپنی
بلند پایگی اور عدیم النظیر نوعیت سے قبول عام حاصل کیا اور
روسی، جرمنی، فرنچ اور عربی میں بہ تعداد کثیر ان کے تراجم شائع
ہوئے۔ ان رسائل نے خالدہ کو جس طرح یورپ میں روشناس
کرایا اسی طرح اب وہ ترکی میں بھی نہایت عزت و احترام کی
نظر سے دیکھی جانے لگیں انھوں نے شعروشاعری کی طرف بھی توجہ کی اور
تھوڑے ہی عرصہ میں وہ ماہر فن کی حیثیت سے شعر کہنے لگیں خاتون
محترمہ اگرچہ ان گراں پایہ علمی اشتغال میں اپنا وقت صرف کرتی تھیں
مگر ان کا صحیح اور طبعی میلان سیاسیات کی طرف تھا، اور عملاً چاہتی تھیں

کہ ترکی کے نسوانی طبقہ میں جدید خیالات کو فروغ دیا جائے اور ترکی عورتیں
ان جدید اصول پر گامزن نظر آئیں، اس مقصد کے لیے آپ کو بہت محنت سے
کام لینا پڑا، وہ ترکی عورتوں کے علاوہ سب سے پہلے ترکی مردوں کو اپنے
گھر کی اصلاح کے لیے آمادہ و تیار کرتی رہیں وہ تحریر و تقریر کے ذریعہ
ترکی کے ذمہ دار افراد کو عورتوں کی اصلاح و ترقی کی طرف مائل کرتی رہیں
انہوں نے ترکی میں چھوٹی چھوٹی نسوانی جماعتیں بھی بنائیں جن کا واحد
مقصد "نسوانی تمدن و معاشرت" کی اصلاح تھا، وہ ترکی عورتوں کو یونیورسٹی
میں تعلیم دلانے کی سب سے پہلی محرک تھیں، انہوں نے اسی زمانہ میں
ترکی وزارت تعلیمات پر زور ڈالا کہ وہ ترکی عورتوں میں جدید تعلیم کو فروغ
دے اور ترکی عورتوں کو تمام تعلیمی آسانیاں بہم پہونچائی جائیں، تا آنکہ
یہ وہ ابتدائی مشاغل تھے جنہوں نے ترکی حلقوں میں ان کا وقار
پیدا کرادیا۔ اور تمام ترکی خالدہ کو ایک محترم لیڈر و قائد تسلیم کرنے لگی،



عہد دستوریت کا آغاز ہوا، ملک کا بدقسمت جابر و پر فریب سلطان عبدالحمید ثانی
تخت سے اتار دیئے گئے، ترکی حکومت اور ترکی قوم کی از سر نو تعمیر و ترقی کے
ذرائع اور وسائل بہم پہونچائے جانے لگے، اور ترکی نوجوان فضلا و ارباب علم
و تدبر مصروف عمل ہو گئے تو خالدہ خانم نے بھی کھلم کھلا سیاسیات میں حصہ

لینا شروع کر دیا، گویا خالدہ خانم کی سیاسی زندگی کا زمانہ عہد دستوریت
سے شروع ہوتا ہے۔ یہ وہ وقت تھا جبکہ ترکی کا ہر فرد اپنی حالت کی اصلاح
و درستی میں کوشاں تھا اور سب سے زیادہ انہماک حکومت کے آئینی
وسائل کی ترتیب و تہذیب کے لئے تھا خالدہ کے دور رس دماغ نے اس
وقت بھی ترکی خواتین کے لئے میدان ترقی میں آسانیاں بہم پہونچانے
کے لئے جد و جہد کی اور وہ حریت پسند جماعت کی مقتدر ارکان کو خالدہ نے
محض اپنے قلم کے ذریعہ اپنا ہمنوا بنا لیا، خالدہ خانم نے ترکی نسوانی حقوق
کے تحفظ کے لئے اس وقت اپنے پرزور ایجیٹیشن شروع کیا، جس کے
سلسلہ میں ترکی طبقۂ اعلیٰ کی خواتین خالدہ کی شریک عمل ہو گئیں، اس
عرصہ میں خالدہ نے قسطنطنیہ میں متعدد انجمنیں قائم کرائیں اور حقوق طلب
عورتوں کی سب سے پہلی تحریک اسی ایجیٹیشن کا نتیجہ ہے، خالدہ کی اس
تحریک اور زبردست جد و جہد نے آخرکار ترکی جمال حکومت کو مجبور
کر دیا کہ وہ نظام جہانبانی اور آئین حکومت میں ترکی عورتوں کے لئے
تمام دروازے کشادہ کر دیں ترکی نسوانی حقوق کے تحفظ میں خالدہ خانم
نے جو خدمات، انجام دیں انہوں نے خالدہ کے اقتدار و اثر کو مزید تقویت
بہم پہونچائیں، اس جد و جہد میں خالدہ کے معرکتہ الآرا مضامین سے
ترکی اخبارات بھرے رہتے تھے اور وہ اس وقت تک برابر سرگرم

رہیں جب تک کہ حکومت نے "درکتاب آلائیں" میں حقوق نسواں کے لئے
قوانین درج و منضبط کر لئے۔ جب آپ کو ترکی عورتوں کے حقوق اور ان
کی تمام ترقی و دنیاوی ترقیوں کے متعلق اطمینان ہو گیا تو آپ نے اپنے
دائرہ عمل کو وسعت دی، اور اب آپ نے یورپ کے اخبارات
میں دستور پسند جماعت کی حمایت اور دفاع میں مضامین لکھنے
شروع کر دیئے۔ ان مضامین کا مقصد قیام دستوریت کا استحکام اور
ترکی مخالفین کو ساکت کرنا تھا۔ یہ وہ ہنگامہ آرا مضامین تھے جنہوں نے
یوروپین سیاست داں حلقوں میں ہل چل پیدا کر دی، اور بڑے
بڑے یوروپین مدبرین خالدہ کے حکمت آمیز زور قلم اور پختگی پر
عش عش کرنے لگے۔ مضمون نگاری کے اس دور میں امریکہ کے
اخبارات نے خالدہ کے مضامین کو بہت شہرت بخشی اور انہوں نے
بڑی خوشی سے خالدہ کے مضامین کو شائع کیا۔ امریکن اخبارات
میں جب خالدہ کوئی مضمون لکھتی تھیں تو ایڈیٹر بڑے فخر سے نوٹ میں
لکھتا تھا کہ امریکن کالج کی ایک اولڈ بوائے آج ہمارے اخبار میں
ایک ترکی مدبر کی شان سے جلوہ گر ہے۔ خالدہ کے ان مضامین نے
یورپ کے اس تنگ دل طبقہ کی آنکھیں کھول دیں جو ترکی شاہنشاہی
حقوق میں ہمیشہ سے ترکوں کا دشمن اور مخالف رہا کرتا تھا۔ یہ وہ وقت

جبکہ خالدہ کسی سیاسی انجمن کی رکن یا عہدیدار نہیں ہیں بلکہ وہ تمام خدمات محض ایک قومی خادم کی حیثیت سے انجام دے رہی ہیں۔ اور گو خالدہ کا قلم یورپ اور تمام علمی دنیا میں کسی مزید شرح و تعارف کا محتاج نہیں تھا تاہم وسیع العمل خالدہ اس عرصہ میں بھی بعض قیمتی سیاسی کتابیں لکھتی رہیں جن کے ذریعہ خالدہ محترمہ کی علمی و سیاسی پوزیشن روز بروز وقیع تر ہوتی گئی اور اس غیر معمولی جدوجہد نے ترکی مدبرین کے دل پر خالدہ کا پورا پورا سکہ بٹھا دیا۔

۱۹۱۳ء کا زمانہ خالدہ خانم کی بےتکلف انداز سیاسی خدمات کا زمانہ ہے، ترکی کے مایۂ نازش مدبرین انور و طلعت کا عہد وزارت ہے جبکہ ترکی قوم ایک خونچکاں قربانی کے بعد اپنی اندرونی تہذیب و اصلاح میں مصروف و منہمک ہے، ترکی وزارت کے لئے اس وقت سب سے زیادہ نازک مسئلہ بیرونی نظام اور خصوصاً مسئلہ بلقان کی پیچیدگیاں ہیں ترکی مدبرین چاہتے ہیں کہ ان کے مقبوضہ ممالک میں ایک بالکل ہی جدید اسکیم کا نفاذ ہو اور تمام منتشر اجزا باہم متحد و مربوط ہو جائیں۔ نوجوان ترکوں پر اس وقت یورپ کا متعصب طبقہ جس مجرمی طرح الزام عائد کر رہا تھا اور ان کے مجموعی ہیئت حکمرانی کو جس انتشار و پراگندگی کی طرف ڈھکیل رہا تھا اس کا تقاضہ یہ تھا کہ ترکی مدبرین

ایک ایسی حکومت ترتیب دیں جس میں محکوم افراد کے لیے عدل و مساوات
اور اخوۃ و حریت کے اصول مساوی ہوں۔ گویا ترکی سیاسیات کا
یہ نازک ترین انقلاب تھا جس میں باکمال و ماہر مدبرین کی امداد و
اعانت اشد ضروری تھی، پس اس اہم اور مشکل ترین دور سیاست
میں انور و طلعت ایسے دانشمند آگاہ وزراء نے خالدہ خانم کو امداد
و اعانت کے لئے طلب کیا، اور خالدہ بھی بڑی مستعدی سے نظم
حکومت اور اندرونی اصلاحات کی ترتیب و تسوید میں شریک
و مصروف ہو گئیں، خالدہ خانم نے اپنے خداداد تدبر سے ترکی
وزارت میں وہ کارہائے نمایاں انجام دیے کہ خود ترکی مدبرین ان
کے دانش پژوہ دماغ پر حیران و ششدر تھے ترکی وزارت میں
جہاں ایک طرف انور و طلعت خلیل و جمال ایسے فہیم و علیم الشان اور
مدبر کام کر رہے تھے وہاں دوسری طرف خالدہ خانم یکساں سکون سے بعض
اہم ترین سیاسی ضوابط و آئین کی ترتیب میں مصروف رہتی تھیں،
آخرکار جب ارکان انجمن اتحاد و ترقی نے خالدہ کے فقید النظیر تدبر
اور ان کی لاجواب فراست کا کافی اندازہ کر لیا، ادھر جب بعض اندرونی
مسائل سے فرصت ملی تو شام کے گورنر جنرل ہز ایکسیلنسی حضور جمال پاشا
نے ترکی وزارت سے اپنی معاونت کے لئے خالدہ خانم کو طلب کیا،

ہز اکسیلنسی جمال پاشا اسوقت ملک شام کے گورنر جنرل تھے اور آپ اپنے علاقہ میں جدید تعلیم و تہذیب کی اشاعت کے خواہشمند تھے آپ اپنی رعایا میں علوم و معارف صنعت و حرفت اور تجارت و زراعت کو بڑے پیمانہ پر فروغ دینا چاہتے تھے خصوصاً مملکت شام میں جدید نواحی اور صنعتی تعلیم سے عرب کے منتشر اور بکھرے ہوئے طبقوں میں جو عرصہ سے پرانی لکیر کے فقیر بنے چلے آتے تھے ایک منفعت بخش بیداری پیدا کرنی چاہتے تھے، ادھر عربوں کے وحشت اندور اور تاریک دماغوں میں جدید تعلیم اور جدید اصول کی روشنی پہونچانا مقصود تھا، لیکن انجمن اتحاد و ترقی کے دور سے قبل مملکت شام کی حالت کچھ اسدرجہ ابتر ہو چکی تھی جس کی اصلاح و ترتیب ایک زبردست اور نہایت وسیع جدوجہد کی محتاج تھی لہذا مملکت شام میں علمی و صنعتی وغیرہ اہم امور کی انجام دہی کے لئے پختہ کار مدبر حضور جمال پاشا نے خالدہ خانم ایسی مدبرہ اور فاضلہ ہی کو منتخب کیا، جب خالدہ خانم شام میں پہونچیں تو حضور ہز اکسلنسی جمال پاشا نے آپ کو شام کا وزیر تعلیمات مقرر فرمایا، اور خالدہ خانم اس اہم فرض کی انجام دہی میں بڑی محنت سے مصروف ہو گئیں،

خالدہ خانم نے شامی وزارت تعلیمات کا چارج لیتے ہی تمام شامی علاقوں میں تعلیمی و صنعتی وسائل بہم پہونچانے کے لئے ایک لائحہ عمل مرتب کیا

جس میں شام کے ہر قصبہ میں ابتدائی مدارس اور صدر مقام میں ہائی اسکول کھولے جانے کا انتظام کیا گیا تھا آپ کا مستقر دمشق تھا اور ارباب علم وفضل کا ایک ممتاز طبقہ آپ کے عملۂ وزارت میں کام کرتا تھا۔ خالدہ خانم نے علاقۂ شام میں تعلیم کو جو فروغ دیا، وہ حیطۂ تحریر میں نہیں لایا جاسکتا، شامی عربوں میں جو فطرتی جمود و بے حسی پائی جاتی ہے خصوصاً شام کا بدوی طبقہ جس درجہ جنگجو واقع ہوا ہے اوسے دیکھتے ہوئے شام میں کسی تعلیمی اسکیم کا مقبول ہونا اور عوام کا تعلیمات اور فنون و حرف سے دلچسپی لینا ایک مشکل اور بعید از قیاس امر تھا لیکن خالدہ محترمہ نے اس مشکل کو اپنے آتش بیاں وعظ اور تقریر سے اس درجہ آسان بنا دیا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں تمام شام میں ابتدائی تعلیم کے لئے مدارس قائم ہوگئے خالدہ خانم جب دورہ کرتی تھیں تو وہ عام جلسوں میں تقریر کے ذریعہ تعلیم اور تہذیب جدید کے فوائد عوام کے ذہن نشین کراتی تھیں، خالدہ خانم کو خدا نے بزرگ و برتر نے وہ زور تقریر عطا فرمایا ہے کہ کوئی شخص اون کی تقریر سن لینے کے بعد اون کے خیالات کا مخالف نہیں ہوسکتا، غرض خالدہ محترمہ نے اپنی تقریروں کے ذریعہ تمام علاقۂ شام میں تعلیمات عامہ کو جو فروغ دیا، اس کی تفصیل ایک دوسری کتاب کو چاہتی ہے

البتہ انھوں نے اس دور میں جو سب سے نمایاں اور قابلِ تعریف کام کیا وہ ، مذہبی تبلیغ ہے آپ نے اس تبلیغ کو اپنے تعلیمی دوروں کے ساتھ ساتھ جاری رکھا، ابتدائی تعلیمی مدارس کے بعد آپ نے شامی اور کرد یتیم بچوں کے لئے حکومت کی طرف سے متعدد یتیم خانے کھولے ، اور ان میں ان کی پرورش اور تربیت کے ساتھ ہی ان کی تعلیم کا انتظام بھی کر دیا، آپ کی مذہبی تبلیغ میں وہ ہزارہا ارمن و کرد بچے تھے جو کسی نہ کسی وجہ سے تعلیم و تربیت سے بے بہرہ رہے جاتے تھے، آپ نے اصولِ اسلام کی تلقین جس خوش اسلوبی سے کی اس کا یہ اثر ہوا کہ سیکڑوں ارمن دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے، خالدہ خانم نے ان نومسلموں کی تعلیم و تربیت پر حکومت کی طرف سے بڑی فراخ حوصلگی سے کام لیا، آپ کی ان حسن خدمات کا سلسلہ جب ترقی پذیر ہوا تو یورپ کا متعصب طبقہ چیخ اٹھا کہ ،

" شام میں خالدہ خانم ارمن بچوں کو جبراً داخل "

" اسلام کر رہی ہیں "

لیکن یورپ کی اس چیخ پکار نے خالدہ خانم ایسی پختہ کار خاتون پر کوئی اثر نہ کیا اور وہ برابر اپنے کام میں مصروف رہیں، انھوں نے کچھ دن بعد شامی بچوں اور نادار طلبہ کے لئے تعلیم کو مفت اور لازمی کر دیا

خالدہ خانم ممالک شام میں تنہا وزارت تعلیمات کے فرائض انجام نہیں دیتی تھیں، بلکہ وہ گورنر جنرل ہز اکسیلنسی جمال پاشا کی مشیر کار بھی تھیں چنانچہ اکثر مواقع پر حضور جمال پاشا آپ سے انتظامی مسائل میں مشورہ لیتے تھے ادھر شامی علاقوں میں خالدہ خانم نے جو اثر اور وقار پیدا کر لیا تھا اوس کے نتیجہ میں ایکمرتبہ خالدہ خانم حلب سے ایک سیاسی مشن لیکر نکلی تھیں، اور بعض اون بدوؤں کو آپ نے حکومت عثمانیہ کا مطیع و منقاد بنایا تھا جو محصول کی ادائگی میں تساہل سے کام لیتے تھے آپ نے شام میں بھی اپنے ہم جنس طبقہ کی خدمات سے دریغ نہ کیا اور اکثر وہ فرصت کے اوقات میں لڑکیوں کو خود پڑھایا لکھایا کرتی تھیں جیسا کہ وہ انگورہ میں بھی کرتی رہیں، غرض شام میں خالدہ خانم نے محکمہ تعلیمات عامہ میں جو گران قدر خدمات و اصلاحات کیں انہوں نے ارکان انجمن اتحاد و ترقی کے دلوں میں خالدہ کی وقعت کو دوبالا کر دیا۔

خالدہ خانم ابھی حلب ہی میں تھیں، کہ جنگ یورپ کا خاتمہ ہوا اور اب ترکی حکومت کے لئے پیچیدگیوں کے دل بادل امنڈنے لگے، خالدہ خانم نے شام کو چھوڑ دیا اور وہ قسطنطنیہ آگئیں اس اقامت کو تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ بالآخر ترکی حکومت کو بھی جنگ فرنگ

میں شریک ہونا پڑا اسوقت حضور محترم فاتح مشرق مارشل مصطفےٰ کمال پاشا کی طرح خالدہ خانم بھی جنگ کی مخالف تھیں لیکن ارکان حکومت کی کثرت رائے کے سامنے آپ نے فوراً اپنی رائے کو جماعت کا تابع کر دیا، لیکن مدبرہ خالدہ کا دماغ اون مصائب سے ضرور متاثر تھا جو ترکی حکومت کو آئندہ چلکر برداشت کرنے پڑے، چنانچہ اس تشویش کی حالت میں آپ نے قسطنطنیہ میں ایک سوسائٹی قائم کی جس کا نام "ولسن سوسائٹی"، تھا، اس سوسائٹی کا مقصد یہ تھا کہ حکومت امریکہ کو ترکی کا دوست اور ہمدرد بنایا جاسے، آپ نے ارکان حکومت سے اپنا یہ ارادہ ظاہر کیا کہ وہ ایک طاقتور مشن لیکر امریکہ جانا چاہتی ہیں، لیکن بوجوہ چند آپ کا یہ مقصد پورا نہوا، اور آپ نے قسطنطنیہ ہی میں رہکر خدمات کا سلسلہ شروع کر دیا، آپ نے ترکی طاقت فراہم کرنے میں بھی وزارت جنگ کی اپنی امداد کی، اور آپ نے امریکن اخبارات میں پھر سلسلہ مضامین شروع دیا، اور اون مجبوریوں کو پوری قابلیت سے بیان کیا جن کی وجہ سے ترکی لوست کو جنگ فرنگ میں شریک ہونا پڑا، وہ ان اخبارات میں اون الزامون کی تردید کرتی رہیں جو ترکی حکومت پر عائد کئے جاتے تھے اسوقت حکومت کی مشکلات اور خالدہ خانم کی مصروفیت اپنی حد کو پہونچی ہوئی تھی لیکن باوجود اس کے خالدہ خانم کا ہر مضمون "سیاست"، و پختہ کاری

استدلال ،، اصابت رائے کا ایک نظر فریب گلدستہ ہوا کرتا تھا چنانچہ آپ کے
ایک طویل سیاسی مضمون شائع کرتے ہوئے امریکہ کے مشہور اخبار "نیو یارک ٹائمز"
نے ایک لیڈر میں یہ فقرے لکھے تھے ،،

"ہم اس سے قبل بھی اس ترکی خاتون کے مضامین شائع کر چکے
ہیں اور آج بھی ان کا ایک معرکۃ الآرا مضمون شائع کرتے
ہیں جو امریکن قوم کو اپنی ہمدردی کے لئے ایک نہایت ہی
منصفانہ اپیل کے ہم معنی ہے، ہم حیران ہیں کہ یہ نہایت ہی
مصروف ترکی خاتون اسقدر روزنِ دار اور مدلل مضامین
کے لئے کس طرح وقت نکال لیتی ہے ،،

جس سے اندازہ لگتا ہے کہ خالدہ خانم نے جنگ فرنگ کے زمانہ میں
ترکی وزارت جنگ کو کافی امداد بہم پہونچائی چنانچہ یہ امداد بھی قلمی تھی
اور آپ نے اسی زمانہ میں ایک مبسوط کتاب "پان توران ازم" کو
نام سے لکھی تھی، یہ کتاب خالدہ محترمہ کی تمام کتابوں میں زبردست ترین
کتاب ہے اس میں خالدہ نے کمال سیاست صرف کیا ہے۔ آپ نے
اس میں ترکوں کے جذبات کو ابھارنے کی جو کوشش کی تھی وہ امید و
قیاس سے زیادہ کامیاب ہوئی، اس کتاب میں ، طلعت پاشا مرحوم کو
ہیرو مقرر کیا گیا تھا اور اس کے آتش فشاں طرز بیان کا یہ عالم تھا کہ ترکی ترکی

اس کے مطالعہ کے بعد اپنے جذبات مردانگی اور شجاعت کو قابو میں نہیں رکھ سکتا تھا، اسی لئے ترکی وزارت جنگ نے اس کتاب کے لاکھوں نسخے فوج میں تقسیم کرائے تھے تاکہ نوجوان ترکوں کا میدان جنگ میں ولولہ جہاد قائم و تازہ رہے، چنانچہ جس وقت برطانی فوجوں نے مقام عمارہ پر حملہ کیا تھا تو وہاں ترکی خندقوں میں اس کتاب کے کثیر نسخے پائے گئے تھے۔ غرض جنگ فرنگ کے زمانہ میں خالدہ خانم کی مصروفیت اپنی انتہائی حد کو پہونچی ہوئی تھی، وہ جس طرح مضمون نگاری اور تالیف و تصنیف میں منہمک رہتی تھیں، وہ اسی انہماک کے زمانہ میں ترکی یتیموں اور بیواؤں کی خدمت میں بھی مصروف تھیں، وہ اکثر اوقات اون ترکی یتیموں اور بیواؤں کے پاس پہونچتی تھیں جو جنگ کے مصائب سے درماندہ ہو کر قسطنطنیہ کی سراؤں اور مسجدوں میں پناہ گزیں تھیں، ایک عینی شاہد نے لکھا تھا کہ

"میں نے قسطنطنیہ میں خالدہ خانم کو ایک ایسے مقام پر"
"دیکھا تھا جہاں چند بیوہ عورتیں آگ جلا کر اپنے کمسن"
"بچوں کو لئے بیٹھی تھیں، انہوں نے پردہ کے لئے اپنے"
"کپڑے تان لئے تھے اون میں میں نے خالدہ کو دیکھا"
"کہ بیٹھی ہوئی اونہیں صبر تحمل کی تلقین کر رہی تھیں، یہ جگہ"

اس قدر غلیظ اور غیر محفوظ تھی کہ کوئی مہذب آدمی یہاں ایک لمحہ بھی ٹھہر نہیں سکتا تھا مگر خالدہ خانم نہایت بشاش یہاں بیٹھی ہوئی تقریر کر رہی تھیں، اور وہ اپنی تقریر میں اسدرجہ منہمک اور مستغرق تھیں کہ انہیں کسی دوسری طرف توجہ بھی نہیں ہوتی تھی،

غرض خالدہ خانم اس وقت قسطنطنیہ میں ایک ممتاز لیڈر کی حیثیت سے کام کر رہی تھیں،

جب ۱۹۱۷ء میں خالدہ خانم کو قسطنطنیہ میں مستقل طور پر رہنا پڑا تو انہوں نے ڈاکٹر عدنان بے کے ساتھ شادی کر لی، ڈاکٹر عدنان بے کو عالم اسلام عموماً اور اسلامی ہند خصوصیت سے جانتا ہے، وہ اس وقت قسطنطنیہ میں ترکی یتیم خانوں کے آنریری سپرنٹنڈنٹ تھے ڈاکٹر عدنان بے کا تدبر اور ان کی فراست اور سیاست دانی کا ترکی میں شہرہ ہے، وہ ایک غیور اور قوم پرست مدبر ہیں اور ارکان انجمن اتحاد و ترقی کے بلند مرتبہ رکن ہیں، وہ ۱۹۲۰ء میں قسطنطنیہ سے وطنی مدافعت کے لئے جب انگورہ پہونچے تو آپ کی مسلمہ قابلیت کی بناء پر آپ دولت علیٔ انگورہ کے وائس پریذیڈنٹ بنائے گئے وہ عرصہ تک بحیثیت لارڈ آف چیف جسٹس کام کرتے رہے، وہ انگورہ گورنمنٹ کے

آئین جہاں بانی کی اصلاح میں تین سال تک سرگرم خدمت رہے،
اور جب ۱۹۲۳ء میں ترکان انگورہ نے اپنی جنگی و سیاسی قوت کے
ذریعہ قسطنطنیہ پر قبضہ کر لیا تو آپ بجانب دولت عثمانی انگورہ قسطنطنیہ کے گورنر
جنرل مقرر کر کے قسطنطنیہ بھیج دیے گئے، لہذا مذکورہ خصوصیات کے اعتبار سے
ڈاکٹر عدنان بے کے ساتھ خالدہ ایسی فاضلہ کا نکاح کر لینا ایک قسم کا
قران السعدین تھا، جس کے ذریعہ یہ دونوں فاضل روزگار ہستیاں
ملک و مذہب کی مدافعت میں شریک و سرگرم ہو گئیں،



خالدہ ممدوحہ کی علمی و سیاسی، خدمات اور آپ کی خداداد قابلیت
کے یہ وہ حالات تھے جو ابھی تک ہندوستان میں اشاعت پذیر
نہیں ہوئے تھے، لیکن اب وقت آگیا کہ خالدہ خانم ایسی فاضل
عصر خاتون کے کارناموں سے دنیائے اسلام روشناس ہو، ترکی حکومت
کے زوال کا وہ الم اندوز زمانہ آگیا جبکہ ترکی حکومت نے اپنی حلیف
طاقت جرمنی کی اندرونی کمزوریوں اور میدان جنگ میں شکست کھانے
کی وجہ سے ہتھیار رکھدیے، اور برطانیہ و فرانس وغیرہ سے صلح کی درخواست
کی، یہی وہ زمانہ تھا جسے صحیح معنی میں ترکی قوم کے ابتلا و آزمائش کا دماغ
سوز زمانہ کہہ سکتے ہیں، آخر سنہ ۱۹۱۸ء میں فرانس و برطانیہ اور اٹلی و جاپان

اور امریکہ کو زبردست جنگی جہاز دردانیال میں داخل ہو گئے قسطنطنیہ پر اتحادی قبضہ ہو گیا، تمام سرکاری و غیر سرکاری اہم مقامات خصوصاً فوجی چھاونیوں، تار گھروں عدالتوں اور ریلوے اسٹیشنوں پر اتحادی فوجیں قابض ہو گئیں، بڑے بڑے مدبرین قید و نظر بند کر دیئے گئے دردانیال کی ناکہ بندی نے تھریس و ایڈریا نوپل اور خود قسطنطنیہ کو ایشیا سے کوچک سے جدا کر دیا، بوڑھے سلطان وحید الدین کے بوڑھے وزراء اتحادی اثر سے مغلوب تھے، داماد فرید پاشا جو ایک بزدل اور کافر ماغ وزیر اعظم تھا، اتحادیوں سے مل گیا تھا، اوس نے تمام شاہی مقامات اور قلعوں پر اتحادیوں کو قبضہ دیدیا تھا۔ ادھر اتحادیوں نے ترکی حکومت کو تقسیم کرنا شروع کر دیا تھا، اور تھریس و سمرنا ایسے زرخیز ترکی صوبے یونان کو دیدالی تھے، جنپر قابض ہوتے ہی یونان نے وہ مظالم شروع کر دیئے جنکے تصور سے روح لرزاں ہے، غرض ان مظالم کے دفاع و رد کے لئے احرار ترکوں نے اناطولیہ میں جدوجہد شروع کر دی، اونہوں نے کل ترکی حکومت کو اتحادیوں سے آزاد کرانے کی قسم کھائی اور اپریل ۱۹۲۰ء سے یہ تحریک زیر سر کردگی حضور محترم تدبر پناہ مارشل مصطفٰے کمال پاشا رونما ہوئی اناطولیہ میں ترکان احرار کی اس تحریک نے قسطنطنیہ کے غیور و ملت پسند ترکوں کے لئے ہلاکت و بربادی کا ایک نیا دروازہ کھول دیا، اور اب اتحادیوں کی اون

تمام ترکوں کے خلاف سخت سے سخت کارروائیاں شروع کر دیں جو قسطنطنیہ میں رہ کر ترکان اناطولیہ کی تائید چاہتے تھے مگر بھی ترکان قسطنطنیہ نے غلامی و ماتحتی کی زندگی اختیار کرنے سے انکار کر دیا اور وہ ہر طرح ترکان اناطولیہ کے ہمنوا بن گئے۔ ادھر تقریبیں و سمرنا میں جو قیامت خیز مصائب ترکی آبادی پر ڈہائے گئے انہوں نے قسطنطنیہ کی آبادی کو اور بھی آتش زیر پا کر دیا، اور اب ہر ترک نے تہیہ کیا کہ وہ اپنی جان دیکر ملک و ملت کو آزادی کی نعمت دلائیگا، پس ان حالات کے ماتحت کیسے ہو سکتا تھا کہ ترکی قوم کی دایہ نازمش خاتون محترمہ خالدہ خانم کے فضیلت نشان اور قوم پسند دل میں کوئی تڑپ پیدا نہ ہوتی آخر کار خالدہ خانم اٹھیں اور انہوں نے ٹھیک اس وقت جبکہ قسطنطنیہ کے احرار مجاہدین انگورہ کی تائید و تحریک کے جرم میں قید و نظر بند کئے جا رہے تھے کھلم کھلا ترکان انگورہ کی اعانت کیلئے ملک و قوم کو بیدار و آمادہ کرنا شروع کر دیا اپنے شوہر ڈاکٹر عدنان کو انہوں نے قسطنطنیہ سے انگورہ پہونچکر وطنی مدافعت پر آمادہ کیا، غرض خالدہ خانم قسطنطنیہ میں تمام ترکی قوم کی رہبری کے لئے ایک سیاسی لیڈر کی حیثیت سے سرگرم عمل ہو گئیں، انہوں نے، تقریروں اور جلسوں کے ذریعہ ترکان قسطنطنیہ میں حب وطن اور مدافعت وطن کو

جذبات برانگیختہ کرنا شروع کردیے، وہ نہایت بے باکی سے مصروف عمل ہوگئیں، اور داماد فرید کی گورنمنٹ پر بھی اونہوں نے "ترکی شاہی حقوق" کی حفاظت کے لئے زور دیا، اور روز بروز اون کے عمل کا پیمانہ ترقی کرتا گیا،ا اونہوں نے علاوہ ترکی قوم کی مدافعت کے بعض تورانی و تاتاری اقوام کے اتحاد و آزادی کے لئے بھی جد وجہد کی، اونہوں نے جمہوریہ آذربائیجان کی آزادی کے موقع پر قسطنطینیہ میں ایک عظیم الشان جلسہ کیا تھا جس میں وہ خود صدر جلسہ تھیں،اس جلسہ میں اونہوں نے، مگر ور اقوام خصوصاً اسلامی آزادی عام آزادی پر اظہار خیالات کرتے ہوئے ذیل کے الفاظ ارشاد فرمائے تھے،

ممکن ہے کہ میں ترکی حکومت کے اثرات و اقتدار کو بخارا و تاشقند تک پھیلتا دیکھنے کے لئے زندہ رہوں، لیکن اگر میں اوس سلطان ترکی کے دورِ حکومت میں ہوتی جنہوں نے وآئینا دارالسلطنت آسٹریا کو محاصرہ کی دھمکی دی تھی تو شاید میرے دل کو قدرے تسکین ہوتی، لیکن مغرب کی کسی کامیابی اور فتح سے میرے دل کو یہ مسرت و خوشنودی حاصل ہوئی جو حکومت اسلامیہ آذربائیجان کی خودمختاری کی روح افزا خبر نے میرے دل میں پیدا کردی ہے۔

ا۔ م سالستہ: ۲۵۱، ۱۹۲۰ء

خالدہ محترمہ کی ان تمام زبر سیاسی مصروفیتوں میں جو بات سب سے
زیادہ تعجب انگیز ہو سکتی ہے وہ یہ تھی کہ اتحادیوں نے انہیں گرفتار
نہ کیا اس کے جواب میں رپورٹر نے لکھا تھا کہ وہ پہلے پہل اسوجہ سے
گرفتار نہیں کی گئیں، کہ وہ عورت تھیں۔ اور انہوں نے اسوقت تک
اتحادیوں کے خلاف کوئی نفرت وحقارت نہیں پھیلائی تھی اور نہ انہوں نے
کسی اہم سازش میں حصہ لیا تھا، لیکن جب ۵ رمئی ۱۹۱۹ء میں بزدل
یونانیوں نے سمرنا میں حشر انگیز مظالم شروع کر دیئے ترکی آبادی کو
آگ وخون میں جھونکنا شروع کر دیا، لاکھوں ترک بچے بوڑھی عورتیں
اور نوجوان تلوار کے گھاٹ اتارے جانے لگے تو خالدہ ممدوحہ کے جذبہ
ہمیت میں ایک ولولہ انگیز تڑپ پیدا ہو گئی اور وہ ان ہولناک مظالم پر
بےچین ہو گئیں۔ انہوں نے ان مظالم کے انسداد کے لئے قسطنطنیہ میں
زبردست ایجی ٹیشن شروع کر دیا، گویا اب تک وہ نہایت آہستی طریق پر
کام کر رہی تھیں مگر اب انہوں نے اتحادی شمولوں کے خلاف سخت
سے سخت تدابیر اختیار کیں، انہوں نے انسداد مظالم کے لئے عظیم الشان
جلسے منعقد کرنے اور بڑے بڑے ترکی مدبرین کو ان جلسوں میں مدعو کیا،
اسوقت خالدہ خانم کے ساتھ تمام قسطنطنیہ تھا لاکھوں ترک اٹھ کھڑے
ہوئے اور انہوں نے خالدہ کی آواز کو لبیک کہا خالدہ خانم کے

خداداد فضل و کمال کا یہ اثر تھا کہ ہر بڑے سے بڑے جلسہ کی وہی صدر بنائی جاتی تھیں، خالدہ خانم کے ان جلسوں نے اتحادیوں کا ناطقہ بند کر دیا تھا خصوصاً انگلستانی جرائد چیخ اوٹھے تھے اور انہوں نے خالدہ خانم کے اثر کو محسوس کرتے ہوئے سمجھ لیا تھا کہ اگر آئندہ یہاں خالدہ کو قسطنطنیہ میں اسی طرح جلسوں میں تقریر کا موقع دیا گیا تو وہ ایک دن ضرور اتحادیوں کا سر پلپلا کرا دیں گی

مذکورہ حالات بھی ایک حد تک نہایت آئینی تھے، اور گو قسطنطنیہ میں خالدہ خانم نے پوری قابلیت سے اتحادیوں کے خلاف پروپگنڈہ کیا لیکن ان تمام کارروائیون نے اتحادیوں کے طرز عمل کو نہ بدلا، اسکی ظاہر وجہ یہی تھی کہ قسطنطنیہ کی گورنمنٹ کا صدر کارکن داماد فرید اتحادیونکا دوست تھا، پس جب خالدہ خانم نے اتحادیوں کے طرز عمل کو ناقابل اطمینان پایا تو بہادر دو دی حوصلہ خالدہ نے نہایت اہم ذرائع مدافعت اختیار کئے، انہوں نے قسطنطنیہ کی ترکی عورتوں کو ترکان انگورہ اور حفظ وطن کے لئے تیار و آمادہ کیا، انہون نے پوری جرات و بیباکی سے ترکی عورتون کو اس خونچکان جد و جہد کے لئے ابھارنا شروع کیا اور بکمال فراست ان جوان ہمت عورتوں کی اندرون قسطنطنیہ متعدد انجمنیں قائم کیں، جنکا واحد مقصد "حفظ وطن" اور ترکان انگورہ کی

اعانت" تھا، جس نے ابتداء کتاب میں ترکی خواتین کی بیداری
کے جو سبب بیان کئے ہیں یہ انہیں کا نتیجہ تھا کہ خالدہ کی اپیل ترکی
خواتین میں بہت جلد مقبول و کامیاب ہوگئی، اور بیدار مغز قوم پرست
ترکی خواتین خالدہ کے ساتھ ہوگئیں، قسطنطنیہ کی تقریباً ۹۵ فیصدی
ترکی خواتین نے خالدہ کے ساتھ کام کرنے کا ارادہ ظاہر کیا، اور
وہ عملاً اس اہم خدمت کے لئے تیار ہوگئیں، جب خالدہ محترمہ نے
ترکی خواتین کے ولولۂ عمل کو محسوس کرلیا تو انہوں نے بطریق عمل ان
خواتین کی تین انجمنیں بنائیں۔

۱) ترکی خواتین مقیم قسطنطنیہ کی پہلی جماعت جو امراء و تعلیم یافتہ طبقہ
سے متعلق تھی ترکی مظلومیت اور انتزاع حقوق کی مدافعت میں
تحریر و تقریر کے ذریعہ دنیا سے انصاف کو اپنی ہمدردی اور اعانت
کے لئے متوجہ کرتی تھی،

۲) ترکی خواتین کی دوسری جماعت اتحادیوں اور ترکی گورنمنٹ
کی خفیہ سازشوں اور معاہدوں و تجویزوں کی اطلاع انگورہ گورنمنٹ کو
دیتی تھی، چنانچہ سنہ ۱۹۲۱ء میں ہندوستان کے مشہور دورخی مصطفیٰ
صغیر کو انگورہ میں جس ترکی خاتون نے گرفتار کرایا وہ اسی مجلس کی
رکن اور خالدہ خانم کی کتابوں کا مطالعہ کرنے والی [illegible]

تھی جس کا نام جنانؔ ہے،

(۳) ترکی خواتین کی تیسری جماعت میں نہایت جری اور بہادر خواتین کام کرتی تھیں ان کا کام مجاہدین انگورہ کو خفیہ طریق پر قسطنطنیہ سے ہتھیار اور سامان حرب بہم پہونچانا تھا ترکی خواتین کی یہ وہ بہادر و ذی حوصلہ جماعتیں تھیں جو ان ہمت خالدہ نے مرتب کیا تھا اور ان جماعتوں نے ترکان انگورہ اور حفظ وطن کے لئے جو گراں پایہ خدمات انجام دیں انہیں میں آگے چلکر تفصیل کے ساتھ بیان کروں گا، لیکن مذکورہ تہلکہ انداز اور عظیم الشان انہماک عمل میں خالدہ محترمہ کی ایک ایسی کارروائی کا اظہار ضروری ہے جو مذہب پسند طبقہ کی دلچسپی اور مذہب ناشناس مسلمانوں کی عبرت کے لئے اپنے اندر سیکڑوں بصیرتیں رکھتی ہے۔

خالدہ محترمہ نے جب قسطنطنیہ میں آغاز عمل کیا تو انہوں نے عام جلسوں میں تقریر کے لئے تمام مذہبی اعتبارات کو ملحوظ رکھتے ہوئے تقدیس پناہ حضور شیخ الاسلام سے حسب ذیل الفاظ میں درخواست کی تھی،

"میں مذہب وملت اور ترکی کے جائز حقوق کی حفاظت"

"کے لئے جس جد وجہد کا آغاز کرنا چاہتی ہوں! تمیں"

مجھے عام جلسوں میں مردوں کے سامنے تقریر کرنا پڑیگی،
لہذا میں تقدس پناہ سے ملتجی ہوں کہ مجھے دستور مذہبی
کے تحت ان عام جلسوں میں تقریر کی اجازت دیجائے۔

ملاحظہ ہو ڈیلی میل لندن
مورخہ ۱۴ اگست ۱۹۲۱ء

اس عبارت سے خالدہ خانم کی مذہب پرست طبیعت کا اندازہ ہوگا اور یہ سمجھا جاسکیگا کہ خالدہ محترمہ باوصف ایک جدید فیشن ایبل اور مغربی تعلیمیافتہ عورت کی حیثیت سے کس درجہ مذہبی احترام کی دلدادہ ہے، خالدہ محترمہ ہمیشہ برقعہ پوش رہتی ہیں، اونھوں نے سوائے میدان جنگ کے کبھی اپنے چہرہ کو بے محابہ نہیں کھولا، گویا وہ ایک پکی مسلمان اور مذہب کے جزئی سے جزئی حکم وشعار کی پابند عورت ہیں کاش خالدہ محترمہ کے اس طرز عمل کو مولانا حسرت موہانی پڑھ لیں۔

الغرض خالدہ محترمہ نے جب قسطنطنیہ میں مذکورہ جماعتوں کی بنیادیں استوار کیں اور خود بھی نہایت بے باکی سے میدان عمل میں سرگرم کار ہوگئیں تو اب اتحادیوں کے لئے مشکل ہوگیا کہ وہ خالدہ کو آزاد چھوڑ دیں لہذا اتحادی ممبروں نے خالدہ کی نگرانی شروع کردی، اور اب وقت آگیا کہ خالدہ قسطنطنیہ میں اتحادیوں کے ہاتھوں گرفتار ہوجائیں

بس اس حالت کے پیدا ہوتے ہی خالدہ محترمہ نے بجائے ترک عمل کے اناطولیہ فرار ہو جانے کا خطرناک ارادہ کر لیا، اور عین اوس رات کو جب کہ اتحادیوں نے خالدہ کی گرفتاری کے احکام صادر کر دیئے تھے خالدہ قسطنطنیہ سے روپوش ہو گئیں اور وہ اپنے محبوب مامن یعنی رابرٹسن کالج میں چھپ گئیں خالدہ محترمہ کی اس روپوشی کے لیے مختلف اطلاعیں شائع ہوئی ہیں، کسی میں بیان کیا گیا ہے کہ خالدہ رابرٹسن کالج میں کافی عرصہ تک پوشیدہ رہیں، کسی میں لکھا ہے کہ خالدہ نے ارکان کالج سے بھی اپنی پوشیدگی کے اسباب بیان نہیں کئے بہرکیف یہ صحیح ہے کہ وہ رابرٹسن کالج میں پناہ گزیں ضرور ہوئیں، اور جب اناطولیہ جانے کے اسباب مکمل ہو گئے تو وہ شب کی تاریکیوں میں ایک کشتی کے ذریعہ قسطنطنیہ کو خیرباد کہکر اناطولیہ روانہ ہو گئیں، اور بحری سفر کے بعد وہ خچر پر سوار ہو کر دشوار گذار راستوں سے انگورہ پہونچ گئیں۔

خالدہ محترمہ کی اس فراری کے متعلق ایک انگریزی نامہ نگار نے لکھا تھا کہ خالدہ خانم اور اُن کے فاضل شوہر ڈاکٹر عدنان بے قسطنطنیہ سے گرفتار کر کے مالٹا بھیجد یے گئے تھے اور وہاں سے یہ دونوں میاں بیوی فرار ہو کر انگورہ پہونچ گئے لیکن کثیر الاطلاعیں اس خبر کی تردید میں ہیں اور خالدہ محترمہ کا انگورہ اسی طرح پہونچنا صحیح ہے جس طرح :

میں نے اوپر بیان کیا ہے کہ خالدہ کے اس عزم اور سفر کی پریشانیاں کوئی غیور دماغ محسوس کر سکتا ہے کیا یہ کوئی معمولی واقعہ ہے کہ خالدہ نے محض ملک و قوم اور دین حنیف کی حفاظت و خدمت کے لئے خود کو ہلاکت بار سفر میں چھوڑ دیا اور جب باسفورس سے شب کو سیاہ لباس پہنکر بحری سفر کے لئے نکلیں تو اس وقت اتحادی جنگی جہاز بندرگاہوں پر اپنی آتش فشاں توپوں کے دہانے سیدھے کئے کھڑے تھے۔ شب کی ڈراونی تاریکیاں فضائے ارض کو اس طرح گھیرے ہوئے تھیں کہ خالدہ کو اپنے مقررکردہ بندرگاہ کا راستہ بھی نہ مل سکا اور وہ اسی بے راہ روی میں ایک ایسے بندر پر پہونچ گئیں جہاں قریب تھا کہ وہ یونانی نگہبانوں کے ہاتھوں گرفتار ہو جاتیں مگر ان کے ایک رفیق کی آواز نے انہیں عین وقت پہ اس خطرہ سے بچا لیا اونہوں نے دریا میں بجائے کسی محفوظ جہاز کے ایک ہلکی کشتی پہ سفر کیا جو بحری خطروں سے ہمیشہ گھری رہتی ہے، اونہوں نے ساحل اناطولیہ پہ پہونچکر بری راستہ ایک خچر پہ طے کیا جسکی تکالیف کا اس نسبت سے اندازہ کیجئے کہ خالدہ کوئی مشتاق جفاکش سپاہی تو نہ تھیں جو راستہ کی تمام مشکلات اور سواری کی تکالیف کو آسانی سے قبول کر لیتیں

وہ تو ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ اور ناز پروردہ خاتون تھیں وہ ترکی قوم
کی لیڈر و سردار تھیں جو بڑے بڑے مدبرین کے دماغوں پر حکومت
کرتی تھیں کیا خالدہ کو بھوک و پیاس کی عقل سوز تکالیف نے
نہ گھیرا ہوگا؟ کیا وہ راستہ کی درازی اور تنہائی سے گھبرا نہ گئی
ہوں گی؟ کیا انہیں تنہائی اور اس غربت نے نہ ستایا ہوگا
جبکہ وہ بے یار و مددگار اناطولیہ کے وسیع جنگلوں اور ریگزاروں سے
گذر رہی تھیں؟ کیا انہیں وطن عزیز کی راحتیں اور سکون بخش
نیند یاد نہ آتی ہوگی؟ ہاں یہ سب کچھ تھا مگر ان تمام حوصلہ شکن
اور صبر آزما تکالیف کو جس جوہر نے اطمینان و مسرت سے بدل دیا
تھا افسوس کہ وہ ہم میں تو نہیں مگر ہاں خالدہ خانم میں بدرجۂ اتم
موجود تھا، اور وہ حب وطن، حب مذہب، جذب آزادی،
ایثار و قربانی، تحمل و تہیۂ عمل اور سب سے آخر یہ کہ خدائے
قدیر و قادر پر پختہ اعتقاد و ایمان تھا جس نے دل و دماغ کو امید و
کامرانی کے حوصلہ افزا جذبات سے معمور کر دیا تھا، وہ ملک و مذہب
کی خدمت کے لیے تیار ہوئی تھیں، وہ بے کسوں کو استقلال و
آزادی کی شکست سے شاد کام بنانے نکلی تھیں، وہ اپنے ملک
ملت کے تحفظ اور بقائے دین متین کے لیے چلی تھیں، اور یہی وہ

آخری مگر مقدس جذبہ عمل تھا جس کی وجہ سے خدائے رحیم و رحمٰن نے انکے لئے زمین کو لپیٹ دیا اور سفر کی تمام دلگداز و دل شکن مصیبتیں اون کے لئے آسان ہوگئیں اور وہ بخیر و خوبی انگورہ پھونچ گئیں کہ یہی بدلہ ملتا ہے خدائے قدیر قدوس کی طرف سے مخلصین کو،

دار السلام انگورہ میں خالدہ کا داخلہ اوسوقت ہوا جبکہ دانایان انگورہ اناطولیہ میں ایک ایسی حکومت کی بنیاد رکھ رہے تھے جس کے اصول حکمرانی اسلام کے صحیح اور عدالت نواز معیار پر مبنی ہیں ظاہر ہے کہ اسوقت ترکان انگورہ کے سامنے اگرچہ حفظ وطن اور دشمن کو ملک سے مار بھگانے کا نہایت اہم و اقدم مسئلہ پیش تھا، مگر جس قوم کے عروج و کمال کا زمانہ آتا ہے تو خدائے حکیم و فیاض اوس کے افراد کے تمام قوائے عملی کو ایک ما فوق الفطرت قوت کے ساتھ بیدار کر دیتا ہے، چنانچہ اس نازک وقت میں جبکہ احرار انگورہ کو میدان جنگ کی مصروفیتیں چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھیں اون کا انگورہ میں بیٹھکر ایک بدیع المثال حکومت کی اندرونی اصلاح و تحکم کا تعقیہ مبداء فیاض کی اُس بخشش و موہبت کی دلیل ہے جو محض کسی ترقی پانے والی جماعت ہی کا نصیب ہو سکتی ہے غرض

اس وقت ترکان انگورہ کو حکومت کی داخلی اصلاح و ترتیب کے لئے جن متجر دماغوں کی ضرورت تھی او سے خالدہ کی آمد نے ایک حد تک پورا کر دیا، اور اسی لئے خالدہ خانم کا انگورہ میں وہ شاندار استقبال کیا گیا کہ بیان سے باہر ہے، آپ کو فوراً انگورہ کی سیاسی جماعت میں شریک کر لیا گیا،

انگورہ میں ابتداً خالدہ خانم بحیثیت رکن پارلیمنٹ کے شریک عمل ہوئیں، اور اون قوانین کی ترتیب میں بیش از بیش اور نہایت قیمتی امداد دی جو جمہوریہ انگورہ کے لئے مرتب کئے جا رہے تھے، خالدہ محترمہ کے جو سیاسی مشورے ایوان حکومت میں بلا کسی مخالفت کے منظور کئے جاتے تھے، اور یہ اسی سیاسی انہماک اور خالدہ کے غیر معمولی تبحر کا نتیجہ تھا کہ جب ۱۹۲۳ء کے آخری ایام میں انگورہ گورنمنٹ کا نیا کابینہ منتخب ہوا تو خالدہ خانم کو بالاتفاق انگورہ کیبنٹ میں دولت علیہ انگورہ کا وزیر تعلیمات مقرر کیا گیا، اور خالدہ اب بحیثیت وزیر کے ایک عظیم الشان حکومت کے ایوان سیاسی میں داخل ہو گئیں، جس وقت خالدہ خانم کو انگورہ گورنمنٹ نے وزیر تعلیمات مقرر کیا تو اُس وقت نہ صرف دنیائے اسلام بلکہ یورپ کے مختلف علمی و سیاسی طبقات میں ہلچل پیچ گئی، اور یورپین اخبارات وار باب سیاست

نے صاف صاف کہدیا کہ جس طرح دنیا میں ترکوں نے حکومت کے شعبۂ انتظامی میں خالدہ کو وزیر تعلیمات مقرر کر کے اپنی بیدار قومیت کا ثبوت دیا ہے اوسی طرح خالدہ خانم سب سے پہلی وہ صاحب کمال عورت ہے جس نے کسی زبردست حکومت میں اسقدر اہم اور جلیل القدر عہدہ حاصل کیا ہے۔

الغرض جسوقت خالدہ خانم کو عہدۂ وزارت سپرد کیا گیا یہ وقت حکومت انگورہ اور اناطولیہ کے لیے نہایت کرب و اضطراب کا وقت تھا، کیونکہ قسطنطنیہ پر اتحادی جنگی جہازوں کی موجودگی اور ناکہ بندی نے اناطولیہ پر ہر قسم کی امداد و اعانت کا راستہ بند کر دیا تھا، یونانی فوجیں اندرون اناطولیہ بڑھی چلی آرہی تھیں، اور ملک میں سکون و اطمینان کا نشان بھی نہ تھا یونانی افواج کی تباہ کن پیشقدمی کے باعث اناطولی باشندے گوناگون اور بربادکن مصائب میں مبتلا تھے اور یہ اضطراب اس درجہ بڑھا ہوا تھا کہ خود دانایان انگورہ مدافعت کے اسباب و وسائل میں متردد تھے، اس وقت ہر شخص کے نزدیک سب سے اہم خدمت دشمن کا ملک سے قطعی استیصال سمجھا جاتا تھا کیونکہ اندرون اناطولیہ یونانی افواج کی غارت گر پیشقدمی اور اسکے شہروں، جنگی مقامات کے چھن جانے سے اناطولی باشندوں

میں عام تشویش پھیل گئی تھی، پس مذکورہ خطرناک حالات میں ظاہر ہے
کہ کوئی علمی و تعلیمی تجویز یا اسکیم کس طرح ملک میں نفاذ پذیر ہوسکتی ہے؟
اور قاعدہ بھی یہی ہے کہ جب کوئی حکومت خطرات جنگ میں گھر جاتی ہے
تو وہ اپنی تمام تر اندرونی اصلاحات، تجارت، اور درآمد و برآمد کے
سلسلوں کو روک دینے پر مجبور ہوتی ہے، اور جب تک ملک کو داخلی سکون
و اطمینان حاصل نہیں ہو جاتا اس وقت تک حکومت کسی دوسرے
شعبہ کی اصلاح نہیں کرتی، بلکہ وہ سب سے پہلے اپنی تمام طاقتوں کو
ایک مرکز پر جمع کر کے دشمن کو ملک سے باہر نکالتی ہے، پھر زمان امن و
امان میں وہ کسی دوسری طرف متوجہ ہوتی ہے، لیکن یہ خالدہ خانم کی
انتہائی حوصلہ مندی تھی کہ آپ نے اناطولیہ کی ان خونابہ فشانیوں
اور حالت جنگ ہی میں اناطولیہ اور ممالک محروسہ انگورہ کی تمام آبادی
کے لئے ایک زبردست تعلیمی لائحہ عمل تیار کیا جس کی وسعت و اہمیت کا
اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ آپ کی اسکیم میں اناطولیہ کے بڑے
بڑے شہروں، قصبوں سے لیکر گاؤں گاؤں میں ابتدائی مدارس کا
افتتاح تجویز کیا گیا تھا۔ لیکن قبل اس کے کہ خالدہ خانم کی یہ جامع اسکیم
ملک میں نفاذ پذیر ہوتی آپ کو ایک زبردست مقابلہ انگورہ پارلیمنٹ
سے کرنا باقی تھا، اور یہ اہم مقابلہ اپنی وسیع تعلیمی اسکیم کے مصارف

منظور کرانا تھا، لیکن یہ منظوری اس لئے دشوار تھی کہ اسوقت انگورہ پارلیمنٹ میں ایسے وزرا رکام کر رہے تھے جو "ضروریات جنگ" کو تمام لوازم پر مقدم رکھتے تھے انگورہ کے ہوس آف لارڈس میں حضور ذی جاہ ہتورپناہ مارشل مصطفٰے فوزی پاشا چیف آف دی اسٹاف کی ذات ہی تنہا ایسی تجاویز کی مخالف تھی اور ان کی تمام جنگی پارٹی اس وقت مقاصد جنگ کی مویّد و طرفدار تھی، لہٰذا ایسی صورت میں کہ جنگی پارٹی اور تمام دوسرے وزرا ضروریات جنگ کے تکفل و سربراہی کے مویّد ہوں کسی تعلیمی لائحہ عمل کے لئے وزارت مال سے کوئی گران قدر بجٹ منظور کرا لینا آسان نہ تھا، لیکن یہ خالدہ خانم ہی کی خداساز اہلیت اور پوزیشن کا اثر تھا کہ آپ نے جسوقت انگورہ پارلیمنٹ میں یہ بجٹ پیش کیا تو وہ بہت قلیل مخالفت کے بعد منظور ہو گیا، صرف وزیر مال دانش پژوہ ہز اکسلنسی حسین جمیل بے نے یہ ترمیم پیش کی تھی کہ شہر و قصبات کے بعد "گاؤں" میں ابتدائی مدارس کا افتتاح فی الحال جنگی ضروریات کی وجہ سے ملتوی کر دیا جائے لیکن جسوقت فاضل خالدہ خانم نے اس ترمیم کے خلاف تقریر کی اور یہ دلائل اس ضرورت کو واضح کیا اور صدر پارلیمنٹ ڈاکٹر عدنان بے نے آراء کا شمار کیا تو ۹۶ میں سے ۳ رائیں خالدہ کے

خلاف تھیں باقی تمام ارکان نے خالدہ کی موافقت کی جبیر وزیر مال کی ترمیم رد کردی گئی
اور خالدہ خانم کا مکمل بجٹ منظور کرالیا۔ وزیر مال کی ترمیم کو رد کرتی ہوئے
جو تقریر کی تھی اوسمیں اونہوں نے علاوہ تعلیمی ضروریات و فوائد کو ثابت
کرتے ہوئے یہ نہایت دانشمندانہ مقصد ظاہر کیا گیا کہ

اسوقت جبکہ ہم آگ و خون کے دریا میں دھکیل دیے گئے ہیں اور
ہم پر مصیبت کی دل بادل امنڈ رہے ہیں دشمن چاہتا ہے کہ
ہمیں کسی طرح دنیا میں ذلیل ثابت کرے اور ہمیں وحشیانہ پن کی
پیشہ پبلسٹی کررہی ہیں یہ یورپ کہتا ہے کہ ہم بربریت اور جہل
کے شیدائی ہیں لہذا ہمارا جواب احساس یہ ہوگا کہ ہم ان
مصائب و آلام میں گھیرے بھی اپنی ملت و رعایا کی دماغی و ذہنی
اصلاح کر کے دشمنوں کو دکھلادیں کہ ترک کس طرح
علوم و معارف تہذیب و ترقی کے دلدادہ ہیں۔

خالدہ کی تحریر کا یہ دلپذیر مقصد و منشا تھا جسے بیدار مغز ترکوں نے
قبول کرلیا گویا خالدہ نے اس اسکیم کے ذریعہ ترکوں کی اوس پہلو کو روشن
کردیا جسے متعصب یورپ کی پروپیگنڈا نے عرصہ سے تاریک بنا رکھا تھا
خالدہ خانم کی اس نازک وقت میں تعلیم کو فروغ دینے والی اسکیم نے جو
تبلیغی اثر یورپ میں پیدا کیا اوسے یورپین دماغوں نے کس نسبت سے

محسوس کیا؟ اس کا جواب فرانس کی مشہور ترک دوست سیاست داں
خاتون مس گالاعت نے تصریحات انقرہ، میں اس طرح لکھا ہے

مجھے جو دو اناطولیہ میں جس چیز نے سب سے زیادہ خوش کیا وہ یہاں
گاؤں گاؤں اور قصبہ قصبہ میں ابتدائی مدارس کا افتتاح ہے جو
اس زبردست تعلیمی لائحہ عمل کا نتیجہ ہے جو خالدہ خانم وزیر
تعلیمات نے مرتب کیا ہے، اور جسے منظور کرانے میں انہیں اپنی
لسانی قوت استدلال صرف کرنا پڑی تھی۔ اناطولیہ میں تنہا مدارس
کی کثرت اور یورپین متعصبین کا کافی اور دندان شکن جواب
ہے جو وہ ترکوں کی جہل دوستی کے متعلق بیان کرتے رہتے ہیں۔"

غرض ان حالات کے تحت خالدہ خانم نے جب اسکیم منظور کرا لی تو اسے
عملی جامہ پہنانے کے لئے انہوں نے تدابیر اختیار کیں۔ لیکن یہ وقت اور
کام خالدہ کے لئے پارلیمنٹ کی مخالفت سے بھی زیادہ سخت تھا۔ کیونکہ اس
وقت اناطولیہ اور انگورہ میں اس قدر وسیع پیمانے پر [illegible] تعلیمی اسکیم کے اجراء
و عمل کے لئے جو ضروری چیزیں درکار تھیں وہ خالدہ کو میسر نہ تھیں۔ مثلاً سب سے
پہلے بہ تعداد کثیر اساتذہ، پروفیسر، اور معلمات کی ضرورت تھی لیکن
اناطولیہ اس قدر تعداد بہم پہنچانے سے قاصر تھا۔ دوسری ضرورت مدارس
اور کالجوں کے لئے عمارتوں کی فراہمی تھی سو ضروریات کی وجہ سے انہیں بھی

کیا سب بنا دیا تھا۔ لہذا ایسی صورت میں خالدہ خانم کی یہ وسیع تعلیمی تجاویز بیکار تھیں، لیکن یہ ذی حوصلہ عورت اس کمی سے مطلق نہ گھبرائی، بلکہ آپ نے قسطنطنیہ کے اساتذہ، اور معلمات کو اس خدمت کی طرف توجہ دلائی اور انہیں، قومیت کے جذبات سے متاثر کرکے انگورہ پہونچنے کی دعوت دی، انہوں نے مدارس کی عمارتوں کے لئے اندرون اناطولیہ وہاں کی تجارہ متمولین سے درخواست کی جنہوں نے فوراً اپنی عمارتیں تعلیمی ضروریات کے لئے خالدہ کے سپرد کردیں، اور اسطرح یہ وسیع تعلیمی اسکیم نفاذ پذیر ہوگئی خالدہ محترمہ نے ماہرین اور اساتذہ قسطنطنیہ سے انگورہ میں خدمات انجام دینے کے لئے جو اپیل کئے تھے وہ منجانب صدارت انگورہ حضور مصطفٰے کمال پاشا کے نام سے ہندوستانی جرائد میں بھی شائع ہوچکے ہیں یہ اپیل ہوائی جہازوں کے ذریعہ پہونچائے گئے تھے، چنانچہ قسطنطنیہ کی بیدار مغز اور آزاد آبادی سے ارباب علم وکمال جوق جوق انگورہ پہونچ گئے اور اسطرح یہ وسیع تر تعلیمی اسکیم عملی صورت میں کامیاب ہوگئی، ملک میں متعدد اسکول و کالج کھولے گئے، اور خاص دارالسلام انگورہ میں شاہی جامع مسجد کے مقابل انگورہ یونیورسٹی کا سنگ بنیاد رکھا گیا، اور یہی وہ عظیم الشان یونیورسٹی ہے جو ایشائے کوچک کا مرکزی دارالعلوم کہا جاسکتا ہے۔ ان ابتدائی تعلیمی امور کے بعد خالدہ محترمہ نے اپنی اسکیم کو اور وسعت دی اور

انہوں نے ترکی تمام بچوں اور لڑکیوں کے لئے تعلیم کو ”مفت ولازم“ کر دیا اس کے بعد آپ علوم و معارف کے دوسرے شعبوں کی طرف متوجہ ہوئیں اور آپ نے ممالک محروسہ انگورہ کا ایک طویل دورہ کیا جس میں علاوہ تعلیمی امور کی جانچ کے ساتھ آپ نے خواتین اناطولیہ کو کسب علوم و فنون کی طرف متوجہ کیا اور انہیں علمی فوائد ذہن نشین کرائے۔ پھر انگورہ واپس ہو کر انہوں نے جدید اصول پر ایک ”زنانہ کالج“ کھولا جس میں اناطولیہ عورتوں کو سائنس ڈاکٹری قانون اور صنعت و حرفت کی تعلیم دیجاتی ہے اس زبردست زنانہ کالج کے متعلق مس مکا لوف لکھتی ہیں کہ

”اناطولیہ کا زنانہ کالج خصوصیت سے قابل ذکر ہے اس میں ترکی عورتوں کو ڈاکٹری، سائنس اور انجینیری کی تعلیم دیجاتی ہے ڈاکٹری کی تعلیم کیلئے اسکول اور وظائف بھی فراہم کر دیئے گئے ہیں۔“

خالدہ خانم کے نزدیک چونکہ عورتیں بھی مردوں کے مانند قوائے عمل رکھتی ہیں اس لئے آپ نے خصوصیت سے تعلیمات نسواں کے ہر شعبہ کی تکمیل کو ملحوظ رکھا انہوں نے عورتوں کی تعلیم میں جہاں ڈاکٹری، سائنس، انجنیری دینیات، اور قانون ایسے فنون عالیہ کی تعلیم کو عام کیا وہاں انہوں نے فنون لطیفہ سے بہرہ اندوز ہونے کے لئے بھی درسگاہیں قائم کیں۔ چنانچہ اوائل ۱۹۲۱ء میں انہوں نے عورتوں کے لئے موسیقی کا ایک اسکول

کھولدیا جس میں اناطولیہ کی عورتیں تعلیم پاتی ہیں، اس اسکول نے تھوڑی ہی مدت میں خاصی ترقی حاصل کر لی اور اسکی کامیاب طالبات آج اس فن کے ذریعہ ملک و قوم کی خدمت میں مصروف ہیں، آپکو حیرت ہوگی کہ ماہرین موسیقی کو ملک و قوم کی خدمت سے کیا تعلق ہے؟ اس کے جواب کے لئے احمد امین بے ایڈیٹر اخبار "وقت" اور اخبار "مارننگ پوسٹ لندن" کے نامہ نگار نے اپنے سفر انگورہ کے حالات میں لکھا ہے کہ

"انگورہ پارلیمنٹ کے ایوان کے سامنے ایک چھوٹا سا خوشنما تھیٹر ہے۔ اس میں انگورہ کی خوش الحان لڑکیاں اپنے قومی ترانوں سے ان ارکان پارلیمنٹ کے تھکے ہوئے دماغوں کو سرود بناتی ہیں جو دن بھر ایوان پارلیمنٹ میں مصروف عمل رہتے ہیں ان کے ترانے اسقدر اثر انداز ہوتے ہیں کہ سامعین کے آنسو جاری ہو جاتے ہیں"

میں نے اوپر بیان کیا ہے کہ خالدہ محترمہ نے بحیثیت وزیر تعلیمات عامہ اندرون اناطولیہ ایک طویل دورہ کیا تھا۔ اسکی واپسی پر آپ نے ایک مبسوط رپورٹ پارلیمنٹ کو پیش کی تھی جس میں نہایت مدلل طریق پر اناطولیہ کی آبادی کے اعداد و شمار اور ضروریات کا اظہار کیا تھا، اسی رپورٹ میں آپ نے تبلایا تھا کہ اناطولیہ میں پچاس ہزار (۵۰۰۰۰) دیہات ایسے ہیں جن میں تیس ہزار

مدارس کھولنا چاہتے۔ یہ تجویز اگرچہ اس وقت جنگی وجوہات کے تحت
ملتوی کر دی گئی تھی لیکن ۱۵ جنوری ۱۹۲۳ء کے اخبار تجارت بجنور نے
اخبار شکاگو ٹیلیگراف کے حوالہ سے اس تجویز کی منظوری کی اطلاع دی ہے
گویا خالدہ خانم کا بنایا ہوا تعلیمی لائحہ عمل اسقدر اہم اور مفید تھا جو ضروریاتِ
جنگ کے معتدل صورت اختیار کرتے ہی منظور کر لیا گیا۔ خالدہ خانم کا یہ
تعلیمی دور کوئی سال ڈیڑھ سال رہا، اور اس عرصہ میں آپ نے جو گراں قدر
علمی و عملی خدمات انجام دیں وہ ظاہر ہے کہ ان حد سے زیادہ مختصر اور
غیر مسلسل حاصل شدہ خبروں کے ذریعہ پوری نہیں ہو سکتی ہیں پھر بھی
اسقدر حالات آپ کی فقید المثال علمی سرگرمیوں اور آپ کے غیر معمولی علمی
تبحر کے اندازہ کے لئے بہت زیادہ کافی ہیں۔

اب میں خالدہ خانم محترمہ کے خالص وقار اور ان کی مقبول
عام علمی خدمات کے متعلق بعض نہایت ممتاز اہل الرائے اصحاب کے خیالات
درج کرتا ہوں جس سے خالدہ کی بلند پایہ حیثیت کا اندازہ ہوگا۔ مشہور
اور معروف ترکی سیاح جناب مولانا محمد مارڈیوک پکتھال جریدہ ایڈیٹر
بمبئی کرانیکل لکھتے ہیں کہ۔

خالدہ خانم ترکان احرار کے علمی و سیاسی ڈھانچہ میں بمنزلہ
روح کے کام کرتی ہیں۔

مشہور فرانسیسی اخبار نویس و سیاست دان خاتون مس گا آلف جو خود عرصہ تک انگورہ مارشل مصطفےٰ کمال پاشا کی مہمان رہ چکی ہیں لکھتی ہیں کہ

"میں نے بذات خود خالدہ خانم کو انگورہ کے ایوان پارلیمنٹ "

"میں دیکھا ہے جس وقت مجھ سے اول مرتبہ ملیں وہ خاتون کی "

"لباس پہنے تھیں، وہ دوسری مرتبہ مجھ سے [illegible] "

"وہ ترکی تعلیم خواتین کے معاملہ سے فارغ ہو کر اپنے سلوک [illegible] "

"چند شوہروں کو اپنا گرویدہ بنا رکھتیں، یہ ترکی عورت ایک قومی احتفال "

"کی قانون سے اس کا علمی تجربہ مرتب ترکی [illegible] علم ہے۔ "

"یہ ایک [illegible] وطن پرست جو [illegible] ناول نگار اخبار نویس اور "

"[illegible] خالدہ خانم [illegible] عورت ہے جو انگورہ آ کر "

"کتابوں کا ترجمہ کر چکی ہے۔"

ومرد کہتے ہیں پروفیسر [illegible] لکھتے ہیں کہ

"میں نے انگورہ میں مارشل مصطفےٰ کمال پاشا کے بعد جس [illegible]

اور نہایت ممتاز شخصیت سے ملاقات کی وہ خالدہ خانم وزیر

تعلیمات انگورہ تھیں جنکا علمی تبحر اور تعلیمی سرگرمیاں اس وقت ترکی کے

احرار سے خراج تحسین حاصل کر رہی ہیں۔

انگورہ گورنمنٹ کے صدر اعظم جلالت مآب [illegible] حضور حسین رؤف بے نے

نیویارک ہیرالڈ کے نمائندہ سے دوران ملاقات میں فرمایا کہ
مشرق نے کئے صدی کے بعد ایک مشہور عالم عورت پیدا کی ہے
اور وہ خالدہ ادیب خانم ہیں۔

مذکورہ حصہ خالدہ محترمہ کی خالص علمی و تعلیمی خدمات سے متعلق تھا جس میں
حاصل شدہ اطلاعات کی اس مختصر سی فہرست سے قارئین کرام ممدوحہ کی بلند پایہ
اور فضیلت مآب شخصیت سے واقف ہو گئے ہوں گے، اب ممدوحہ کے ان
حالات کو بھی ملاحظہ کیجیے جنہوں نے خالدہ محترمہ کی دوسری حیرت افزا قوت کا
اظہار کیا ہے اور یہ قوت خالدہ محترمہ کے وہ جنگی کارنامے ہیں جو آپ نے
ترکان احرار کے احرار لشکروں کے ہمدوش انجام دیئے خالدہ مکرمہ کی تعلیمی و
سیاسی خدمات کا آخری زمانہ جولائی ۱۹۲۱ء ہے اس وقت تک آپ بحیثیت
وزیر تعلیمات عامہ اناطولیہ میں خدمات انجام دیتی رہیں، لیکن اس ماہ کے آخر میں
ترکی جنگی ہوائی جہازوں کے ذریعہ یہ اطلاع ملی کہ یونانی لشکر انگورہ پر
ایک کاری ضرب لگانے کیلئے بڑے پیمانہ پر تیاریاں کر رہے ہیں۔ یہ وہ تیاریاں
تھیں جو ستمبر ۱۹۲۱ء میں یونان کی ایک خونچکاں پیشقدمی کی صورت میں مقام
"سکاریہ" پر مصدق ہو گئیں، اس وقت چونکہ ترکان احرار کی قوت
چنداں قابل اعتماد نہ تھی اس لیے ایسی خبروں سے اگرچہ انگورہ کا جنگی اسٹاف

مطمئن تھا لیکن عام طور پر اس حملہ کی مدافعت کے لئے اضطراب پھیلا ہوا تھا اور
جنگی اسٹاف بھی نہایت وسیع پیمانہ پر مدافعت کی تیاریوں میں مصروف تھا
ملک میں نوجوانوں کی بھرتی لے گئے بڑے بڑے انعام دیے جا رہے تھے
اور تمام جنگی لیڈر فوجی بھرتی میں مصروف تھے ،، نئی نئی فوجیں فراہم اور مرتب
کی جا رہی تھیں ۔ غرض ملک کا گوشہ گوشہ جنگی تیاریوں میں منہمک تھا ۔ ایسی
حالت میں خالدہ ایسی جوان ہمت و قوم پسند خاتون کے لئے ناگزیر تھا کہ وہ
ایوان تعلیم میں بیٹھ کر خموشی سے اس جنگی مشکلات و مصائب کو دیکھتی
رہے ۔ آخر کار اون کا جذبہ ایثار و عمل بھڑک اوٹھا اور انہوں نے
خفظ مذہب اور وطن کی مدافعت کے لئے کمال جرأت تلوار اوٹھائی اور ایک جنگجو
اور تیغ آزما سپاہی کی طرح یہ تجربہ عورت میدان عمل میں آگئی ،، انھوں نے
فوراً ایک جنگی لائحہ عمل تیار کیا جسکی دفعات کا یہ مقصد تھا کہ

۱ ۔ مدافعت وطن کے لئے ترکی خواتین کا ایک جرار لشکر مرتب کیا جائے

۲ ۔ بھرتی شدہ خواتین کی خدمات حسب ذیل طریق پر تقسیم کیجائیں

(الف) جو جو ان عورتیں چاہیں وہ میدان جنگ میں ترکی بٹالین کی
پیچھے خدمات جنگ انجام دیں

(ب) جو نوجوان و بہادر عورتیں چاہیں وہ میدان جنگ میں ترکی مجروحین
کی اعانت کا فرض انجام دیں ۔

(ج) تعلیم پذیرفتہ خواتین کو مردوں کی جگہ مقرر کر کے ان مردوں کو میدان جنگ کے لئے تیار کیا جائے۔

(د) رسد و باربرداری کی تمام خدمات عورتیں انجام دیں

(س) ڈاکخانوں، شفاخانوں، تجارتی و زراعتی شعبوں میں ترکی خواتین خدمات انجام دیں اور ان اسامیوں سے فارغ شدہ مرد خدمات جنگ انجام دیں۔

خالدہ محترمہ کا یہ مرتبہ لائحہ عمل تھا جسے انقرہ کے چیف آف دی اسٹاف صدر مارشل فوزی پاشا نے فوراً منظور کر لیا تھا اور اس وقت سے خالدہ محترمہ کی جنگی خدمات کا دور شروع ہوتا ہے، چنانچہ اس منظوری کے بعد خالدہ خانم فوراً ملک میں دورہ کے لئے روانہ ہو گئیں۔ آپ کی جگہ عارضی طور پر علامہ صبحی کام کرنے لگے جو آج کل گورنمنٹ انگورہ کے مستقل وزیر تعلیمات عامہ ہیں۔ خالدہ موصوفہ نے ابتداءً ترکوں کے ممتاز جرنل علی احسان پاشا کے ہمراہ دورہ کیا جو اس وقت جنوبی اناطولیہ میں رنگروٹ بھرتی کر رہے تھے لیکن تھوڑے ہی عرصہ بعد خالدہ نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا اور بجائے شہروں کے وہ دیہات میں گئیں، جہاں انہوں نے ترکی مستورات کے سامنے حفظ وطن اور قومی خدمات کے موضوع پر ایسی دلدوز تقریریں کیں کہ ترکی مستورات کے دل ولولہ عمل و قربانی کے جذبات سے معمور ہو گئے۔ اور انہوں نے بلا استثنیٰ حفظ وطن اور قومی مدافعت کے لئے خالدہ کی آواز کو لبیک کہا، خالدہ موصوفہ نے پہلے

ان خواتین کا انتخاب کیا اور جو عورتیں خدمات جنگ کے قابل نہ تھیں انھیں انگورہ سے
دوسری خدمات کے لئے بھیج دیا، خالدہ خانم اپنی تقریروں میں عورتوں کو ان کے
شوہروں اور نوجوان بیٹوں کو مذہب و ملت پر فدا کرنے کے لئے آمادہ و تیار
کرتی تھیں اور خود انہیں ملک و ملت پر قربان ہونے کی ترغیب دیتی تھیں۔ خالدہ خانم کی
ان خدمات کے متعلق لندن کے ممتاز اخبار "ڈیلی میل" نے یہ الفاظ لکھے تھے۔
"مشہور ترکی مصنفہ خاتون خالدہ ادیب جو ترکی پردہ کی [illegible] کے سبب
۱۸ ماہ قبل بغداد چلی گئی تھیں۔ وہاں سے قسطنطنیہ کی آنکھوں میں خاک ڈال کر مصطفیٰ کمال پاشا
کے مجاہدین میں جا ملی تھیں [illegible] وزیر تعلیمات مقرر ہوئی تھیں، اب وہ دورہ کر رہی ہیں
اور ترکی خواتین کو [illegible] رہی ہیں کہ وہ ترکی [illegible] کو [illegible] مجاہدین کی [illegible]
شامل ہونے پر آمادہ کریں۔ مصطفیٰ کمال پاشا نے [illegible]
سے [illegible] کام کر سکیں گی۔ خالدہ خانم کی ان تقریروں [illegible]
کی عورتوں [illegible] کی طرح اثر کیا اور وہ جوق جوق خدمات جنگ کو لئے
[illegible] اور تھوڑے ہی عرصہ میں ان کی تعداد
ہزاروں [illegible]
لگے، تو خالدہ خانم نے ان کی فوجی تنظیم کے لئے انگورہ کے جنگی اسٹاف سے
امداد طلب کی، تاکہ ایک فوجی جماعت اس بھرتی شدہ جماعت کو قواعد جنگ کی
تعلیم دے، جنگی اسٹاف نے اس درخواست کو منظور کر لیا اور ایک تجربہ کار

جماعت خالدہ کے ساتھ کردی جوان عورتوں کو قواعد جنگ سکھلاتی تھی خالدہ خانم کو
بادیہات میں خاطر خواہ کامیابی حاصل ہوئی تو وہ اندرون ملک تشریف لے آئیں
شہروں میں بڑے بڑے جلسہ منعقد کیے جن میں شہری عورتوں سے خدمات جنگ
کے لئے اپیل کیے اونہوں نے بھرتی شدہ عورتوں کی تربیت اور فوجی تعلیم کے لئے
اعدداں خواتین کا انتخاب کیا اور اونہیں بھرتی شدہ عورتوں کو قواعد سکھلانیکا کام
کیا اونہوں نے شہری اور تعلیم یافتہ خواتین کو بھرتی کا کام سپرد کر دیا۔ اسیطرح
اناطولیہ میں بکثرت عورتیں تبلیغی خدمات بھی انجام دینے میں مصروف ہو گئیں
اس تدبیر کے ساتھ اونہوں نے اون فوجی افسروں کو دوسری خدمات کے لئے
آزاد کر دیا جو عورتوں کو قواعد جنگ سکھانے پر مامور تھے جب مستورات کی تعداد کافی
ہو گئی تو ایک ششماہی کے اندر جنگی اسٹاف کے تحت اون کے چھوٹے چھوٹے دستے
بنائے گئے اور اونہیں میدان جنگ کے اون حفاظتی مقامات پر بھیج دیا گیا جہاں سے
اون کیساتھ ملکر آگے بڑھائے گئے تھے یہ نسوانی لشکر عموماً پلوں، تار گھر اور ریلوے
اسٹیشنوں کی حفاظت کرتے تھے،

خالدہ خانم نے ان عورتوں میں اپنی تقریروں کے ذریعہ اسقدر جوش اور ولولہ پیدا
کر دیا تھا کہ ہر عورت خود کو میدان جنگ کے لئے پیش کرتی تھی، ادھر ترکی جرنلوں
نے بھی ترتیب میں زبردست جنگی اصول سے کام لیا تھا مثلاً کرنل یعقوب بے نے ترکی خواتین کا
ایک دستہ مستورات کو دشمن پر چھاپے مارنے کے لئے تیار کیا تھا، یہ وہ جانثار نسوانی دستہ

جس نے اپنی شبخونوں سے علاقہ اسمہ میں دشمن کے حوصلے پست کر دیے تھے
نسوانی لشکر کا ایک حصہ سامان حرب کو ایک جگہ سے دوسری جگہ اپنی نگرانی میں منتقل کرتا تھا
خالدہ خانم نے اپنے لشکر کے خود ہی دو حصے کیے تھے جن میں سے ایک تو میدان جنگ کی
خدمات انجام دیتا تھا اور دوسرا کاروباری معاملات خصوصاً جنگی اسٹاف سے متعلق
خدمات کے لیے وقف تھا۔

غرض خالدہ محترمہ کی یہ جنگی سرگرمیاں انگورہ و اناطولیہ کی بجائے خود ترکی عورتوں
اور خصوصاً نوجوانوں کے لیے پیغام عمل بن گئی تھیں، اور بعد میں یہ حالت ہوئی
کہ کثیر التعداد مجاہدین محض اس حمیت کے جذبہ سے متاثر ہو کر میدان عمل میں آ گئے کہ ان کے
سامنے نسوانی لشکر اور جنگی والنٹیر خدمات جنگ میں مصروف تھے۔ ان خدمات نے اناطولیہ
میں خالدہ محترمہ کی ذات کو ایک بااثر لیڈر کی حیثیت میں بدل دیا، اور انگورہ کے
جنگی اسٹاف نے ان کا اب خدمات کے صلے میں انہیں نسوانی لشکر کا کمانڈر
بنا دیا۔ اس اعزاز کے ملتے ہی خالدہ کی خدمات دوسرے میدانوں میں بھی اضافہ
ہو گیا، اب وہ خود بذات خود جنگ پر جانے کے لیے تیار ہو گئیں۔ اور انہوں نے چند
منتخب نسوانی دستوں کو اپنی رائے کے موافق ایسے مقام پر متعین کیا تھا جہاں
دشمن پر کامیاب ضرب پڑتی تھی۔ خالدہ محترمہ کو میدان جنگ میں دست بدست جنگ
کرنے کا شوق تھا چنانچہ جس وقت ستمبر ۱۹۲۱ء میں یونانی حملہ شروع ہوا تو خالدہ
اس وقت مع اپنے نسوانی لشکر کے میدان جنگ میں موجود تھیں اور آپ نے مجاہدین کو

جو میدان جنگ میں مجروح ہوئے تھے تحریریں جنگ دلاتی تھیں مقام "اینی بولی" کی مشہور تاریخی جنگ میں جہاں مجاہدین۔ انگورہ سرکردہ احرار فیلڈ مارشل عصمت پاشا کی کمانڈ میں کمال مردانگی دکھا رہے تھی خالدہ ان مجاہد فوجوں کے عقب میں اپنے نسوانی لشکر کے ساتھ موجود تھیں؛ ایک ترکی نامہ نگار نے لکھا تھا کہ اگر اس جنگ میں فیلڈ مارشل عصمت پاشا ان نسوانی لشکروں کو پیشقدمی سے روک نہ دیتے تو یقیناً خالدہ خانم اس جنگ میں تمام آجاتیں کیونکہ اون کے فداکارانہ جذبات میدان جنگ کے چشم دید حالات سے بہت مشتعل ہو گئے تھے اس خبر کی تصدیق میں امریکن پریس بیورو کے صدر مسٹر ڈومبر جو اس وقت عصمت پاشا کے ساتھ میدان جنگ میں موجود تھے لکھتے ہیں کہ

> اس تاریخی معرکہ میں میں نے خالدہ خانم اور اون کی نسوانی لشکر کو حسن بہادری سے صفوف جنگ میں کام کرتے دیکھا اس سے قبل میرے ذہن میں بھی یہ خیال نہ تھا کہ دنیا ایسی شجیع عورتیں پیدا کر سکتی ہے۔

معرکہ سکاریہ کے بعد خالدہ خانم فوجی مسائل میں حصہ لیتی رہیں اور اون کی جنگی دلچسپیاں اس درجہ بڑھ گئیں کہ اونہوں نے حملہ کے بعد ہی یونانی فوجوں پر جوابی حملہ کیلئے ایک جنگی اسکیم مرتب کی جس میں مواقع جنگ کی اطمینان بخش حالت کا ذکر کرتے ہوئے حضور مارشل مصطفیٰ کمال پاشا پر ساحل کا ہلکا آوازہ

لہ الاخبار بامصر القاہرہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۲۱ء

کہا تھا اور زور دیا تھا کہ وہ فوراً یونانیوں پر جوابی حملہ شروع کردیں۔ اگرچہ اسوقت انگورہ کا جنگی اسٹاف جوابی حملہ کیلئے خود تدابیر اختیار کررہا تھا مگر قوم کا جذبہ انتقام اسقدر مشتعل تھا کہ انہوں نے اس تاخیر پر جنگی اسٹاف کو "کاہل،

او... وقت کو ٹالنے والا" کہا تھا اور اس سستی پر سخت طعن کی تھی بالاخر اگست ۱۹۲۲ء کو ترکان احرار کا وہ عظیم الشان تاریخی حملہ شروع ہوگیا جس کے ذریعہ ترکان اناطولیہ نے پورے ایشیائے کوچک اور قسطنطنیہ کو آزاد کرالیا۔ اس حملہ کی تاریخی اہمیت فوجی حلقوں میں ہمیشہ یادگار رہے گی جس میں ڈھائی لاکھ ترکی فوجوں نے فیلڈ مارشل مصطفیٰ فوزی پاشا مارشل مصطفیٰ کمال پاشا، مارشل عصمت پاشا، مارشل نورالدین پاشا اور مارشل کاظم قرہ بکر پاشا ایسے جلیل القدر جنگی جرنیلوں کی کمانڈ میں پیشقدمی کی تھی اسکی خونبار و خونریز پیشقدمی کا اس سے اندازہ کیجئے کہ اس حملہ کا محاذ [illegible] چھ میلوں سے چار سو میل طویل و عریض تھا جس میں تقریباً ۳۰۰۰۰ ہزار پچپن کا اور ۲۰ ترکی جنرل کمانڈ کررہے تھے۔ اور مکمل ڈھائی ہفتہ شبانہ روز یہ جنگ برپا رہا گویا ترکی قوم اور خلافت عثمانیہ یا اسلام کا یہ آخری اور فیصلہ کن معرکہ تھا جس میں تمام ترکی فوجوں نے ختم تمام ہوجانے کی قسم کھائی تھی۔ ایسی مذکورہ حالات کی بنا پر آپ خیال کرسکتے ہیں کہ اس قیامت خیز معرکہ میں خالدہ ادیب

جلیل القدر مجاہد عورت شریک ہوگی ہاں وہ تھی اور بڑی جرات سے اس معرکہ میں تیغ آزمائی کر رہی تھی، البتہ ہندوستان میں رپوٹر نے خالدہ کی معرکہ آرائی کی کوئی واضح خبر نہ دی لیکن قسطنطنیہ کے ممتاز اسلامی آرگن "توحید افکار" کے نامہ نگار نے جو اس معرکہ کے دوسرے دن مارشل عصمت پاشا کے ہمراہ میدان جنگ کے معائنہ کے لئے گئے تھے اس جنگجو اور مجاہد خاتون کے حالات سے پردہ اٹھا دیا اور یہ اطلاع عربی اخبارات کے ذریعہ ہندوستان تک پہونچ گئی چنانچہ نامہ نگار ممدوح تحریر فرماتے ہیں کہ :-

> جب ہم افیون قرہ حصار میں پہونچے تو میں نے ایک بار ایسا دیکھا کہ خالدہ خانم عورتوں کے درمیان تقریر کر رہی ہیں اور وہ عورتیں اون کے سامنے یونانی تہذیب کے مظالم بیان کر رہی ہیں، وہ اسوقت میدان جنگ سے واپس آکر غنیمت اور زخمیوں کے انتظام میں مصروف تھیں۔ سلہ

الحاصل یہ معرکہ ستمبر ۱۹۲۲ء کو فتح سمرنا کی صورت میں ختم ہو گیا، اور ترکی فوجیں سمرنا سے بڑھ کر جب قلعہ چناق پر حملہ آور ہوئیں تو اتحادیوں کی طرف سے ترکوں کے سامنے درخواست صلح اور التوائے جنگ پیش ہوئی اور برطانوی کمانڈر مقیم درہ دانیال جنرل ہیرنگٹن اور سر رمبولڈ نے ترکی کمانڈر مارشل عصمت پاشا سے پیش قدمی روک دینے اور مقام مدانیہ میں معاہدہ التوائے جنگ

سلہ - الاخبار - مصر بذریعہ نجات مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۲۳ء

کے لئے استدعا کی، جسے ترکی کمانڈر نے منظور کرلیا، اور ترکان اناطولیہ کا اسطرح
یہ کامیاب حملہ ختم ہوگیا جس کے بعد ہی ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۲ء کو ترکی جرنل، حضور
رافت پاشا نے قسطنطنیہ پر ترکان احرار کے قبضہ کا اعلان کردیا، اور اسی طرح
کامل تین سال کی خونریز قربانیوں کے بعد مارشل مصطفیٰ کمال پاشا نامدار اعظم
کی زیر کمان بہادر ترکوں نے مقام خلافت کو آزاد کرالیا پس اس آزادی و
کامرانی کے بعد جنوری ۱۹۲۳ء میں ڈاکٹر عدنان بے نے بحیثیت الحکم انگورہ
گورنمنٹ بعہدہ صدارت سے استعفیٰ دیکر قسطنطنیہ کی گورنری کا رافت پاشا سے
چارج لے لیا، اور ماہ جنوری ۱۹۲۳ء میں فاضل جلیل اور اسلام و اسلامیت کی
یہ مایہ صد ناز مشن خاتون خالدہ خانم اپنے شوہر کے ساتھ مقام خلافت قسطنطنیہ
میں بخیر و خوبی اور پوری کامیابی اور فتحمندی کے ساتھ داخل ہوگئیں

زندہ باد خالدہ خانم

اب ذیل میں مخدومہ کی ان تمام عظیم الشان اور حیرت فزا قربانیوں اور
سرگرمیوں کا اندازہ کرنے کے لئے دو خبریں ایسی درج کرتا ہوں جن سے محترمہ
مذکورہ کی گرامی قدر ذات کا خدا ساز مرتبہ پہچانا جا سکیگا اور ان ہی خبروں سے
معلوم ہوگا کہ خالدہ محترمہ کا ترکوں میں کس قدر زبردست اقتدار قائم ہے؟
جب انگورہ گورنمنٹ کے صدر اعظم شوکت نشان حضور قدر قدرت حسین رؤف پاشا

بحیثیت فاتح سمرنا میں داخل ہوئے تو آپ نے باشندگان سمرنا کے ایڈریس کے جواب میں جو سرکاری تقریر فرمائی اوس میں مخدومہ خالدہ اور آپکے نسوانی لشکروں اور رضاکار عورتوں کے لئے ارشاد فرمایا کہ

"مجھے وہ الفاظ نہیں ملتے جنکے ذریعہ میں آپکا اور آپکی مجاہد خواتین کا"

"شکریہ ادا کروں"

وزیر اعظم نے خالدہ محترمہ کے شکریہ میں جو الفاظ صرف کئے وہ سرکاری حیثیت رکھتے ہیں اس کے بعد خالدہ محترمہ کی بلند مرتبہ خدمات کے اعتراف میں سب سے آخری مگر حد سے سوا شرف اندوز و سعادت افشاں اطلاع یہ ہے کہ مخدومہ کو انہی خدمات کی بدولت نائب مناب نجی سردار القفیا سالار اصفیا سرکار دین پناہ خاقان ابن خاقان سلطان ابن سلطان شہنشاہ بحر و بر حضور خلیفۃ المسلمین غازی عبد المجید خان خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ نے بارگاہ خلافت میں باریاب فرما کر بنفس نفیس مخاطب فرمایا جو ترکی نسوانی تاریخ میں سب سے پہلا شرف ہے جس سے خالدہ محترمہ بہرہ اندوز ہوئیں۔

حلیہ و خصائص | خالدہ خانم محترمہ کا بچپن اسکول و کالج میں گذرا ہے اسوقت خالدہ خانم امریکن و ترکی طالبات میں ممتاز خوبیوں کی سرمایہ دار تھیں۔ خالدہ محترمہ کے بچپن کا سنگھار وہی عام ترکی عورتوں کے مانند تھا جو ترکی حرم کی زینت سمجھی جاتی تھیں۔ اسوقت خالدہ ایک نہایت نرم و نازک اندام لڑکی تھیں۔ آنکھیں باوجود یورپین ہونے کے قدرے سیاہ، پیشانی کشادہ اور ناک کسی قدر اونچی ہے، پیشانی کے

سنہری کاکل ان کے نقاب سے باہر نکلے رہتے تھے، اون کی پلکوں پر ہلکا سرمہ لگا رہتا تھا وہ ہونٹوں پر بطریق فیشن سرخی ملتی تھیں، غرض زمان طفولیت میں وہ ہر طرح ان نئی فیشن ایبل عورتوں کے خلاف وضع رکھتی تھیں جنکی آگے چلکر وہ قائد و رہنما بننے والی تھیں لیکن اس زمانہ میں بھی وہ جب تقریر کرتی تھیں تو آپکے ظاہری نقاب سے آپکے بلند و روشن مستقبل کا نور چھن چھن کر نکلتا تھا، وہ اس وقت بھی تقریر میں آتش بیان تھیں اور اون کی قدرتی فصاحت و بلاغت اور جوش و سرگرمی کی وجہ سے تمام ہم جماعت لڑکیاں اون کی مداح و معترف تھیں۔

خالدہ خانم نہایت درنرم طبع، مستقل مزاج، اور کافی دلفریبیوں کا مجموعہ ہیں آپ کی آواز میں دلکش شیرینی ہے لیکن کسی معرکتہ الآراء تقریر کے دوران میں بھی نرم و نازک آواز گرجتے ہوئے بادلوں کی مانند تیز و تند ہو جاتی ہے جو شرکائے مجلس کو مرعوب و مبہوت کر دیتی ہے، پچھلے زمانہ میں تو خالدہ موصوفہ اس اپنی مغربی تعلیم و تربیت کی وجہ سے یورپین معاشرت کی طرف مائل تھیں لیکن کچھ دن بعد ہی وہ یورپ کی ہر چیز سے بیزار ہو گئیں، خالدہ مخدومہ عموماً ترکی لباس زیب تن فرماتی ہیں لیکن وہ میدان جنگ میں کبھی سبز اور کبھی سیاہ عمامہ باندھکر شریک جہاد ہوتی تھیں جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا مخصوص لباس جہاد میں داخل رہا ہے، خالدہ ممدوحہ جب سیاہ عمامہ باندھکر میدان جنگ میں پہنچ جاتی تھیں تو فوجوں میں زلزلہ انگیز جوش و خروش پیدا ہو جاتا تھا،

خالدہ محترمہ بلند پایہ مدبروں کی طرح سنجیدہ متین و خموش رہتی ہیں، لیکن وہ جلسوں میں آٹھ آٹھ گھنٹہ مسلسل تقریر کرتی رہتی ہیں پھر بھی اثنائے تقریر میں ونکو چہرہ پر تکان کے آثار ظاہر نہیں ہوتے، خالدہ خانم کو غصہ بہت کم آتا ہے بلکہ وہ کبھی کبھی گفتگو کرتے ہوئے کھل کھلا کر ہنس پڑتی ہیں، لیکن اون کی فطری متانت اونہیں فوراً خموش کر دیتی ہے، آپ طبعاً اسقدر جفاکش اور محنتی واقع ہوئی ہیں کہ موجودہ میدان جنگ سیاست کی سرگرمیوں سے قبل بھی آپ کالج میں "محنتی لڑکی" کے نام سے پکاری جاتی تھیں، آپکا عزم و ثبات ترکی عورتوں میں مشہور ہے،

ان خوبیوں میں سب سے نمایاں خصوصیت آپ کی رقت قلب ہے، اور یہی وہ قلبی نرمی ہے جس نے آپکو بالآخر جنگ قتال اور ملک و مذہب کی خطرناک مصیبتوں میں لا ڈالدیا،

مذکورہ حالات سے خالدہ محترمہ کی اخلاقی و معاشرتی زندگی پر روشنی پڑتی ہے اور اسقدر حالات کے بعد میں ممدوحہ کی سوانح ختم کرتا ہوں +

پانچواں باب خالدہ خانم

نگار ادیب خانم

ترکان احرار کی جدید جد وجہد میں خالدہ خانم کے کارنامے نہ صرف ترکی تاریخ کے لئے مایہ نازش ہیں بلکہ عالم اسلام خصوصاً اور مشرقی اقوام عموماً اپنی نسوانی جد وجہد اور عروج وتہذیب میں اس بلند حوصلہ اور فاضل خاتون کے حوصلہ افزا حالات کو اپنا طراز عنوان بنائیں گی، ممدوحہ کے حیرت زا کارناموں کی نسبت ہر شخص کو قدرتاً ممدوحہ کے خاندانی اور ابتدائی حالات کے معلوم کرنے کا شوق ہے لہذا میں اس ذوق کی سیرابی کے لئے آپ کی چھوٹی بہن نگار ادیب خانم کے سوانح حیات پیش کرتا ہوں جنکے ذریعہ معلوم ہوگا کہ

این خانہ ہمہ آفتاب است

خالدہ ادیب خانم کی دو بہنیں ہیں، نگار ادیب خانم، اور بلقیس ادیب خانم، مجھے مشہور انشا پرداز مسٹر محمد پار ماڈیوک پکتھال چیف ایڈیٹر بمبئی کرانیکل سے معلوم ہوا اور اس کے بعد ہی میں نے ان دونوں بہنوں کے حالات کی جستجو شروع کردی، حاصل شدہ حالات میں افسوس کہ بلقیس ادیب خانم کے حالات معلوم نہ ہوسکے، البتہ نگار ادیب خانم کے جو حالات مل سکے وہ یہ ہیں۔

نگار ادیب خانم اگرچہ اسلامی ہند میں روشناس نہیں، لیکن وہ حدود ترکی میں کافی شہرت رکھتی ہیں اونہوں نے جس طرح اپنی بہن کے ساتھ تعلیم حاصل کی

اسی طرح وہ علمی طبقہ بھی ان سے پیچھے نہیں رہیں، البتہ اون کی خدمات علم ادب سے متعلق ہین۔

وہ ایک نئی پرسنا اور شیوا بیان شاعرہ ہین، وہ جب تعلیم سے فارغ ہوئیں تو اونھوں نے روس، ترکستان اور ولایت شام کی سیاحت کی، اونھوں نے شاعری میں مشہور ترکی شاعر نامق کمال بے کا تتبع کیا ہے، اونھوں نے فن شاعری کی تکمیل کے بعد مضمون نگاری شروع کی، وہ علمی مضامین زیادہ لکھتی رہیں، مگر ذوق نظم کا یہ عالم تھا کہ اخبار [illegible] قسطنطنیہ کے علمی ضمیمہ سے نگار خانم کے مضمون اور [illegible] مضامین کا ایک علحدہ مجموعہ شائع ہوا ہے جو معاشیات سے متعلق ہے، وہ عربی کتب میں بھی کافی درک رکھتی ہیں، یہ اون کی انشا پردازی کا کمال ہے کہ اون کے مضامین کو ایک فرانسیسی خاتون نے جب قسطنطنیہ میں پڑھا تو اوس نے نگار خانم کو اپنے یہاں دعوت دی، جب نگار خانم اس فرانسیسی خاتون سے ملیں تو اوس نے کہا کہ اگر آپ فرانسیسی زبان پڑھ لیں تو آپ کے بلند پایہ مضامین کو فرانسیسی عورتیں بکمال قدر دانی پڑھیں گی نگار ادیب خانم نے اس مشورہ کو قبول کیا اور اونھوں نے خاتون مذکور سے فرانسیسی زبان سیکھنا شروع کر دیا، اور فرانسیسی خاتون نگار ادیب خانم سے اسلامی اصول ازدواج اور مسائل فقہ کے متعلق معلومات حاصل کرتی رہی، نگار ممدوحہ اس قدر غیر معمولی ذہین واقع ہوئی تھیں کہ ایک سال میں اونھوں نے

فرانسیسی زبان میں اسقدر استعداد پیدا کرلی کہ یہ فرانسیسی خاتون ان کی ذہانت پر حیران رہ گئی۔

جب نگار ادیب خانم کو فرانسیسی زبان میں کافی مہارت حاصل ہو گئی تو انہوں نے اپنی استانی کے مشورہ سے فرانسیسی ادبیات اور شعراء کے کلام کا مطالعہ شروع کیا اور تھوڑے عرصہ میں انہوں نے فرانسیسی شاعری کے انداز پرداز اور ادبیات پر کافی عبور حاصل کرلیا، انہوں نے پہلی مرتبہ فرانسیسی رنگ میں ایک تضمین لکھی جو ایک فرانسیسی شاعر کی نظم پر تھی، یہ تضمین قسطنطنیہ کے ایک علمی رسالہ "عقاب" میں چھپی تھی جو ترکی و فرانسیسی زبان میں ایک امریکن مستشرق کی ایڈیٹری میں پندرہ روزہ چھپتا تھا، اس تضمین نے نگار ادیب خانم کو اس درجہ نمایاں کیا کہ علاوہ ترکی علمی حلقوں کے فرانس میں بھی لوگ نگار ادیب خانم کے شائق ہو گئے، خود ایڈیٹر نے لکھا تھا کہ نگار ادیب خانم کی اس تضمین پر مجھے فرانسیسی تعلیم یافتہ طبقہ کی طرف سے بکثرت خطوط ان کے تعارف کے لئے وصول ہوئے تھے۔

اسقدر حالات کے بعد نگار ادیب خانم پر بھی عام ارباب علم و کمال کی طرح ایک المناک وقت آگیا، انہوں نے ڈاکٹر اسعد بے سے شادی کرلی جو شاہی خاندان کے ڈاکٹر تھے، اور اس وقت وہ اٹلی میں ترکی قالینوں کی تجارت کرتے تھے، نگار ادیب خانم کے ایک لڑکی پیدا ہوئی ابھی اس بچی کی عمر ڈیڑھ سال ہی کی تھی کہ

ڈاکٹر اسعد بے کا انتقال ہوگیا، تمام تجارتی کاروبار میں نقصان ہوا اور جو کچھ سرمایہ تھا اس سے نگار ادیب خانم محروم رہ گئیں، کیونکہ ڈاکٹر اسعد بے کے بڑے بھائی جو دت بے نے اس تمام جائداد پر قبضہ کرلیا، اسوقت نگار ادیب خانم زچگی کے مرض میں مبتلا تھیں جس کا سلسلہ کامل دو برس رہا، اور اسی عرصہ میں اون کی بچی کا بھی انتقال ہوگیا، غرض وہ ایک سخت آزمائش میں مبتلا ہوگئیں جس کا مایوس کن سلسلہ کوئی چار برس قائم رہا، جب نگار ادیب خانم کو ان مصائب سے قدرے فراغت نصیب ہوئی تو اونہوں نے پھر علمی خدمات کا سلسلہ شروع کردیا، اب اون کے مضامین ترکی و فرانسی زبان میں شائع ہوتے رہے جن میں وہ بیشتر شاعری اور مذہب کے متعلق خیالات ظاہر کرتی تھیں، اور اسی سلسلہ میں فرانسی پارلیمنٹ کے ایک ممبر موسیو پالرسے کی جورو نے جو خود بھی خوش ذوق شاعرہ تھی اونہیں پیرس آنے کی دعوت دی مگر اسوقت نگار ادیب خانم پیرس نہ جاسکیں البتہ اس دعوت کے جواب میں اونہوں نے ایک نظم لکھی جو اسی میزبان فرانسی خاتون کے نام تھی، جسوقت یہ نظم خاتون مذکورہ کو ملی تو اوس نے اس کے ڈیڑھ ہزار نسخے فرانسی زبان میں چھپواکر فرانسی علمی جماعتوں بالخصوص نسوانی انجمنوں میں تقسیم کرائے۔

نگار ادیب خانم کے یہ وہ حالات ہیں، جنہیں اونہی کے ایک مجموعہ مضمون موسومہ "اشک سے" ماخذ کیا گیا ہے، "اشک" ایک چھوٹا سا مجموعہ ہے جس میں نکلے

مختصر حالات زندگی مع مختلف نظموں کے شائع ہوئے ہیں ان حالات کے لئے مجھے اپنے ایک عزیز دوست کا شکریہ ادا کرنا ہے جنہوں نے مجھے یہ حالات عطا فرمائی اور جو اسوقت جرمنی کے مشہور مقام "ہمبرگ" میں بہ سلسلہ تعلیم و تجارت مقیم ہیں۔

اس کے بعد مجھے نگار ادیب خانم کا ایک دوسرا مجموعہ نظم و نثر ہاتھ آیا، یہ ایک چھوٹی تقطیع کا نہایت خوشنما مجموعہ ہے جو ۱۳۱۶ھ میں سرکاری مطبع قسطنطنیہ میں چھپا ہے اس کے سرورق پر "نگار خانم" کے قلمی دستخط ہیں۔ اور یہ عبارت انہی کے قلم سے لکھی ہوئی ہے۔

"استانبول پر خاطرہ ناچیز اخفسوسی"

"۴ ۷ ۲ نگار بنت عثمان ادیب"

اس مجموعہ کی ضخامت ۳۲۴ صفحات ہیں جس کی ابتدا میں ۱۱ صفحے تک منظوم کلام ہے اور باقی میں نثر۔ ادبی۔ علمی۔ اور اصلاحی "مضامین" ہیں اس مجموعہ کی پر کیف رنگینیوں کو دیکھ کر نگار ادیب خانم کے بہار آفریں قلم کا قائل ہونا پڑتا ہے اس کا ہر شعر وجد آفریں کیفیت کا ایک جام لبالب ہے جو اس کے دلکش صفحات سے چھلکا پڑتا ہے، نظم کا پہلا عنوان "طفل خیال" ہے جس میں فاضل نگار ادیب خانم تخیل کے ایسے نازک نکات بیان کئے ہیں کہ روح وجد کرتی ہے اور دل میں کیف و گداز کی ایک ولولہ انگیز تڑپ پیدا

ہوتی ہے، صفحۂ سوم سے "امید" "تصویر و نامہ" "عطر یار" اور "ترانۂ خزاں" کے دو دلفریب عناوین شروع ہوتی ہیں جو شاعری اور فن شعر کی اچھوتی مثالیں ہیں "امید" کے عنوان سے جو نظم لکھی ہے اس میں ایک جگہ نگار ادیب خانم انتظار دوست کے موقع پر لکھتی ہیں کہ۔

"جب کرب و اضطراب میں رات تمام ہو گئی"
"اور میری آنکھوں سے خون جگر کی تراوش"
"بھی بند ہو گئی تو میں تمہاری آمد سے مایوس ہو گئی"
"کیونکہ خون جگر کا ہر آنسو جو میری آنکھوں سے ٹپکتا تھا"
"وہ تمہاری آمد کا سچا قاصد ہوتا تھا"

"ترانۂ خزاں" کے عنوان سے جو نظم لکھی ہے اس میں عام ترکی مذاق کے موافق "وطن عزیز" کا نوحہ کیا گیا ہے لیکن غلام ہندوستان کی مذاق کے خلاف اس میں بجائے دلگداز و دل شکن خیالات کے ولولہ انگیز اور جرأت آموز جذبات سے کام لیا گیا ہے، چنانچہ ایک جگہ عثمانی جھنڈے کو مخاطب کر کے لکھتی ہیں کہ ؎

"پہلے مصائب سے اگرچہ تیری فاتحانہ جنبش و حرکت میں قدرے"
"سکون پیدا ہو گیا ہے، لیکن اگر نوجوان تجھ پر فدا ہو چکے ہیں"
"تو ابھی مایوس نہ ہو بلکہ ان ترکی ماؤں کی طرف دیکھ اور خوش ہو"

"جو اپنی لاڈلی گودوں میں چھوٹے چھوٹے ترکی بہادروں کو"
"پرورش کر رہی ہیں، لہٰذا جب یہ جوان ہو جائیں گے تو پھر"
"ایک مرتبہ تیرے عروج اعتلا اور سربلندی کے لئے وہ اپنی"
"گردنیں تجھ پر نثار کر دیں گے"

غرض نگار ادیب خانم کے کلام کا صحیح اندازہ اون کے کلام ہی سے ہو سکتا ہے۔ دوسرے حصہ میں "دریا"۔ "حجاب"۔ "اسلامی حمیت"۔ "عصبیت"۔ اور "لوح مزار" کے عنادین سے جو نثر مضامین لکھے ہیں اور ان میں کمال انشا پردازی کے جو جوہر دکھلائے ہیں وہ نگار ادیب خانم کی ادبی بلند پایگی کے نہایت روشن نمونے ہیں، خصوصاً لوح مزار اور اسلامی حمیت میں نگار ادیب خانم نے انسانی فطرت کے جن نازک جذبات سے بحث کی ہے وہ دنیا کی بلند سے بلند ادبیات میں طراز عنوان بنانے کے قابل ہیں۔ الغرض بحالات مذکورہ نگار ادیب بھی خالدہ ادیب، کی طرح ایک مصلح دماغ کی عورت کہی جا سکتی ہیں جنہوں نے اپنے علم و تبحر اور اپنے دماغ و قلم سے ملک و ملت اور دین حنیف کی یادگار خدمات انجام دیں، نگار ادیب خانم ترکستان میں نہایت سربلند اور شہرت یافتہ خاتون ہیں چنانچہ اس قبول عام اور اون کی معروف ذات کا یہ حال ہے کہ بیگم صاحبہ جنجیرہ جب قسطنطنیہ بغرض سیاحت تشریف لے گئیں تو اونہوں نے اپنے سفرنامہ میں ترکی کی مشہور و معروف عورتوں

خاص طور پر ذکر کیا ہے اور اس مخصوص حصہ میں انہوں نے نگار خانم کے
متعلق حسب ذیل عبارت لکھی ہے

ایک بی بی سے میں ملی جن کا نام "نگار خانم ہے" اور بڑی
کی بڑی نامی شاعرہ ہیں، یہ میرے پاس آئیں اور جب انہیں
یقین آگیا کہ میں مسلمان ہندی خاتون ہوں تو وہ بڑی
گرم جوشی سے بغلگیر ہوئیں اور مجھے اپنے یہاں دعوت دی

ملاحظہ ہو سیر یورپ صفحہ ۲۶۶-۲۶۸
مطبوعہ یونین اسٹیم پریس لاہور

اس عبارت سے یہ اندازہ ہوگا کہ نگار خانم ترکی میں ایک ممتاز شہرت
رکھتی ہیں اور ان کے علمی و ادبی کارنامے ناقابل فراموشی ہیں
افسوس کہ خالدہ ادیب خانم کی تیسری بہن بلقیس ادیب خانم کے حالات
میسر نہ آسکے ورنہ معلوم ہوتا کہ عثمان ادیب پاشا کی ہونہار و مایہ ناز نیک
صاحبزادیوں نے ترکی خواتین میں کیسی یادگار اور لازوال شہرت
و اہلیت پیدا کی۔

خواتین قسطنطنیہ

میں نے خالدہ محترمہ کے حالات میں لکھا ہے کہ ممدوحہ نے بکمال تدبر قسطنطنیہ میں جو سرگرم کوششیں انگورہ اور حفظ وطن کی خاطر انجام دیں اون میں خالدہ محترمہ نے قسطنطنیہ کی خواتین کو آمادہ خدمت کر کے اون کی باقاعدہ جماعتیں متعین کر دی تھیں جو بطریق "تقسیم عمل" اپنے اپنے مفوضہ کام کو انجام دینے میں مصروف رہتی تھیں۔ ان خواتین کے اعلیٰ کارناموں کو ملاحظہ کیجیے جو اونہوں نے قسطنطنیہ میں رہ کر باوجود اتحادی نگرانی اور گوناگوں خطرات کے انجام دیں۔ ان خواتین کی تین کارکن جماعتیں جو اوپر لکھی گئی ہیں۔

(۱) احرار انگورہ کے لئے اسلحہ جنگ فراہم کرنے والی جماعت۔

(۲) تحریر و تقریر کے ذریعہ انگورہ کو مجاہدین روانہ کرنے والی جماعت

(۳) جاسوس جماعت۔

خواتین قسطنطنیہ کو جب اون کے ماحول اور وطن کی حد سے بڑھی ہوئی بیچارگی نے مجبور کر دیا کہ وہ اپنے فطری حقوق اور وطن کی حفاظت کریں تو وہ بکمال دلیری گھروں سے نکل کھڑی ہوئیں۔ ان خواتین میں ملک کی تعلیم یافتہ عورتیں زیادہ تھیں۔ اونہوں نے نہایت ہوشیاری اور

جرأت سے اپنی خدمات کو تقسیم کرکے کام شروع کر دیا، یہ بہادر عورتیں نہایت خفیہ کارروائی کرتی تھیں، وہ شب کے وقت اپنے گھروں میں جلسے کرکے ملک و قوم کو آمادہ انتقام کرتی تھیں، اونھوں نے سب سے پہلے مردوں کو انگورہ بھیجکر احرار کے ساتھ ملکر کام کرنے پر آمادہ کیا اور بہت تھوڑے عرصہ میں اونھوں نے سیکڑوں رضاکار اور مجاہد اناطولیہ پہونچا دیئے۔

ایک جماعت نہایت مستعدی کے ساتھ اسلحہ جنگ فراہم کرنے میں مصروف تھی اور عورتوں کی بھی وہ جماعت تھی جس کا کام نہایت خطرناک تھا، لیکن یہ بہادر وہوشیار سپاہی عورتیں تمام کام شب کی تاریکی میں انجام دیتی تھیں یہ عورتیں احرار انگورہ کے اس معتبر گروہ سے ملی ہوئی تھیں جو نہایت احتیاط سے قسطنطنیہ میں احرار کی طرف سے مقرر تھا، یہ عورتیں جس قدر اسلحہ اور سامان حرب فراہم کرتی تھیں وہ اون کے حوالہ کر دیا جاتا تھا اور پھر بڑی حفاظت کے ساتھ وہ انگورہ روانہ کر دیا جاتا تھا، یہ عورتیں نہایت آزادی سے قسطنطنیہ کے محلوں میں گشت لگاتی تھیں اور غریبوں سے لیکر امراء کے مکانوں میں بے تکان داخل ہو جاتی تھیں جہاں وہ اپنی بہنوں کو گھر سے نکلکر اس خطرناک مگر مبارک خدمت کی دعوت دیتی تھیں ان عورتوں نے چھوٹے جلسوں اور مجالس کے اس طرح فرداً فرداً بہت کامیابی حاصل کی تھی، خواتین قسطنطنیہ کے اس طریق عمل کا یہ عمدہ نتیجہ نکلا کہ وہ اپنے

کام مین نہایت چستی و مستعدی سے سرگرم رہی لیکن انکا یون کوان خطرناک اور مخالف امور کا پتہ بھی نہیں چلا اور بھی وہ خفیہ طریق کار تھا جسکی وجہ سے اتحادی پولیس قسطنطنیہ کی ان عورتون پر دست اندازی نکر سکی اونھون نے سیکڑون مجاہد عورتین جب تیار کر لیں تو انہیں مشورہ دیا کہ وہ فوراً انگورہ پہونچکر اسکانی خدمات میں امداد کا ہاتھ بٹائیں یہ انہی عورتون کی تبلیغ و تحریص کا نتیجہ تھا کہ ڈیڑہ سو نرسین ڈاکٹر اور دایہ عورتیں ایک ہی وقت مین قسطنطنیہ سے فرار ہوکر انگورہ پہونچ گئیں اور ان ڈیڑہ سو عورتون کی فراری نے خواتین قسطنطنیہ کے طبقوں مین نہایت گہرا اثر کیا اور ان کا اسطرح خدمات وطن کے لئے فرار ہونا ترکی عورتون کے واسطے تحریص عمل بن گیا اس کے بعد ہی قسطنطنیہ میں ایک عام ہیجان و ولولہ پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے بیشتر عورتیں انگورہ کے لئے تیار ہو گئیں ان انگورہ جانیوالی عورتون مین تعلیم یافتہ خواتین کا زیادہ حصہ شامل تھا اونھون نے کسی نکسی طرح جب خود کو انا طولیہ پہونچا دیا تو حکومت انگورہ نے فوراً انھیں اون کی قابلیت کے موافق خدمات سپرد کر دیں ان عورتون مین زیادہ تر ایسی عورتیں تھیں جنھون نے انگورہ پہونچکر شفاخانون اور مجروحین کی خدمات انجام دیں دوسرا حصہ جو قسطنطنیہ سے فرار ہوا اوس نے فوج میں مجروحین کی امداد و خدمت کا بہترین اور قابل تعریف کام کیا یہ انہی

عورتون کی تدابیر کا نتیجہ تھا کہ قسطنطنیہ کے مدرسے طبابہ سازی سے سیکڑون طلبہ اور ماہرین فن انگورہ فرار ہو گئے - ان عورتون مین سے بعض ایسی عورتین بھی تھین جو اناطولیہ مین سامان رسد اور بار برداری کی خدمات انجام دیتی تھین غرض تھوڑی ہی عرصہ مین، خدمات جنگ وغیرہ کے لئے عورتون کی کافی تعداد فراہم ہو گئی اس کے بعد قسطنطنیہ کی عام آبادی سے عموماً اور ترکی خواتین مین خصوصاً ان مبلغ عورتون نے چندہ کی تحریک کی - یہ تحریک بھی دوسری تحریکات کی طرح نہایت خفیہ رکھی گئی لیکن تھوڑے عرصہ مین اظہار کر دیا گیا چندہ کی تحریک مین یہ عورتین حد سے زیادہ کامیاب ہوئین، یہ خدام عورتین درشاہی خاندان،، اور امرائے قسطنطنیہ سے چندہ وصول کرنے مین کامیاب ہوئین - اور انھین ملک وملت کے مصائب سے متاثر کر کے ہزارون روپیہ وصول کیا - اور انگورہ پہونچا دیا - اس چندہ مین ترکی کی عام خواتین نے مقابل شاہی حرم اور بیگمات کے چندون کی تعداد بہت زیادہ ہے، ان عورتون نے مجاہدین انگورہ کے لئے کپڑے اور دوا، وغیرہ ضروریات جنگ بھی فراہم کی تھین ان عورتون کا انداز بیان اور تقریر اسقدر موثر اور دلفریب ہوا کرتی تھی کہ مخاطب عورتین اپنے قیمتی زیورات تک دیدینے میں تامل نہین کرتی تھین اور اسی نسبت سے متمول اور غریب عورتین شائستگی کی مشتاق ہین جنھون نے حب وطن کے لئے اپنا سب کچھ خرچ کر ڈالا —

ان خفیہ خدمات کے ساتھ ہی مظالم سمرنا کے متعلق انھون نے بالاعلان
ایک امدادی انجمن قائم کی جسکے ذریعہ سے انھون نے احرار انگورہ کو بہت
کچھ مدد دی اس امدادی جماعت نے جو خدمات انجام دین وہ حد سے
زیادہ حیرت انگیز اور قابل تعریف ہین مثلاً اس جماعت کی ارکان عورتین سامان
جنگ وغیرہ ارسال کرتی تھین اور طریقہ ترسیل اور بھی حیرت فزا تھا یہ عورتین
چھوٹے چھوٹے تمنچے ریوالور وغیرہ اپنے برقعون مین چھپا کر لاتی تھین اور
بندرگاہ سے اناطولیہ جانیوالے جہازون کے روئی کے گٹھون اور اشیاء
خوردنی کے صندوقون مین کمال حفاظت سے رکھدیتی تھین جس پر
کسی نگران کو وہم و گمان بھی نہین ہوتا تھا۔ اس طرح بہت سا جنگی ذخیرہ
واقعی انگورہ روانہ کیا گیا۔ مگر کسی کو کانون کان خبر بھی نہوئی ان
خطرناک خدمات مین جس چیز نے ان خادم عورتون کی کافی مدد کی وہ ان کا
اسلامی لباس خصوصاً وہ برقعہ تھا جسکے ذریعہ سے اسلامی پردہ کی حفاظت
کیجاتی تھی جسکے تحت کسی کو حق نہین تھا کہ وہ برقعہ پوش عورتون کی تلاشی
لے سکے لہذا خواتین مذکورہ نے اس برقعہ سے بکثرت خطرناک کام لئے یہان
تک کہ اس برقعہ کی آڑ مین کثیر التعداد مرد دشمن سے ادھر نکل گئے اور کسی کو
پتہ بھی نہ چلا انگورہ کے مخبر بھی زیادہ تر اسی برقعہ کے اندر سرگرم کار رہتے تھے
وہ اس برقعہ کے ذریعہ اتحادیون کے مواقع اور ارادون کے پوشیدہ کامون کو

معلوم کر لیتے تھے وہ اس برقعہ میں ان مقامات تک پہنچ جاتے تھے جہاں
خانہ جنگ کے اثنا میں ہر اتحادیوں کی نگرانی تھی یہی وہ برقعہ پوش مخبر تھے
جنہوں نے احرار انگورہ کو اتحادیوں کے طریقہ کار اور طرز حفاظت نیز مواقع
کی اطلاع بہم پہنچائی۔ یہ برقعہ پوش قسطنطنیہ کے سرکاری ایوانوں اور محلوں
پارکوں گرجا گھروں تفریح گاہوں تھیٹروں اور بازاروں میں بے خوف
پہنچ جاتے تھے اور تمام موافق و مخالف حالات کو معلوم کر کے انگورہ
اطلاع پہنچا دیتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ احرار انگورہ کو قسطنطنیہ سے جیسا
مراد حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ وہاں کی تمام سرکاری روائیوں کا
برابر علم رہتا تھا۔ ان خفیہ مخبروں کے متعلق لندن کے مشہور اخبار ڈیلی ...
کے نامہ نگار نے اپنے قسطنطنیہ سے حسب ذیل مراسلہ روانہ کیا تھا:

ایک اجنبی یہاں (قسطنطنیہ میں) انگریز ملازمات حاصل کرنے
کی کوشش کرتا ہے لیکن جب وہ باب عالی کے نہایت محتاط
مخبروں سے چند باتیں کر لیتا ہے تو سخت دل برداشتہ
ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر یہ اجنبی قسطنطنیہ سے روانگی سے
پہلے ایک انگریز پولیس مین سے دریافت کرے
جو پہرا دے رہا ہے تو وہ بتا دیگا کہ آجکل قسطنطنیہ (شرق)
کا لندن (آئرلینڈ) بنا ہوا ہے جسکے سن فین کمالی ترک (ہیں)

قسطنطنیہ کی حقیقت حال کا اندازہ لگانے کے لئے ضروری
کہ اس شہر کا باشندہ ہو اور ترکون کا معتمد علیہ ترکی بازارون
مین جو استنبول کے وسط مین واقع ہین ایسی آپکو وہی
مشرقی آبادی نظر آئیگی۔ قدیم دکانون مین آپ ایک
خوجہ کو دیکھینگے جو بیٹھا ہوا نارجیل پی رہا ہے۔ یہ خوجہ انگورہ
سے آیا ہے اور کہیں بڑا ہوا فوجی کرنل ہے۔ اس
دوکان کے اندرونی حصہ مین ایک چور دروازہ ہے جو
زیر زمین کسی مقام کو جاتا ہے یہ قدیم خوجہ تو کام کرتا ہے
قوم پرستی کی تحریک کا دماغ تو شاید انگورہ مین ہے
لیکن اسکا دل یقیناً قسطنطنیہ ہے۔ قسطنطنیہ براہ راست
اتحادیون کے قبضہ مین ہے مگر یہین سے نصف سب نکل گئے
جنرل اور فوجی افسر ایسے ہین جنھون نے انگورہ مین
ایک بالکل جدید ترکی کی بنیاد رکھی ہے۔ باوجود اسکے بعض
فوج کی ہوشیاری اور یونانی جنگی جہازون کی خبرداری کے
قسطنطنیہ سے سامان جنگ اناطولیہ جا رہا ہے
اور اسمین کوئی بہت بڑی دقت پیش نہین آتی۔ دول
یورپ اور اتحادی قابض افواج کے مراکز مین جو کچھ

واقع ہوتا ہے اسکی خبر روزانہ انگورہ کو کسی مخفی تار کے
ذریعے بھیجی جاتی ہے۔ اس قسطنطنیہ سے جو مشرق
کی کاروان سرائے ہے مکہ شریف اور عالم اسلام کی طرف سے
مظلوم اسلام کی چیخیں جاتی ہیں۔ مجاہد محترم غازی مصطفی
کمال پاشا کا زبردست ہاتھ یہاں ہر جگہ کام کر رہا ہے
جبری بھرتی کے طریقے سے لوگوں کو فوج میں بھرتی کیا
جا رہا ہے لیکن اس جبری بھرتی کے آثار ایسے ہی مستور
ہیں جیسا کہ وہ ہاتھ جس نے یہ حکم جاری کیا۔ قسطنطنیہ
میں ترکی قوم پرست خفیہ طریق سے کاروبار کر رہے ہیں
وہ عظیم الشان ذخائر خرید کر اور انہیں نہایت ہوشیاری
سے اسلحہ چھپا کر انگورہ روانہ کر رہے ہیں۔ اگر آپ شام
کے [illegible] پر جا کر دیکھیں تو وہاں آپکو روئی کے گٹھڑ لدے
ہوئے نظر آئینگے جو انگورہ کو بھیجے جا رہے ہیں۔ یہ
یونانی تولیوں کے منہ کے سامنے کیا جا رہا ہے جو
سامان جنگ کی حفاظت کیلئے متعین ہیں۔ کیونکہ کوئی نہیں
جانتا کہ اس روئی میں کسقدر زبردست بھک سے
اڑ جانے والے مادے پنہاں ہیں۔ اسی طرح قوم پرست

کو ہر طرح کی خفگی سہولتیں میسر ہیں۔ اس سلسلہ میں مظلوم
ترکی عورتوں نے برقعہ میں بڑا کام کیا اور اس قوت تحریک
پیدا کرنے میں بڑی مدد کی ہے جب انگورہ کو قسطنطنیہ
کی حکومت انقلاب پسندوں کا مرکز خیال کرتی تھی اور
جب ترکی مجاہد مصطفیٰ کمال پاشا ان کا [illegible] باغی
حکومت سے خلاف اور ناقابل معافی مجرم خیال کیا جاتا
تو ان ترکی عورتوں نے اپنے برقعوں سے [illegible] میں بڑی
مدد کی جو اب بھی موجود ہیں۔ انہیں دنوں میں یہ عورتیں اپنے
برقعہ کی وجہ سے [illegible] محفوظ ہوتی تھیں کیونکہ انقلابی کو کوئی
روک ٹوک نہیں سکتا اور انہیں عورتوں سے اخبار میں [illegible]
خوب [illegible] وہ انگورہ کو روشنی ہم پہنچے۔
غازی مصطفیٰ کمال پاشا کے بہت سے خطوط لے جو سلطنت
[illegible] پیدا اہتمام تھا آستانہ کے ساتھ [illegible] کر دیا
[illegible] زیر زمین راستہ کے ذریعہ کیا گیا جو ایک سادہ سے
بھی کم [illegible] میں کھود لیا گیا تھا یہ کس نے کھودا کون
شخص تھا اس کے افشا کی آج تک کسی نے جرأت
نہیں کی ورنہ اس کی جان خطرہ میں تھی پہرا سخت

ریوالوروں کی آوازیں اور سیٹیاں باسفورس کی سمت
سنی جاتی ہیں ۔ اکثر یونانی جہازوں میں جو سقوطری کے
سمندر میں لنگر انداز ہیں ۔ افسر اور سپاہی مرے ہوئے
پائے گئے ہیں لیکن کوئی نہیں جانتا کہ کس نے
انہیں قتل کیا ہے ۔

(لنڈن ٹائمز بذریعہ الامان مورخہ ۱۵ مارچ ۱۹۲۲ء)

مذکورہ خلاصہ سے ترکوں کی خواتین مقیم قسطنطنیہ کے اہم ترین کارناموں
کا اندازہ ہو گیا ہوگا یہ خواتین علاوہ ان خفیہ اور جہادی خدمات کے
نظامیہ کا کام کرتی تھیں ان میں وہ خواتین بھی کچھ کم قابل تعریف نہیں
جو ترکی لاوارث اور یتیم بچوں کی حفاظت و خدمت
میں مصروف رہتی تھیں ۱۹۲۱ء کا ابتدائی زمانہ قسطنطنیہ کی ترکی آبادی
کے لئے قیامت سے کسی طرح کم نہیں تھا اسوقت اتحادی قبضہ اور
غلبہ فرنگ کی ناقابل برداشت تکلیف اور اندرون ترکی لاکھوں
غیر اقوام کے مقابلہ ہوا انکے پریشان افراد کی کثرت خصوصاً جنرل رنگل
ڈینکن کی شکست خوردہ افواج کے قیام قسطنطنیہ نے گورنمنٹ قسطنطنیہ
کی مالی حالت تباہ کر دی تھی قسطنطنیہ سے اناطولیہ کو جانے کا ذریعہ
بلاد جنوبی یونان و اتحادیوں کے قبضہ میں چلا گیا تھا تو ذریعہ بحری

ترکان احرار کے زیر اثر تھا اسلئے قسطنطنیہ کی گورنمنٹ بہ اعتبار مالی
حالت کے اس قابل نہ تھی کہ وہ انہی لاکھوں کی تعداد والی رعایا کا
بندوبست کرتی ملک میں اشیائے خوردنی کا کال تھا بڑے بڑے
تاجر سوداگر دیوالیہ ہو چکے تھے عارضی التوائے جنگ یا ترکان احرار
نے جو حالت پیدا کر دی تھی اوسکی وجہ سے تمام ترکی تجارت بند
پڑی تھی اور اس تجارت کے بند ہو جانے کا باعث قسطنطنیہ کے بڑے
بڑے صاحب جائداد اور متمول مجبور ہو گئے تھے کہ اپنی جائدادیں اور
مکانات فروخت کر کے اپنے گذارہ کا انتظام کریں انہیں آفت زدہ
اور ابتر حالت کا یہ لازمہ تھا کہ اندرون ملک ڈاکہ زنی اور غارتگری
کی وارداتوں میں ناقابل بیان اضافہ ہو گیا تھا یونانی و روسی لوٹ مار
غارت گری میں مصروف تھے اور ان کے ساتھ [illegible]
شکست خوردہ جنرل ڈینکن ورنگل کے لاکھوں سپاہی بھی شہر میں
تھے جو ترکی بازاروں اور محلوں میں دن دہاڑے لوٹ مچاتے رہتے
تھے پس ان وجوہ کی بنا پر اسوقت قسطنطنیہ کی آبادی بھوکوں
مر رہی تھی اور اس عام تباہی کا سب سے زیادہ اثر ان مظلوم ترکی
عورتوں اور یتیم بچوں پر پڑ رہا تھا جنکے ورثا میدان جنگ میں
کام آ چکے تھے مگر اس مالی حالت کی ابتری کی وجہ سے انقرہ گورنمنٹ

قسطنطنیہ والوں کے گذارہ کا قابل اطمینان سرانجام نہیں کر سکتی تھی لہذا
خیال ہی نہیں بلکہ یقینی طور پر لاکھوں ترکی عورتیں اور یتیم بچے اس وقت
بھوک و پیاس کی تکالیف برداشت کر رہے تھے ۔ اور قریب تھا
کہ وہ اسی حالت میں لقمۂ اجل ہو جاتے ۔ قسطنطنیہ کی اس عام فاقہ
زندگی کے متعلق ایک انگریز سوداگر نے حسب ذیل نقشہ کھینچا تھا ۔

> جب کوئی شخص قسطنطنیہ میں داخل ہوتا ہے تو وہ
> سمجھتا ہے کہ اس شہر کی حالت اور کاروباری حالت
> میں کوئی فرق نہیں آیا ۔ ٹرام گاڑیاں اور رہروؤں
> کی جماعتیں ادھر سے ادھر جاتی دکھائی دیتی ہیں
> بیل گاڑیاں بھی اسی وقت آتی جاتی ہیں لیکن اس
> شہر میں رہتے ہوئے ابھی دو دن نہیں گذرتے کہ تمام اصلی
> اور افسوسناک حالات منکشف ہو جاتے ہیں ہزاروں
> آدمی بیکار بیٹھے ہیں ۔ کئی بچے کپڑوں کے بجائے چیتھڑے
> لگائے ہوئے کھانے کی تلاش میں بازاروں میں ادھر
> ادھر مارے مارے پھرتے ہیں ۔

اس وقت قسطنطنیہ میں کوئی مال و کار تجارت بھی نہیں ہے
اور جن لوگوں نے اپنے کاروبار سے کچھ روپیہ پس انداز

کر رکھا ہے وہ اوس پر گذر کر رہے ہیں۔ غیر عیسائی آبادی
بلکہ تمام سرکاری عہدہ داروں کو تین ماہ سے تنخواہ
کا ایک حبہ بھی نہیں دیا گیا۔ اور اوسکی وجہ صرف یہ ہے
کہ سرکاری خزانہ خالی پڑا ہے ترکوں کے قدیم شریف
و نجیب خاندان اپنی جائدادیں حسب اسباب بیچے
چلے جا رہے ہیں۔

مزدوروں کی اجرت میں پچیس فیصدی سے پچاس فیصدی
تک تخفیف کردی گئی ہے اور غریب لوگوں کو فاقہ کشی کا
بہت خوف زدہ بنا رہا ہے عوام کی اخلاقی حالت قطعاً
خراب ہو گئی ہے کسی کو معلوم نہیں کہ کیا ہونے والا ہے
فساد اور خونریزی کا بازار گرم ہے لوٹ غارت گری پھر
پھیل پڑی ہے لاکھوں بچے بھوک اور پیاس کے لقمہ
بن رہے ہیں۔

(ایوننگ ٹیلیگراف لنڈن)

۲۳ فروری ۱۹۲۱ء

مذکورہ اطلاع کی بنا پر قسطنطنیہ کی داخلی حالت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے
کہ اصل آبادی کن تباہ کن مصائب میں گھری ہوئی تھی اور ایسی صورت

میں پڑا رہنا ممکن تھا کہ ترکی قوم کے ایسے لاتعداد بچے تباہ نہ ہو جاتے
جو کل ترکوں کے ہونہار اور بہادر سرحدار سپاہی بننے والے تھے لیکن
قابل صد تحسین ہیں وہ ترکی خواتین جنہوں نے قوم کے ان نونہالوں کو موت کے
شکنجے سے بچا لینے کا ایک ایسے وقت میں تہیہ کیا جبکہ وہ خود چاروں
طرف سے مصائب میں گھری ہوئی تھیں ان بہادر عورتوں نے
چھوٹی چھوٹی جماعتیں انجمن ہلال احمر کے تحت قائم کی تھیں جو ایسے
یتیم بچوں اور عورتوں کی کفالت کا سر انجام کرتی تھیں جن کا ذریعہ
زندگی بجز قومی مدد کے کچھ نہ تھا۔ یہ جماعتیں مساجد، مقابر، گرجا گھروں
اور بازاروں کے ان مقامات میں کپڑا اور روٹی تقسیم کرتی تھیں
جہاں مظلوم و بےکس ہستیاں زندگی کے تلخ لمحات گزار رہی تھیں۔ انجمن
ہلال احمر کی یہ خدمت گذار بیبیاں اس سلسلہ [illegible] سے تعلق رکھتی ہیں
جو حفظ وطن کے لئے ملک میں [illegible] ان کی طرف سے جاری ہو رہا
تھا لیکن ان خواتین نے بجائے کسی دوسرے شعبہ میں کام کرنے کے
یہ زیادہ پسند کیا کہ وہ ان بےکس بچوں کو موت کے منہ سے بچا لیں جو
بشرط زندگی آئندہ ملک و قوم کے لئے قابل اعتماد طریق پر سرپرست
[illegible] ثابت ہونے والے تھے ان خدمت گذار خواتین کی جماعتیں [illegible]
جو کچھ چندہ فراہم کرتی تھیں اس کے ذریعہ ان بچوں اور بےکس عورتوں

اور بوڑھوں کے اسباب زندگی بہم پہونچائے ۔ ان خواتین نے نہ صرف
اندرون ملک ان مظلوم افراد کے لائق تحسین خدمات انجام دیں
بلکہ تعلیم یافتہ خواتین ہونیکی حیثیت سے انھوں نے اپنے اثر انداز قلم
سے ہزار گونہ خدمات انجام دیں انھوں نے ان تباہ شدہ اور ناکردہ گناہ
بچوں کی امداد و اعانت کے لئے دنیائے انسانیت سے
عموماً اور عالم اسلام سے خصوصاً طویل سے طویل مراسلوں اور
اپیلوں کے ذریعہ چندے اور کپڑے طلب کئے مذکورہ گرامی قدر
خواتین کو جب انگلستان میں مسلمانان ہند کی کارکن جماعت کا علم
ہوا تو انھوں نے مشہور خادم خلافت حضرت مشیر حسین صاحب قدوائی
بی ۔ اے کو ایک طویل مراسلہ لکھا تھا جسکا مضمون یہ ہے ۔

جناب شیخ مشیر حسین صاحب قدوائی جنرل سکریٹری
مرکزی اسلامی سوسائٹی از مقام قسطنطنیہ ۴ فروری ۱۹۱۳ء
جناب آپ ۲۹ جنوری ۱۹۱۳ء کو انجمن ہلال احمر کی خواتین
کے صدر مقام میں قسطنطنیہ کی تمام ابتدائی انجمنوں کا
مشترکہ جلسہ منعقد ہوا جس میں اتفاق رائے سے یہ تجویز
منظور کی گئی کہ جناب کی وساطت سے مندرجہ ذیل واقعات
تمام اہل عالم کے روبرو پیش کئے جائیں ۔

ہوا ہے۔ مشہور اور نامور ماہرین کی تحقیقات سے یہ امر پایۂ ثبوت
تک پہونچ گیا ہے کہ اس وقت صرف قسطنطنیہ میں مہاجر فی
ہولوں کے علاوہ پانچ لاکھ عورتیں اور بچے ایسے موجود
ہیں جنکو اگر بروقت مدد نہ پہونچی تو بھوک کے مارے وہ
موت کا شکار ہو جائینگے ہزارہا دیہات ویران ہو گئے ہیں اس وقت
قسطنطنیہ میں آچکے ہیں جن علاقوں پر یونانیوں کا قبضہ
وہاں سے اجناس خوردنی کا قسطنطنیہ میں آنا قطعاً
ممنوع ہے مسلسل آتش زدگی سے شہر میں مکانوں کی
سخت قلت ہے ان تمام تکلیفوں نے مل کر زندگی دوبھر
کر دی ہے اور ترکی آبادی سخت مصیبت میں ہے
اسقدر ترک جنگ کے دوران میں نہیں مرے جتنے آجکل
بھوک پیاس کی تکلیف سے مر رہے ہیں ان مصیبتوں
کا اثر صرف غریبوں ہی پر نہیں ہے بلکہ بڑے بڑے خوشحال
اور معزز و متمول خاندان کے خاندان بھی [illegible]
زندگی سے محروم ہو گئے ہیں اور آخری صورت یہ ہے
وہ اپنے باپ دادوں کی جائدادیں بیچ رہے ہیں۔
روز بروز ان کی حالت اسقدر خراب ہوتی جاتی ہے

کہ نہ رہنے کے لئے مکان ہیں نہ کھانے کے لئے کپڑا ہے اور
یہ لوگ نہایت دردناک حالت میں زندگی بسر کر رہے
ہیں۔ مردوں کو روٹی کھانے کے لئے کام نہیں ملتا ہے
بھوکی پیاسی ماؤں کی چھاتیوں میں دودھ نہیں رہا
کہ اپنے جان سے بچوں کو پلائیں اور ان کو موت سے
بچالیں بیماروں کی دیکھ بھال بھی اچھی طرح نہیں ہوتی
کیونکہ شفاخانوں میں ہر ضروری چیز کی کمی ہے باہر کے
پناہ گزین مسلمان جب تک اپنے گھروں میں تھے عیش و
آرام سے بسر کرتے تھے لیکن ابھی یہ انہیں یہاں سے نکلنے کے لئے
سب کچھ وہیں چھوڑ کر بھاگ آئے اور آج وہ ناز و نعمت
سے پلے ہوئے بازاروں میں نیم برہنہ پھر رہے ہیں اور برفباری
بارش میں ٹھٹھر ٹھٹھر کر سکڑے جاتے ہیں مسجدوں
اور دوسری عمارتوں میں آباد اور مصیبت زدہ و فقیر
پڑے ہیں اموات کی تعداد روز بروز خوفناک طور پر
بڑھ رہی ہے مقامی مسلمان اور رفاہ عام کی انجمنیں
مقدور کوشش اور محنت سے ان مظلوموں کو مدد پہنچا
رہے ہیں لیکن جہاں لاکھوں مدد کے محتاج ہوں وہاں ت

چند ہزار مسلمان اور چند انجمن کیا حیثیت رکھتی ہیں ؟
ان تمام حالات کو پیش نظر رکھ کے ہم قسطنطنیہ کی خواتین کی
طرف سے تمام مہذب دنیا کے باشندوں سے اپیل
کرتے ہیں کہ آج دار الخلافت اسلامیہ پر ان آفات کا
نزول جاری ہے اور اگر ان مصیبتوں کے اسباب دور
کر دیئے جائیں تو آج ہی یہ تمام مظلوم خوش حال ہو سکتے
ہیں ۔ لہذا ہم شجاع و نجیب انسانوں کی خدمت میں عرض
کرتے ہیں کہ وہ بالا امتیاز مذہب و ملت اٹھ کھڑے
ہوں اور ان لاکھوں انسانوں کو تباہی اور موت کے
پنجہ سے بچالیں "
ہم ہیں آپکی اسلامی بہنیں ارکان انجمن ہلال احمر قسطنطنیہ
اس مراسلہ سے ان خواتین کے جذبہ "حب وطن" ایثار و قربانی، جوش
خلوص و خدمت کے جن گرانمایہ جذبہ و خیالات کا اندازہ ہو سکتا ہے
وہ کسی مزید تشریح کا محتاج نہیں اور یہی وہ مراسلہ ہے جسکے الفاظ سے
میرے اُس قول کی کافی تصدیق ہوتی ہے جس میں میں نے کہا تھا کہ قسطنطنیہ
میں حفظ وطن کے لئے خواتین کی متعدد انجمنیں قائم کی گئی تھیں غرض
اسقدر حالات کے بعد میں خواتین قسطنطنیہ کے کارناموں کو

اسلئے ختم کرتا ہون کہ مجھے ان مجاہد عورتون کے متعلق اس سے زیادہ
ذخیرہ اور معلومات حاصل نہین ہوئین لہذا سرسری ایسے حالات کہا جاسکتا
ہے کہ جس طرح ترکی قوم نے جنگ فرنگ کی ذلت آمیز شکست کے
بعد بے نظیر شجاعت و کمال مردانگی سے عدیم المثال فتح حاصل کر کے
یورپ مین دوبارہ اسلامی پرچم اڑایا اسی طرح اس جدید ترکی کی تعمیر
تشکیل اور حصول آزادی مین خواتین ترکی بالخصوص قسطنطنیہ کی
عورتون نے اپنے تمام عملی قوا کو صرف جدوجہد کرکے سرفروشانہ ترکی
شاہنشاہی اقتدار کو زوال سے بچا لیا ہے انھون نے اسلام
اسلامیت کو دوبارہ زندہ کر دیئے ہین جو قربانیان کی ہین وہ اوراق
تاریخی صفحات کی تنگ دامانی مین بیان نہین کی جا سکتین اور یہی
وہ قربانیان ہین جن کی بنا پر آج دنیا کی تمام نگاہین ان مجاہد اسلام
خواتین کے لئے وقف ہو گئین
مقالہ ریسرچ ختم کر دینے کے بعد اب مین بعض اون خواتین کے نام پیش
کرتا ہون جنھون نے قسطنطنیہ مین کورٹ قابل قدر خدمات انجام دین
ان نامون سے ان عورتون کی بلند مرتبہ پوزیشن اور عملی حالت کا اندازہ
ہو سکتا ہے اور پتہ چل جائیگا کہ اسوقت جبکہ قسطنطنیہ پر مصائب کے بادل
امنڈ رہے تھے ترکی خواتین نے جو خدمات عامہ انجام دین اون مین

ترکی قوم کے معمولی یا ادنیٰ درجہ کی عورتیں شریک نہ تھیں بلکہ اس قومی مصیبت
میں جن عورتوں نے ان تھک خدمات انجام دیں اور اصل میں ترکی
قوم کے طبقۂ اعلیٰ سے تعلق رکھنے والی عورتیں تھیں۔ اور اسی سے
ترکی کے طبقۂ اعلیٰ کا یہ بھی اندازہ ہوگا کہ اس نے اپنی عورتوں کو
علم وغیرہ میں کس قدر تیار و مستعد کیا۔ ان محترم خواتین میں
ذیل کی عورتیں خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

جنابہ سلمیٰ خانم رضا آپ ایک بلند مرتبہ تعلیم یافتہ خاتون ہیں آپکے
والد کا نام نامی علی رضا پاشا ہے جو حکومت قسطنطنیہ کے سفیر رہ چکے
ہیں آپ قسطنطنیہ کے محلہ غوزتپی میں رہتی تھیں اور آپ نے
انجمن تحفظ ہوگان میں قابل قدر خدمات انجام دیں۔

جنابہ عزیزہ فروح خانم۔ آپ بھی ایک روشن خیال تعلیم یافتہ خاتون
ہیں آپ جناب نورالدین فروح بے کی اہلیہ ہیں جو سابق صدر اعظم
محمد پاشا کے زمانہ وزارت میں دارالمناہ کے جلیل القدر عہدہ پر
مامور رہ چکے ہیں آپ قسطنطنیہ کے محلہ کندیلی واقع باسفورس
میں رہتی تھیں اور انجمن نسواں کی نائب صدر تھیں۔

جنابہ رفیقہ ادہم خانم۔ آپ مشہور ترکی قائد نیز السلنسی ادہم پاشا کی
بیوی ہیں جو محمد پاشا کے زمانہ میں وزیر جنگ وغیرہ رہ چکے ہیں۔

آپ بھی کندیلی واقع باسفورس میں رہتی تھیں اور مجلس خواتین قسطنطنیہ
کی رکن تھیں۔

جنابہ فہمی روم بے اوغلو ظہیر الدین آپ ایک ممتاز ترکی ہیں
آپ کے شوہر کا نام ہز اکسلنسی روم بے اوغلو ظہیر الدین ہے جو سابق
میں وزیر ڈاکخانہ تھے یہ جلیلہ خاتون قسطنطنیہ کے محلہ شیشلی میں رہتی تھیں اور انجمن یتامیٰ کی صدر تھیں۔

جنابہ سعدی خلیل یہ فاضل خاتون قسطنطنیہ میں ایک ممتاز
درجہ رکھتی ہیں آپ کے شوہر کا نام ہز اکسلنسی خلیل ادہم بے جو قسطنطنیہ
شاہی عجائب خانہ کے ڈائرکٹر جنرل تھے، موصوفہ کا اولاد بحدی
کا ترکی خواتین میں خاصہ اثر ہے اور آپکے ذمہ امداد زوجات سے
چندہ وصول کرنا تھا۔

جنابہ صفیہ حسین۔ خاتون محترم کپتان حسین بے کی اہلیہ ہیں جو قسطنطنیہ
کے جنگی بیڑہ میں کپتان کے عہدہ پر ممتاز و مامور تھے آپ مجروحوں کے
لئے کپڑوں اور غذا کا اہتمام کرتی تھیں اور اپنی خدمات کے لئے
ہر وقت وقف تھیں۔

جنابہ ناسعلی خانم آپ کی فضیلت اور علم دوستی قسطنطنیہ میں
مشہور ہے آپ فرنچ زبان میں کامل مہارت رکھتی ہیں آپ جنابہ

ولی شمسی بے کی اہلیہ ہیں جو پہلے برس ہیں ترکی حکومت کے
قنصل جنرل کے ممتاز عہدہ پر فائز رہ چکے ہیں آپ قسطنطنیہ کے محلہ
محمودی جدیدی میں رہتی ہیں اور نہایت سرگرم خاتون ہیں۔

قسطنطنیہ کی یہ وہ عالی خاندان اور تعلیم یافتہ خواتین ہیں جنہوں نے
ملک وملت کے لئے اپنے عیش وآرام کو ترک کرکے اپنی تمام
قوتوں سے قوم کی خدمت انجام دی، اور یہی وہ خدمت ہے
جسکی بنا پر ان محترم خواتین کے نام تاریخ کے روشن ترین صفحات
میں ہمیشہ جلوہ گستر رہینگے

چشم دید حالات

مجھے مسرت ہے کہ میں اپنی کتاب میں جہاں صحیح حالات فراہم
کرنے میں کامیاب ہوا ہوں وہاں میری تحقیق میں ایک
قابل اطمینان حصہ ایسا ہے جس میں ترکی خواتین کے
چشم دید حالات میں نے حاصل کئے ہیں۔
ان چشم دید حالات کے لئے میں ایک ترک مخلص کا ممنون
کرم ہوں جنہوں نے مجھے یہ حالات بتلائے ہیں۔
اس مخلص ترک کا نام عارف محمد طاہر آفندی ہے
موصوف کا وطن آرمینیہ ہے آپکی عمر ۳۲ سال ہے
اور آپ قوط العمارہ کی مشہور مہم میں زیر کمان فیلڈ مارشل
ہز اکسلنسی خلیل پاشا کے شریک رہے ہیں۔
آپ سنہ ۱۹۱۶ء میں گرفتار ہوئے تھے اور سنہ ۱۹۲۱ء میں صابر
متی جیل سے رہا ہوئے،
مجھسے اور موصوف سے برہان پور اسٹیشن پر ملاقات
ہوئی جسکا سلسلہ کامل دو گھنٹہ رہا آپ عربی نہایت
شستہ اور روان بولتے تھے۔

میں نے اس ملاقات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ممدوح
ترکی خواتین کے حالات دریافت کیے اور آپ نے بڑی
مسرت سے مجھے عراقی محاذ کی بعض ان خواتین کے
حالات بتلائے جو عراقی محاذ پر مجاہدانہ خدمات انجام دے رہی
تھیں ان مجاہد خواتین کی تعداد جو فی البعض ترکی النسل تھیں
ڈیڑھ ہزار تھی اور یہ سب کی سب میدان جنگ یا محاذ جنگ
پر نمایاں قیمتی خدمات انجام دیتی تھیں ان میں سے چند خواتین
یہ ہیں۔

زینب خانم وطن "داغستان" عمر ۱۷ سال، "ناکتخدا"،
عارف محمد طاہر فرماتے تھے کہ یہ وہ ترکی مجاہدہ تھی جس کی غیرت [illegible]
نے لشکر کو مبہوت بنا رکھا تھا، موصوفہ کے باپ ترکی رسالے کے افسر تھے
اور یہ وہ رسالہ تھا جسے ترکی زبان میں "دگولا عاسی قوراطلی" عثمانیہ
کہتے ہیں اس رسالہ کا یہ فرض ہے کہ وہ سب سے پہلے غنیم کے
توپخانہ پر گولہ باری کی حالت میں حملہ آور ہوتا ہے زینب خانم اپنے
باپ کے ساتھ جہاد کے شوق میں وطن سے ساتھ ہو گئی تھیں، مگر ناکتخدا
ہونے کے باعث آپ کو میدان جنگ میں خدمات انجام دینے کا موقع
نہیں ملتا تھا، لیکن شوق خدمت اس درجہ بڑھا ہوا تھا کہ آپ نے [illegible]

کی خدمت کے لئے جنگی شفاخانہ میں کام کرتی تھیں اور کسی وقت آرام سے نہیں گذارتی تھیں غازی محترم فیلڈ مارشل سر السلطنی خلیل پاشا نے آپ کے شوق جہاد کو دیکھتے ہوئے آپ کو ابتدا جنگی شفاخانہ میں نگران افسر کے عہدہ پر ممتاز فرمایا۔

حملہ موصل میں آپ کے والد بزرگوار شہید ہو گئے جب وقت زینب خانم نے اپنے باپ کی شہادت کی خبر سنی تو بجائے کسی رنج و الم کے آپ کے اندر جہاد و انتقام کے جذبات اور بھی مشتعل ہو گئے اور آپ نے فوراً اپنے باپ کی کمان لینے کے لئے درخواست کی جسے ترکی کمانڈ افسر نے زینب خانم کی مستعدی اور قابلیت دیکھتے ہوئے منظور کر لیا۔

عالی جناب مارتن طاہر بے فرماتے تھے کہ اس وقت زینب خانم کی [illegible] سال کی [illegible] تھی اس وقت یہ جوان عمر جوان ہمت عورت [illegible] ہوئے تھیں [illegible] تھی اور اسکی زبان سے یہ الفاظ ہر وقت سننے جاتے تھے کہ:

راحت و آرام کی جگہ تلوار و خون سے ہم مقابلہ رہیگا
مجھے آرام کیلئے کوئی گھڑی مرغوب نہیں میں نے تو اپنے
پدر بزرگوار کی نعش اپنی آنکھوں سے خون آلود دیکھی ہے
لہٰذا ہر وقت غنیم کی نعشوں سے کھیلنا چاہتی ہوں

تاکہ حق پدری اور فرض جہاد ادا ہو"

اسکے لیے یہ بہادر خاتون عراق وقطا العمارہ میں گیارہ مہینے کامل ومسلسل جنگ آزمارہی اور اسکی حملہ آوری اس جانبازانہ انداز میں ہوتی تھی کہ خود جیہ جیسے کے ماتحت لشکری آپکی شجاعت وشہامت پر حیران وششدر رہتے خاتون محترمہ اپنی طبیعت کے موافق ہمیشہ رسالہ کے آگے رہا کرتی تھیں لیکن تعجب یہ ہے کہ وہ کبھی زخمی بھی نہ ہونے پائیں اور یکمال قابلیت خود کو محفوظ رکھتی تھیں را فلیز نے یہی ایک میدان میں یہ شجیعہ دن بھر اپنے رسالہ کو غنیم سے اس قابلیت سے لڑاتی رہی گویا ایک نہایت ہی پختہ کار جنرل اپنی فوج کو لڑا رہا ہے

اس مجاہد خاتون میں سب سے زیادہ قابل تعریف یہ بات تھی کہ وہ دن بھر میدان قتل وقتال کی خونبار وخونریز جدوجہد کے بعد رات کی بھیانک تاریکیوں میں خدائے جلیل وجمیل کی یاد میں بیزاران عجز وانکسار محو ومصروف ہوجاتی تھی جس سے اسلام کے عہد اولین کی اُن مقدس تمام مجاہد خواتین کی یاد تازہ ہوتی ہے جنکی خدا پرستانہ خدمات ومشاغل سے تاریخ اسلام کے پر عظمت صفحات جگمگا رہے ہیں"

غرض کامل گیارہ ماہ بعد خاتون ممدوحہ انتظاماً اتا طولیہ بھیجدی گئیں

عائشہ بنت ناموق آغا   وطن کردستان، عمر ۲۵ سال

طاہر بے اس جلیل القدر خاتون کی تعریف میں رطب اللسان تھے
اور فرماتے تھے کہ میں اس مجاہد خاتون سے بہت زیادہ واقف ہوں
کیونکہ یہ محترمہ بھی وطن آرمینیہ سے میرے لشکر کے ساتھ تھیں
اور جب مشہور و ممتاز ترکی کمانڈر فیلڈ مارشل کاظم قرہ بکر پاشا آرمینیہ پر
یلغار کر رہے تھے یہ جوان ہمت خاتون محکمہ جنگ میں داخل ہو چکی تھی
اور میدان آرمینیہ ہی سے ان کی جنگی خدمات کا سلسلہ شروع ہوتا ہے
آرمینیہ کی مہم میں آپ کے شوہر جناب جلال بے ایک ترکی دستہ کے کمانڈر
افسر تھے اور ان کے باپ ناموق آغا بھی فوجی افسر تھے۔ جب تک خاوند
خدمات جنگی انجام دیتے رہے اسوقت تک خاتون موصوفہ گھر سے
باہر نہیں نکلیں ان کی تین صاحبزادیاں بھی جنکی عمر بالترتیب ۴، ۲ اور
۸ مہینے کی تھی آرمینیہ کے ایک موضع "ابلی" میں آپکے شوہر شہید ہو گئے
تو آپ نے باپ کی اجازت سے فوراً اپنا نام فوج میں لکھا دیا اور ترکی
رنگروٹوں میں فنون جنگ سے واقفیت حاصل کرتی رہیں پھر آپ نے
درخواست کی کہ انہیں میدان جنگ پر بھیجا جائے۔ درخواست منظور
ہو گئی۔ اور آپ میدان جنگ کی طرف روانہ ہو گئیں میدان جنگ میں پہنچ
مشاہدات نے آپ کے شوق جہاد کو اور بھی بھڑکا دیا کوئی پونے تین ماہ

ترکی فوج کا وہ حصہ جس میں موصوفہ کے والد تھے جب اناطولیہ جانے
لگا تو آپ مع صاحبزادگان کے اس لشکر کے ساتھ بحیثیت ایک فوجی
سپاہی کے روانہ ہو گئیں۔ یہ دستہ فوج کچھ دن بعد اناطولیہ سے محاذ
موصل کی طرف بھیج دیا گیا جس میں آپ بھی اپنے والد کے ہمراہ محاذ موصل
پر آ گئیں۔ اس وقت موصل پر ترکی فوجوں کے ساتھ عراقی سرحد اور
کردستان کے بدو مجاہد بھی شریک تھے چونکہ موصوفہ کی جنگی قابلیت
اور بہادری سے ترکی افسر کما حقہ واقف تھے اس لئے ایک موقع پر آپ کو
بدو مجاہدوں کا کمانڈر افسر کر دیا گیا۔ طاہرہ بیگم فرماتے تھے کہ میں نے
عائشہ خانم کو دوسری مرتبہ راولپنڈی میں بدوؤں کا کمانڈر افسر دیکھا
گویا آپ وہ ایک ذمہ دار فوجی افسر تھیں۔ ابھی آپ کو اس عہدہ پر
مامور ہوئے تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ میدان موصل میں آپ کے
پدر بزرگوار شہید ہو گئے جن کا نام حق آغا شہید ہو گئے تو ترکی قوم
کی بے نظیر استقامت و شجاعت کے موافق اس خاتون کے
جذبہ جہاد و انتقام اور بھی بھڑک اٹھے اور انتہائی حد
سے میدان جنگ میں بدو مجاہدوں کو لڑاتی رہیں۔ جب آپ حملہ
یا میدان جنگ سے فارغ ہو جاتیں تو اپنے ماتحت دستہ کو
قواعد جنگ سکھانے میں مصروف رہتی تھیں اور اسی طرح آپ

مجاہدین میں ولولہ جہاد قائم رکھنے کے لیے تقریریں بھی کرتی تھیں حملہ و میدان جنگ سے واپسی کے وقت تکبیریں کہنا آپکا شعار تھا۔

اس نوجوان ہمت خاتون کا سب سے نمایاں وصف یہ تھا کہ باوجودیکہ آپ نے مینہ میں شوہر اور موصل میں باپ کو شہید ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا لیکن پھر ان سرپرستوں کا تذکرہ اس صابرا ور مستقل مزاج عورت کی زبان سے نہیں سنا گیا میدان جنگ کے سوا یہ مجاہدہ خاتون اپنے مستقر پر بھی ایک ہی وقت کھانا کھاتی تھیں نماز کے علاوہ وظیفہ پڑھنے کی بھی پابند تھیں۔

آرکوپیتہ صاحبہ ملا سلیمان آفندی قوقازی وطن باطوم عمر [illegible] سال

ترکی مجاہد عورتوں میں یہ خاتون سب سے زیادہ قابل احترام ہیں آپ باطوم کے ایک نہایت معزز خاندان سے تعلق رکھتی تھیں عراق کی ترکی آبادی اور مجاہد عورتوں میں آپ کا تمول مشہور تھا اور پھر اس سے اور بھی شہرت پذیر ہوا کہ آپ تمام مصارف خود ہی برداشت کرتی تھیں اور باوجود ترکی فوج میں قابل قدر خدمات انجام دینے کے کبھی ایک پیسہ کی روادار نہ ہوئیں جب باطوم سے ترکی مجاہدین کے لشکر اناطولیہ میں جنگ آزمائی کے لئے روانہ ہوئے تو آپ نے محض شوق شہادت کی بنا پر اپنا نام بھی ترکی والنٹیرس میں لکھا دیا اور اناطولیہ روانہ ہو گئیں جہاں آپ کا واحد مقصد حصول جنگ سے واقفیت

حاصل کرائی گئی اور بعض طلایہ دستوں میں آپکی درخواست کے موافق غنیم کی سراغرسانی کا کام آپکے سپرد کیا گیا، خداداد ذہن اور قوت شجاعت کی وجہ سے آپ نے طلایہ گرد دستوں میں اس خوش اسلوبی سے خدمات انجام دیں کہ ترکی محکمہ جنگ کو آپ کے ولولہ عمل اور ترقی پذیر جذبہ کا کافی اندازہ ہوگیا تو ترکی محکمہ جنگ نے سرحدی طلایہ گرد جماعت کا افسر دوم مقرر کردیا۔ جب آپکو یہ خدمت سپرد کیگئی تو آپکی مستعدی اور ہمت میں تحیر خیز اضافہ ہوگیا۔ اور آپ دشمن کی تلاش اور اوفوسکی جستجو میں اسقدر سرگرم رہنے لگیں کہ بعض اوقات ان کے ہمراہی بھی ان کی ہم جستجو اور مسلون دوری سے تنگ آجاتے تھے کیونکہ جب تک دشمن کا پتہ نہ لگالیتی یا کافی مسافت تک آپکو اطمینان نہ ہوجاتا آپ کو چین نہ آتا تھا خصوصاً شب کے وقت آپ بہت زیادہ سرگرم کار رہتی تھیں آپ ایک وقت بخار میں مبتلا ہوگئیں اور بخار بھی اسقدر شدت کا تھا کہ آپکو کبھی کبھی غفلت طاری ہوجاتی تھی لیکن اس شجیعہ خاتون نے اس حالت میں بھی اپنی ڈیوٹی سے رخصت لیکر علیحدہ ہونا پسند نہ کیا ظاہر ہے کہتے تھے کہ ممدوحہ کی اس حالت کی اطلاع جب نجیب سے طلایہ کمانڈر افسر کو ہوئی تو انھوں نے موصوفہ کو آرام اور علاج کے لئے کہا اس کے جواب میں ممدوحہ نے

کہلا بھیجا کہ

"میں ترکی سپاہی نہیں ہوں بلکہ اسلامی مجاہد ہوں جسے
آرام سے کوئی سروکار نہیں"

موصوفہ کے بخار کی شدت بڑھتی گئی یہاں تک کہ آپ غافل ہو گئیں
اس غفلت کی حالت میں کمانڈر افسر نے آپکو جنگی ہیڈ کوارٹر پر پہونچا دیا
جب جنگی ہیڈ کوارٹر پہونچکر آپکو قدرے افاقہ ہوا تو آپ نے فوراً اپنی محاذ
پر پہونچنے کی درخواست کی لیکن چونکہ ابھی آپ کی صحت خدمات جنگ
کے قابل نہیں تھی اسلئے آپکو اجازت نہ دی گئی جب موصوفہ کو اجازت
نہ ملی تو آپ نے روزے رکھنا شروع کردیے اور کامل ایک ماہ تک
روزہ و نماز میں مصروف رہیں جب صحت قابل اطمینان ہو گئی تو آپ نے
پھر خدمت کے لئے درخواست پیش کی اور اپنی جگہ پر چلی گئیں اب
ممدوحہ کی خدمات اور قابلیت سے تمام جنگی اسٹاف واقف ہو چکا
تھا اسلئے کچھ دن بعد جب عراقی محاذ پر ترکی کمک روانہ کی گئی تو
اس میں ممدوحہ بھی شریک ہو گئیں اور اب عراق میں آکر آپ توپخانہ
میں لے لی گئیں آپ نے بڑی سرگرمی سے توپخانہ کے کام کو سیکھ لیا
چنانچہ جسوقت مقام کرکوک میں اتحادی فوجوں سے مقابلہ ہوا تو اسوقت
موصوفہ ترکی توپخانہ میں کام کرتی تھیں توپخانہ کے کام سے واقفیت

حاصل کرکے آپ نے ہوائی جہاز اڑانے والی مشین گن کا کام شروع
کیا اور یہ کام بھی تھوڑے ہی وقت میں سیکھ لیا۔ مرحومہ کی تمام ترجدوجہد
میں یہی امر قابل حیرت و استعجاب ہے کہ آپ نے علاوہ فنی خدمات کے
تمام تر فنون جنگ، راستہ، او مغربی میں حاصل کئے اور اپنی شبانہ
روز سرگرم جدوجہد کے باعث آپ ترکی فوج میں ایک ذی عزت
اور فنون جنگ سے ماہر عورت تھیں۔ مذکورہ خدمات و حالات کے بعد
خاتون موصوفہ اناطولیہ واپس بھیجدی گئیں جہاں انھوں نے کرد خواتین
کو فنون جنگ اور قواعد سکھانے کا ارادہ کیا تھا اور اناطولیہ پہنچ کر وہ
اس خدمت پر مامور کردی گئیں۔

باقی بہادر ترکی خواتین میں سے مذکورہ خواتین کے متعلق [illegible]
ہی ہے کہ خونریز معرکوں میں [illegible] حالات معلوم [illegible] اس وجہ
میں سے ہم نے انھیں کو لکھ لیا تھا، لیکن ان کے سوا موصوف [illegible]
عراق میں خالص [illegible] کی [illegible]
اور [illegible] جہاز [illegible] یا محاذ جنگ سے متعلق خدمات
میں مصروف تھیں [illegible] عربی خواتین کے
متعلق دریافت کیا تو آپ نے کہا کہ اس موقع پر عربی و بدوی خواتین
کی خدمات جنگ سے انکار نہیں کیا جاسکتا ایک اتفاقی خط ہے جبکہ میدان

عراق و فلسطین میں کوئی اٹھارہ ہزار بدوی و عربی خواتین برابر مصروف
خدمات رہی ہیں اور انھوں نے اسلامی لشکروں کے ساتھ ہر طرح
کی خدمت انجام دی ہے ایک کردی خاتون مسمی کلثوم خانم کے متعلق
ظاہر کیے فرماتے تھے کہ موصوفہ میدان جنگ میں مجروحین کو پانی پلانے
کی خدمت انجام دیتی تھیں یہ نہایت ضعیف العمر کردی خاتون تھیں انھوں نے
تین حج بھی کئے تھے لیکن اس ضعیف اور کبر سنی کے عالم میں بھی
وہ میدان جنگ میں نہایت جست و چست تھیں۔ خاتون تھیں ہر رات کو
میدان جنگ اور خندقوں میں سپاہیوں کے لئے پانی لیکر پہنچ
جاتی تھیں، وہ دشمن کے حملہ یا اوسکی فوجوں کو کبھی خاطر میں نہ لاتی
تھیں انھیں سپاہی دوجا، کہتے تھے یہ اکثر مجروحین کو کرب و تکلیف
میں دیکھکر انھیں شوق شہادت اور جنت الفردوس کی ابدی نعمتوں کی
طرف تحریص دلاتی تھیں اور کہتی تھیں کہ تم نوجوان ہو اسلام کے
لاڈلے بیٹے ہو، دیکھو اگر آج میرے قویٰ اس قابل ہوتے کہ میں
صفوف جنگ میں اعدا سے مقابلہ کرسکتی تو تم سے پیشتر آگے
رہتی غرض موصوفہ ایک نہایت جوان ہمت اور سچی فدائے اسلام
خاتون تھیں آپکی یہی وہ خدمات تھیں جنھیں خدائے رحمان و رحیم نے
قبول فرمالیا اور مقام کرکوک میں دشمن کے ہوائی جہاز کی گولہ باری سے

شہید ہو گئیں"

عارف طاہر بے فرماتے تھے کہ اس بڑھیا کا جنازہ اسقدر احتشام ساتھ اٹھایا گیا تھا کہ میں نے کسی دوسرے شہید کا جنازہ اس طرح اٹھتے نہیں دیکھا تمام ترکی سپاہی اپنی خندقوں سے اس جنازہ کی شرکت کے لئے نکل آئے تھے اور ہر سپاہی محبت کے آنسو بہاتا ہوا کہتا کہ —

"محترمہ "چچا" تمہارے خون کا بدلہ پوری "ترکی قوم لیگی کیونکہ تو تو ہماری شفیق ماں تھی"

لطیفہ کمال خانم

محترمہ خالدہ خانم کے بعد ترکی سیاسی جدوجہد میں لطیفہ کمال خانم
زوجہ غازی اعظم مصطفےٰ کمال پاشا کے وجود سے جو اہم انقلاب
پیدا ہوا ہے اوسکے زرین فوائد ترکی کے تابناک مستقبل کا پتہ
دیتے ہیں۔

ممدوحہ محترمہ کا وطن شہر سمرنا ہے عمر ۱۹ سال آپکے والد بزرگوار کا اسم
گرامی معمر اوشاکی بے ہے جو سمرنا کے ایک مشہور تاجر اور نہایت
بلند مرتبہ اور روشن خیال آدمی ہیں معمر اوشاکی ممدوح گو خود ایک
نہایت ہوشیار تجارت پیشہ آدمی ہیں مگر انھوں نے اپنی اولاد کی تعلیم
تربیت میں کمال دانشمندی سے کام لیکر ممدوحہ لطیفہ خانم کو اعلیٰ تعلیم
کے لئے تیار کیا لطیفہ خانم کی ابتدائی تعلیم مکان پر ہوئی لیکن دو برس بعد
آپکو انگلستان بھیجدیا گیا، انگلستان میں آپ دو برس تک ہائی اسکول جو لندن
میں ایک سال تک تعلیم پاتی رہیں جہاں آپکی تعلیم و تربیت پر بہت
معقول روپیہ خرچ ہوا آپکی نگرانی کے لئے دو قابل انگریز لیڈیاں تھیں جو
تربیت کی خدمت انجام دیتی تھیں ممدوحہ لطیفہ خانم نے ان انگریز لیڈیوں
کی تربیت میں رہکر جو ترقی کی وہ نہایت اطمینان بخش تھی جب آپ یہاں سے

فارغ ہوئیں تو روشن خیال باپ نے آپ کو اعلیٰ تعلیم کے لئے فرانس
بھیجا۔ کچھ عرصہ تک آپ پیرس میں رہیں یہاں علاوہ فرانسیسی
زبان کے علم ہیئت فلسفہ اور جغرافیہ کی تکمیل کی اس کے بعد آپ نے
ادب و تاریخ میں اعلیٰ نمبروں سے کامیابی حاصل کی دوران تعلیم
میں ترکی حالات کے لئے آپ کو فرانسیسی سوسائٹی سے قیمتی
معلومات بہم پہنچیں کیونکہ اس وقت فرانسیسی ترکوں کو قدر محبت
کی نگاہ سے دیکھتے تھے لطیفہ خانم کی تعلیم و تربیت کا یہ زمانہ نہایت
بیدار کن تھا جبکہ اکثر ہوا تھا کہ آپ کو فرانسیسی خواتین کی مجالس اور بڑے
بڑے جلسوں میں شرکت کا اتفاق ہوا کرتا تھا، انہیں طبعی طور پر
ایسے علمی جلسوں اور مذاکروں میں شرکت کا بہت شوق تھا اور یہ اسی
قیمتی صحبت کا نتیجہ ہے کہ لطیفہ خانم میں بیداری بلند ہمتی اور روشن خیالی
کے گراں پایہ جذبات و خیالات پیدا ہوئے آپ فرانسیسی خواتین کے
قومی جذبات اور حب وطن اور ان کی علمی و سیاسی سرگرمیوں سے
بہت متاثر ہوئیں اور آخر کار

"جمال ہمنشیں در من اثر کرد"

کے مصداق وہ ایک پاکیزہ اخلاق اور تعلیم یافتہ خاتون کی حیثیت سے

ترکی قومیات میں دلچسپی لینے لگیں فرانسیسی خواتین کی طرح وہ بھی اپنے
ملک و مذہب اور قوم کی اصلاح و فلاح کے ذرائع سوچتی تھیں لیکن ابھی
وہ اس قابل نہ تھیں کہ ملکی و قومی معاملات میں حصہ لیتیں کیونکہ ابھی انکا
دور تعلیم ختم ہوا تھا اور وہ رات دن علمی کتب کے مطالعہ میں مصروف رہتی تھیں
اور اس تمام سیاحت میں انھیں کسی قومی و ملکی تحریک سے کوئی علاقہ نہ تھا
بلکہ محض ایک تعلیم یافتہ سیاح کی طرح وہ اکثر ممالک کا دورہ کرتی رہتی تھیں
آغاز جنگ فرنگ یعنی ۱۹۱۴ء میں وہ پیرس ہی میں تھیں التوائے جنگ
۱۹۱۸ء میں وہ ایک ماہ تک جینیوا میں رہیں اور دوران سیاحت میں
انھیں نہایت اعلے تعلیم یافتہ عورتوں کی صحبت میسر آئی جس نے انکے علم
ایسی فاضل خاتون پر سونے پر سہاگے کا کام کیا۔

جب ۵ مئی ۱۹۱۹ء کو یونانی فوجوں نے آپکے وطن عزیز سمرنا پر قبضہ کر لیا
اور آپکے والد قبلہ کو نظر بند کر دیا گیا تو آپ اس عالم سے بہت زیادہ متاثر
ہوئیں اس وقت بھی آپ یورپ ہی میں مقیم تھیں بقول [illegible]
وار دیر الکس ابھی آپ کا ارادہ تھا کہ یورپی سیاحت سے فارغ ہو کر ترکی
زبان میں بعض فراہم کردہ قیمتی کتب کا ترجمہ شروع کریں کہ آپ کے گھر پر [illegible]
یونانی فوجیں حملہ آور ہو گئیں آخرکار مجبور ہو کر آپ ۱۹۲۲ء میں [illegible]
آگئیں اور وہاں ریڈ کراس کی خدمت میں ایک عملی زندگی [illegible]

جبکہ ساری ترکی قوم ایک قیامت خیز جد و جہد اور ہنگامہ آرا آزمائش میں مبتلا تھی اناطولیہ میں مارشل مصطفےٰ کمال پاشا کی تحریک کا جو خونچکاں آغاز ہو چکا تھا اس نے ترکی کے بچہ بچہ کے دل میں ایثار و عمل خدمت و فدویت اور استقلال و حریت کے حوصلہ فزا جذبات پیدا کر دئیے تھے لہٰذا ناممکن تھا کہ لطیفہ خانم ایسی وسیع النظر اور اعلےٰ تربیت یافتہ نوجوان خاتون اس قومی جد و جہد سے متاثر نہ ہوتی پس ان حالات کے تحت آپ نے اپنی پرسکون و پرعشرت زندگی کو خیرباد کہتے ہوئے ترکان انگورہ کے دوش بدوش قومی و ملکی خدمت گذاری کا فیصلہ کر لیا لیکن لطیفہ خانم ایسی بلند مرتبہ خاتون کے لئے یہ ناممکن تھا کہ آپ یکایک میدان جنگ یا میدان عمل میں کود پڑتیں بلکہ آپکو ضرورت تھی کہ پہلے کسی بہتر شخصیت پر اپنے خیالات کا اظہار کریں اور پھر اسکی تائید سے آپ اصلاح و خدمت کا کام شروع کریں چونکہ خدائے علیم و حکیم اپنے جس بندہ کو کسی اہم خدمت کے لئے چن لیتا ہے اسے اوسی نہج کے ذرائع بھی فراہم کر دیتا ہے اور اسکے جذبات و خیالات کی سطح کو بھی عام جذبات و خیالات سے بلند و بالا کر دیتا ہے۔ لہٰذا لطیفہ خانم نے سب سے پہلے یہی مناسب سمجھا کہ وہ براہ راست ترکی کے جلیل القدر قائد اعظم مارشل مصطفےٰ کمال پاشا سے رابطۂ خیال پیدا کریں جبکہ ممدوحہ ایسی مدبرہ کے خیالات کو کوئی ایسا ہی بلند مرتبہ دانشور سمجھ سکتا تھا الغرض

آپ نے مشہور معرکہ "سقاریہ" کے بعد جب کمالی فوجیں اسکی شہر تک بڑھ آئی
تھیں مارشل مصطفےٰ کمال پاشا کو ایک طویل مگر خفیہ خط روانہ کیا جس میں آپ نے
اپنے نام و نسب کے ساتھ اپنے قومی جذبات و خیالات کا بڑی قابلیت کے
ساتھ اظہار کیا۔ اسوقت مارشل مصطفےٰ کمال پاشا یونانیوں پر ایک کاری
ضرب لگانے کے ساتھ ساتھ اندرونی اصلاح تنظیم کیلئے بھی بہت منہمک
تھے اور گو بقول "ڈیلی میل لنڈن" لطیفہ خانم اور مارشل مصطفےٰ کمال پاشا
میں ایک قسم کا [illegible] خیال ضرور پیدا ہو گیا تھا لیکن ابھی ایک دوسرے کی سکون
بخش قربت کا موقع نہیں ملا تھا مگر پھر بھی محترمہ لطیفہ خانم کو مارشل مصطفےٰ کمال پاشا
کی کامیابی پر پختہ اعتماد تھا اور وہ نہایت اطمینان سے اسوقت کا انتظار
کر رہی تھیں جبکہ مجاہدین اسلام کا یہ سرتاج وسالار اپنی تمام افواج کے ساتھ
سمرنا میں لطیفہ خانم سے آکر ملے۔

---

۹ ستمبر ۱۹۲۲ء کی صبح نہ صرف لطیفہ خانم بلکہ کل عالم اسلام کے لئے مسرت
شادکامی نصرت و کامرانی کی وہ سعادت اندوز صبح تھی جبکہ اسلام و اسلامیت
کا یہ مظفر و منصور سپاہی نپولین بونا پارٹ اور اسکندر اعظم کی عظمت و بلند
آوازگی کو روندتا ہوا سمرنا میں داخل ہوا۔ نہ پوچھیئے کہ لطیفہ خانم کے امید و
[illegible] سے پر ہو سے دلمیں اسوقت کن جذبات اور کن مسرت خیز ولولوں کا

ہجوم تھا؛ ابھی ایک ہفتہ پہلے ظالم و کمینہ یونانی نوجون نے لطیفہ خانم کے مکان پر سخت پہرہ بٹھا دیا تھا اور اون پر جاسوسی کا الزام لگا کر تین ماہ قید رکھا تھا اونکے والد بزرگوار کی تمام املاک و جائداد قلم بند کر لی گئی تھی اور لطیفہ خانم ملک و قوم کی صلاح و فلاح کے وسیع ترین جذبات و خیالات کو اپنے دل و دماغ میں لئے ہوے ایک قیدی کی زندگی بسر کر رہی تھیں کہ یکایک سمرنا میں شیر دل کمالی فوجیں داخل ہوئیں اور بزدل کمینہ یونانی فوجیں آپ کے مکان بلکہ کل سمرنا کو چھوڑ کر فرار ہوگئیں ۔

دن کے تین بج رہے تھے کہ اسلام و عالم اسلام کا سرتاج مصطفی کمال پاشا سمرنا میں داخل ہوا ہر طرف مبارک سلامت کے شادیانے بجنے لگے دوسرے ہی دن محترم اوشاکی بے نے اس فاتح مشرق کو اپنے یہاں چاء کی دعوت دی یہ چاء کی دعوت غازی اعظم اور لطیفہ خانم کی متحدہ زندگی کا پیش خیمہ تھی غازی اعظم بھی لطیفہ خانم کے وسیع خیالات کے دلدادہ تھے آپ اس دعوت میں تشریف فرما ہوے جہاں لطیفہ خانم کو اس جلیل القدر ہیرو سے گفتگو کا موقع ملا خود لطیفہ خانم کا بیان ہے کہ اس دعوت کے بعد ہی میرے والد قبلہ نے ایک دوسری دعوت کا انتظام کیا جس میں انھوں نے مفتی شہر کو بھی مدعو کیا گویہ دعوت سمرنا کے ایک تاجر اعظم کی دعوت تھی اور اسمیں چالیس کروڑ مسلمانوں کا محبوب و جانباز سپہ سالار

دولہا بنے والا تھا مگر اسلامی سادگی کا یہ عالم تھا کہ کسی کو کانون کان خبر بھی نہ ہونے پائی اور معزز مہمانون کے جمع ہوتے ہی لطیفہ خانم اس مجمع مین طلب کی گئین اور رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس و محترم دستور کے موافق فوراً آپ کا نکاح پڑھا دیا گیا، سپہ سالار اسلام کے اس نکاح مین جس طرح پر سادگی اور عجلت سے کام لیا گیا وہ تمام مسلمانون کے لئے کفایت شعاری اور اتباع شریعت کی ایک بابرکت نذیر ہے، شرعی احکام کے مطابق انگورہ گورنمنٹ کے چیف آف دی اسٹاف کے سپہ سالار فیلڈ مارشل مصطفےٰ فوزی پاشا لطیفہ خانم کے وکیل اور فاتح آرمینہ مارشل کاظم قرہ بکر پاشا اور فاتح سلیشیا مارشل نور الدین پاشا لفٹنٹ گورنر سمرنا گواہ تھے اس قدر شرعی امور کی تکمیل کے بعد یہ دونون عظیم المنزلت ہستیان متحد ہو گئیں جن سے عالم اسلام کی سیکڑون امیدین وابستہ ہین، اس مبارک مسعود تقریب کے بعد حاضرین نے جو تعداد مین صرف پچاس سے تھے ان دونون محترم دولہا دلہن پر مبارک سلامت اور عقیدت و شگفتگی کے پھول نثار کئے۔

مارشل مصطفےٰ کمال پاشا فاتح مشرق کی اس تقریب مین جس سادگی اور اتباع شریعت اسلامیہ کا پہلو مد نظر رکھا گیا کاش مسلمانان ہند خصوصاً طبقہ اعلےٰ کی مان بہنین اس پر عمل پیرا ہون اور اپنی اولاد کی شادی بیاہ مین

ان گنت روپیہ اور فضولیات میں دولت برباد کرنے سے احتیاط کریں۔

ممدوحہ لطیفہ خانم کے نکاح ہو جانے کے بعد آپ غازی اعظم کے ساتھ انگورہ تشریف لیگئیں جہاں آپ غازی ممدوح کے محل واقعہ چانقیہ میں ٹھہری گئیں غازی اعظم کی اس تقریب سے تمام ترکی قوم میں مسرت و شادمانی کی ایک لہر دوڑگئی چنانچہ جسوقت لطیفہ خانم انگورہ پہونچیں تو تمام شہر نے عظیم الشان طریق پر آپ کا استقبال کیا، لطیفہ خانم ایسی زبردست تعلیم یافتہ خاتون کا غازی اعظم کے ساتھ شریک زندگی ہوجانا ترکی قوم کے لئے جسقدر مفید ہو سکتا ہے وہ ظاہر ہے اور اس کا بہترین ثبوت یہ ہے کہ آپ انگورہ پہونچتے ہی مصروف عمل ہوگئیں لطیفہ خانم ہی وہ پہلی ترکی خاتون ہیں جو انگورہ پارلیمنٹ میں زبردست اور کثیر آرا سے ممبر منتخب ہوئیں۔ آپ اکتوبر سنہ ۲۴ء میں انگورہ پارلیمنٹ میں تشریف لے گئیں تمام ارکان پارلیمنٹ نے نہایت پرتپاک استقبال کیا، جس وقت آپ پارلیمنٹ کے کمرہ میں داخل ہوئیں تمام ارکان پارلیمنٹ اور وزرائے حکومت نے کھڑے ہوکر آپ کا استقبال کیا، محترمہ لطیفہ خانم نے ارکان پارلیمنٹ اور وزرائے حکومت کے استقبال پر بطریق شکریہ ایک معرکۃ الآرا تقریر کی اس تقریر میں آپ نے جس روانی فصاحت اور مدبرانہ خیالات کا اظہار فرمایا اوس پر تمام ارکان پارلیمنٹ نے انتہائی مسرت کا اظہار کیا اور صدر پارلیمنٹ نے آپ کی خداداد قابلیت کے

اعتراف مین تقریر کرتے ہوئے ترکی قوم کی طرف سے آپکو مبارکباد دی،
یہ آپ کی پہلی تقریر تھی جو آپ نے دنیا کے عظیم الشان مدبرین اور وزرائے
حکومت کے سامنے کی اس کے بعد آپ غازی اعظم کے ساتھ ملکی و
اصلاحی کاروبار مین شرکت فرمانے لگین نومبر ۱۹۲۲ء مین غازی اعظم
نے فوجون کا معائنہ شروع کیا، اور دسمبر ۱۹۲۲ء مین آپ نے تمام مقبوضہ
علاقون کا دورہ شروع کیا اس دورہ مین محترمہ لطیفہ خانم نے جو خدمات
انجام دین اور نئی نئی اصلاحات تجویز کین ان پر تمام ملک نے آپکی
دانشمندی اور قابلیت پر اعتماد و مسرت کا اظہار کیا، لطیفہ خانم نے اس
دورہ مین فوجون اور جنگی رضاکارون کے سامنے جو پرجوش تقریرین
کین انسے فوجون مین اشتعال و ولولہ پیدا ہوگیا آپ نے ترکی عورتون
کے سامنے بکثرت تقریرین کین اور انھین مردون کے دوش بدوش
ملکی خدمات انجام دینے کے لئے ابھارا، لطیفہ خانم ممدوحہ وہ خوش
قسمت خاتون ہین جنھین حضور اقدس و اعلےٰ مقام اعلیٰ شہنشاہ بحر و بر
حضرت خلافت پناہی سلطان عبدالمجید خان خلد اللہ ملکہٗ و سلطنتہٗ نے
عید مبارک کا تار بھیجا تھا جس کے جواب مین لطیفہ خانم نے بندگان حضور
اقدس کے قدمون پر اپنی عقیدت کے جذبات نثار کئے تھے۔

اسقدر حالات کے بعد میں لطیفہ خانم کی ایک ملاقات کا تذکرہ ضروری سمجھتا ہوں جسکے ذریعہ محترمہ لطیفہ خانم کے اخلاق و عادات اور تہذیب و شائستگی اور اپنے شوہر غازی اعظم کے ساتھ آپکی سرگرمیوں کا اندازہ ہوگا لطیفہ خانم کی یہ وہ ملاقات ہے جو ایک خورست کے موقع پر انگورہ میں غیر ملکی اخبار نویسوں کے ساتھ ہوئی تھی غیر ملکی اخبار نویسوں کو یہ دعوت خود محترمہ لطیفہ خانم نے دی تھی جسمیں برطانی اور بلغاری اخبار نویس اور بعض فوٹوگرافر شامل تھے دعوت قصر چانقیہ، پر دی گئی جو غازی اعظم کی اقامت گاہ ہے اس جلسہ دعوت میں جو اخبار نویس شریک تھے اونکے سرگروہ مسٹر وارڈ پرائس امریکن پریس نمایندہ لکھتے ہیں کہ،

> ہم لوگ محل چانقیہ کے دروازے پر پہونچے جہاں ایک گارڈ ہمارے استقبال کے لئے تیار تھا پہلے ہم ایک کمرہ میں داخل ہوئے جس کے درمیان سنگ مرمر کا فوارہ لگا ہوا تھا، وہاں سے ہمکو دوسرے کمرے میں لیجایا گیا جہاں حکومت انگورہ کے صدر اعظم عصمت رؤف پاشا نے ہمارا غازی اعظم اور اُن کی بیگم لطیفہ خانم سے تعارف کرایا غازی اعظم کی نشست گاہ بھی غازی موصوف کی شخصیت کا پرتو تھی اور وہ مشرق و مغرب کا ایک عجیب

مجموعہ سے یعنی زمین پر تو بھاری مشرقی قالینوں کا فرش تھا
اور کھڑکیوں پر بیش قیمت کے مخملی ریشمی پردے پڑے ہوئے تھے
جن پر ایرانی بیل بوٹے کی ہوئی تھی جہاں ایک نقل نویس اپنے کام
میں مشغول تھا درمیانی بڑی منقوش میز پر کتابوں اور رسالوں
کا ڈھیر لگا ہوا تھا دیواروں پر تلوار خنجر اور ڈھالیں آویزاں
تھیں جن میں سے ایک تصویر شہر بیروت کی جانب سے بطور تحفہ
ملی تھی اور جس میں یہ دکھلایا گیا تھا کہ غازی اعظم عربوں اور
ہندوستانیوں کی فوج مرتب کر رہے ہیں میزوں اور آتش دانوں
پر طلائی فتیلہ سوز اور مشرقی فانوس رکھے ہوئے تھے دیوار کی جانب
جھکی ہوئی یونانی طرز کی ایک سنگ مرمر کی تصویر رکھی تھی جس سے
ظاہر ہوتا تھا کہ ترکان احرار نے فتح حاصل کر کے غلامی کی زنجیروں
کو توڑ پھینکا ہے اور ادائے نماز کے بعد بیگم لطیفہ خانم نے خواتین ترکی
کے فرائض کے متعلق سلسلہ گفتگو شروع کیا اور فرمایا کہ میرے
بہت سے امریکن دوست ہیں اور میرا باپ نیویارک کالج
کا قدیم ممبر ہے لیکن میں کبھی امریکہ نہیں گئی بلکہ میں نے انگلستان
فرانس میں تعلیم پائی ہے اور اس لئے میں برطانوی خواتین
کی سرگرمیوں سے پوری طرح واقف ہوں آپ جانتے تھے

لگایا جیسا ایک نامہ نگار نے کہا کہ امریکہ کی عورتیں بلا ذمہ داری
کے مردوں کی امامت کو غصب کر جاتی ہیں اور امریکہ ایک
ایسا ملک ہے جہاں شوہر کا قتل روا رکھا جاتا ہے بیگم صاحبہ نے
فرمایا کہ ترکی خواتین کا یہ عقیدہ نہیں بلکہ میں اور میرا شوہر خواتین
کے طرز عمل کے متعلق بالکل متفق الرائے ہیں جیسا کہ ہم دیگر
سیاسی مسائل پر متفق ہیں۔ اسکے بعد آپ نے اس تمام گفتگو
کا جو انگریزی زبان میں ہوئی تھی غازی اعظم کو ترجمہ سنایا
جس پر غازی ممدوح نے فرمایا کہ عورت کو مرد کا شریک اور
ساتھی سمجھنا چاہیے جب غازی اعظم سے سوال کیا گیا کہ
کیا ترکی قوم اس بات کے لئے تیار ہے کہ خواتین کو آزادی
دیجائے؟ تو غازی اعظم نے ایک طویل اور مبسوط تقریر
فرمائی جس کا ترجمہ صدر اعظم رؤف پاشا اور بیگم لطیفہ خانم
نے کیا آپ نے فرمایا کہ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یورپ
ترکی عورتوں سے پوری طرح واقف نہیں حقیقۃً نوے فیصدی
خواتین مردوں کی طرح آزادی کا لطف اٹھاتی ہیں اور کاشتکاروں
کی عورتیں جو دن بھر مردوں کے ساتھ کھیتوں میں کام کرتی
اور مویشی چراتی ہیں رات کو مردوں کی طرح کاروباری

زندگی مین حصہ لیتی ہین اور بقیہ فیصدی خواتین جو قسطنطنیہ جیسے
بڑے شہرون مین رہتی ہین وہ البتہ ابھی آزادی سے
محروم ہین مسٹر واڈیر اُس لکھتے ہین کہ اس مباحثہ کے بعد
ہم اوس کمرے مین داخل ہوئے جہان بیگم صاحبہ نے ہماری
چاء نوشی کا نہایت خوش سلیقگی کے ساتھ انتظام فرمایا تھا اس
کمرہ مین مشرقی اور مغربی سامان آرائش کی کوئی کمی نہ تھی
اور ظروف کی ترتیب سے پتہ چلتا تھا کہ لطیفہ خانم باوصف
اس علو مرتبت کے خانگی کاروبار مین کافی دلچسپی اور
محنت سے کام لیتی ہین جس وقت ہم لوگون کو اس کمرہ
مین داخل ہونے کا حکم ملا اُس وقت غازی اعظم اور جملہ حضار
تو ملاقات کے کمرہ ہی مین رہے لیکن بیگم صاحبہ بڑی مہربانی
سے ہمارے کمرہ مین میزبانی کے لئے تشریف لائین
اور چاء کی پیالیان اپنے دست مبارک سے ہماری
طرف بڑھائین جس وقت ہم لوگ چاء پینے مین مصروف
ہوئے بیگم صاحبہ تقریر فرما رہی تھین مین نہین کہہ سکتا
کہ صحافت کی بتیس ۳۲ سالہ زندگی مین مین نے ایسی اثر انداز
اور پر مغز تقریر کبھی سنی ہو جیسی کہ بیگم صاحبہ کی تقریر تھی

بیگم صاحبہ علاوہ سیاسی سرگرمیوں کے جو وہ اپنے محترم شوہر
کے ساتھ ظاہر فرما رہی ہیں ملک و ملت کی ایک علیحدہ خدمت
بھی انجام دے رہی ہیں اور وہ خدمت تعلیم نسواں
کی اصلاح و ترویج ہے آپ نے اپنے محل کے پاس ایک
چھوٹا سا اسکول کھولا ہے جس میں یتیم لڑکیاں آپ سے
تعلیم پا رہی ہیں ۔

محمودہ لطیفہ خانم کے متعلق یہ وہ بیان ہے جو ایک غیر ملکی اور غیر قومی شخص نے
مغربی اخبارات میں شائع کرایا ہے جس سے ممدوحہ کی خداساز فضیلت کا
کافی اندازہ ہو سکتا ہے ۔

حلیہ اور خصائص   لطیفہ خانم کا قد متوسط اور رنگ پاکیزہ اور کھلا ہوا
ہے ۔ نیچی سیاہ پلکوں میں سیاہ آنکھیں رسیلی پن سے جھانکتی ہیں ہنسنے
میں آپ کے دہان مبارک میں خوشنما دانتوں کی پوری قطار نظر آتی ہے
آپ معمولی سیاہ ساٹن کا ترکی لباس زیب تن فرماتی ہیں اور برقعہ نہیں
اوڑھتی البتہ شرع اسلام کی پابندی کیلئے آپ ایک سیاہ رومال منہ سے
باندھ لیتی ہیں جسکی وجہ سے آپکی صرف آنکھیں دکھائی دیتی ہیں کبھی کبھی
یہ رومال کھول دیا جاتا ہے لیکن کسی مجمع میں تقریر کے وقت آپ اس رومال
کو علیحدہ نہیں کرتیں ۔

آپ طبعاً حلیم اور نہایت رحم دل واقع ہوئی ہین، عزم واستقلال اور ضبط وصبر مین وہ ممتاز ملکہ رکھتی ہین بلا کی جفاکش واقع ہوئی ہین وہ اپنے شوہر کے ساتھ دورہ کے زمانہ مین کبھی تھکتی نہین ہین، وہ سفر مین گھوڑے کی سواری کو زیادہ پسند فرماتی ہین مغربی تعلیم مکمل ہے مگر مشرقی اشیاء سے زیادہ محبت ہے، ہنسی بہت کم آتی ہے البتہ دوران گفتگو مین نازک لبون پر تبسم کی ہلکی ہلکی موجین روان رہتی ہین تقریر اسقدر پر زور اور دل نشین ہوتی ہے کہ بڑے بڑے مدبر اور عالم آپ سے مرعوب ہوجاتے ہین۔

دعا ہے کہ غازی اعظم اور لطیفہ خانم کے اس جوڑے کو خدا تا دیر سلامت رکھے۔ آمین۔

موہنا فرید خانم

میں اپنی دوسری کتاب تاریخ انگاری میں تفصیل کے ساتھ لکھ چکا ہوں
کہ عہد حاضر میں مغربی ممالک خصوصاً یورپی حکومتوں کا ایک بیحد نہایت
زبردست اور کامیاب سیاسی طریق کار ہے کہ جب وہ اہم ترین سیاسی
نقطۂ نظر اور لائحہ عمل کو مقبول عام بنانا چاہتی ہیں اور اختیار کردہ پہلو پر دنیا
بھر کی ہمدردی حاصل کرنا چاہتی ہیں تو وہ اس خاص امر کو اپنے مبلغین
کے سپرد کر دیا جاتا ہے اور یہ مبلغین اپنی طاقت کے موافق اس خاص
مقصد کو عوام تک پہونچا کر ان کی ہمدردی حاصل کرتے ہیں۔ ان مبلغین
کے قابل شمار چار شعبے ہیں ۔

۱۔ انشاء پرداز
۲۔ مقررین
۳۔ مصنفین
۴۔ اخبارات

یہ وہ چار شعبے ہوتی ہیں جو اس خاص مسئلہ کو کمال خوبی سے دنیا بھر میں
مشتہر کرتی ہیں اور رائے عامہ کو اپنا ہمنوا بنانے کے لئے کوشاں رہتی

مین مثلاً انشاپردازاپنے قلم سے مقررین اپنی تقریرون سے مصنفین اپنی
کتابون کے ذریعہ اور اخبارات اپنے کالمون مین اس موضوع کو عوام
تک پہونچاتے ہین تاآنکہ اُنکے مخاطبین اور ناظرین کا ایک ایسا گروہ پیدا
ہوجاتا ہے جو زیر بحث مسئلہ کا موئد ہوتا ہے پس ان حالات کے اعتبار سے
نوجوان ترک جبکہ اپنی صدہا سال کی عظمت و برتری اور ملک و حکومت
کھو چکے تھے وہ انگورہ کے ویران میدانون مین اپنی فطری آزادی کے تحفظ کیلئے
تنہا مصروف ہوے تو انھین بھی ضرورت تھی کہ دنیا مین انکی معصومیت
مظلومیت پر کوئی طاقت اُٹھ کھڑی ہو اور کم از کم انکی اعانت نہ سہی
اخلاقی تائید ہی کے لیئے تیار ہوجائے کیونکہ بین الاقوامی اور اجتماعی معاملات
و علائق مین کوئی تنہا قوم و حکومت کبھی امن و سکون سے زندگی بسر نہین
کرسکتی لہٰذا ترکان انگورہ نے بھی اس سیاسی مذہب سے کام لیا اور اپنے
ملک سے ایک طاقتور جماعت اس کام کے لئے منتخب کی جو ترکون
کی بے گناہی اور حق تلفی کا اظہار کرے دنیا کی اخلاقی ہمدردی حاصل
کرے لیکن اسکے یہ معنی نہین کہ ترک کسی حکومت یا جماعت سے مادی
و فوجی اعانت حاصل کرنا چاہتے تھے جبکہ جنگ ترکی و یونان مین
ثابت ہوگیا کہ ترکون نے بلا شرکت غیرے یونانیون کو کچل کے رکھدیا
اور انگورہ گورنمنٹ کے پریذیڈنٹ حضور والا قدر مصطفےٰ کمال پاشا

نے سرکاری و غیر سرکاری طور پر [illegible] اس امر کا اعلان کیا کہ ترک کسی حکومت کی
فوجی امانت کے حاجتمند اور متمنی نہیں ہیں بلکہ وہ تو صرف اس بین الاقوامی مجلس
میں اپنے لئے دنیا کی اخلاقی ہمدردی بہم پہنچانا چاہتے ہیں جو ترکی مسائل کا
تصفیہ کرنا چاہتی ہو لیکن اس خاص غرض کے حصول کے لئے ترکوں کی جو جماعت
آمادہ کار ہوئی اوسکے جامع تر حالات تو آپ کو میری کتاب تاریخ انگورہ
کے حصہ مبلغین میں ملیں گے یہاں صرف اُن ترکی خواتین کا تذکرہ کیا جاتا ہے
جنہوں نے اپنی خداداد قابلیت سے دنیا میں ترکوں سے ہمدردی اور
اخلاقی امانت کا اپیل کیا لہذا انھیں مبلغ خواتین میں ایک جناب محترمہ میمونہ خانم
بھی ہیں۔

مسز میمونہ خانم ایک ضعیف العمر اور صاحب اولاد خاتون ہیں آپ انگورہ
گورنمنٹ کے وکیل مختار سید شاہ حضرت احمد فرید پاشا مشہور سیرین کی اہلیہ
ہیں آپکی ابتدائی تعلیم قسطنطنیہ میں ہوئی اوسکے بعد تا زمانۂ تمول کے باعث
آپ نے یورپ کی کافی سیاحت فرمائی۔ آپکو سیاسیات کے مقابل علم
تمدن کا کامل ترین درک حاصل ہے تاہم آپ نے اپنے فاضل شوہر کی
صحبت میں سیاسیات کا اسقدر عمیق مطالعہ کیا ہے کہ اچھے اچھے مدبر
بھی آپ سے آنکھ ملاتے جھجکتے ہیں۔ مسز میمونہ خانم کے متعلق اگرچہ اس سے
پہلے ہندوستان میں کوئی تفصیلی اطلاع نہیں پہونچی لیکن جب آپ

دسمبر ۱۹۲۱ء مین اپنے شوہر احمد فرید پاشا کے ساتھ مین تشریف لائیں تو آپنے
انگورہ تحریک کی تبلیغ و اشاعت کے لئے خود کو وقف فرما دیا اور فرنچ زباندانی اور یورپی
سیاسیات مین کافی دستگاہ ہونے کی وجہ سے آپ معاملات سفارت مین اپنے
شوہر کا ہاتھ بٹانے مین مصروف ہوگئین سفارت خانۂ پیرس مین حضرۃ احمد فرید پاشا
کو اپنی ذاتی اہلیہ کی وجہ سے معقول امداد حاصل تھی جبکہ عملۂ سفارت پر شب و روز
ہی کی چھوٹی نگرانی رہتی تھی اور فرید پاشا ممدوح کو اس طرح ترکی و فرانسی اہم سیاسی
مسائل کو حل کرنے کے لئے کافی وقت ملجاتا تھا اور موصوفہ خانم سفارت کے چھوٹے موٹے کامون
سے ہمیشہ اپنے شوہر کو آزاد رکھتی تھین لیکن باوجود ان اہم اور ذمہ دارانہ
خدمات کی انجام دہی کے موصوفہ خانم انگورہ تحریک کی تبلیغ و اشاعت سے
غافل نہین رہتی تھین۔

آپکی تبلیغ کا طریق و قاعدہ یہ تھا کہ آپ فرانسیسی مدبرین اور تعلیم یافتہ عورتون
سے بالخصوص ملتی تھین اور اُنکے ذریعہ اپنے خیالات کو فرانسیسی [illegible]
افراد تک پہونچانے مین کامیاب ہوتی تھین بہت تھوڑے عرصہ مین آپکی
جد و جہد کا یہ اثر ہوا کہ فرانس کی بعض تعلیم یافتہ اور سیاست پسند خواتین بنفس نفیس آپ
کی ہمدرد اور ان کی ملاقات کی شائق ہوگئین جب آپنے فرانسیسی خواتین کو
اپنی طرف کافی طور پر متوجہ کر لیا تو آپنے ان خواتین سے تمنا ظاہر کی کہ وہ
اپنی فرانسیسی بہنون کے جلسہ مین تقریر کر کے عام طور پر تبادلۂ خیالات کرنا چاہتی ہون۔

آپ کے اس خیال کی فرانس میں عام طور پر تائید کی گئی اور فرانسیسی تعلیم یافتہ خواتین نے فوراً مونہا خانم کو جلسوں میں تقریر کے لئے مدعو کیا ان جلسوں میں مونہا خانم انگورہ اور بین الاقوامی معاملات وغیرہ مناسب مواقع پر تقریریں فرماتی تھیں جو نہایت مقبول و کامیاب رہیں ان میں ممدوحہ کی دو تقریریں خصوصیت سے نہایت ممتاز قابل ذکر ہیں اور انہی دونوں تقریروں سے ممدوحہ کی علمی فضیلت اور خداساز تبحر کا اندازہ کیا جا سکتا ہے ان میں سے ایک تقریر تو وہ ہے جو وسط ۱۹۲۱ء میں مشہور ترکی ہمدرد فرانسیسی مدبر انشا پرداز مسٹر پال ہیر یوٹی کے ترکی سے واپس وطن آنے کی تقریب میں آپ نے اُنکے مکان پر مدبرین فرانس کے جلسے میں ارشاد فرمائی اور دوسری علما فرانس کی کانفرنس میں بحیثیت مسز کے ہیر یوٹی وہ ممتاز انشا پرداز ہے جس نے اپنی عمر کا کافی حصہ اور اپنا زور قلم ترکوں کی ہمدردی میں صرف کیا ہے یہی ترکوں کا ہمدرد ہے جب ۱۹۲۱ء میں اپنی کبر سنی کے باعث قسطنطنیہ سے فرانس واپس ہوا تو انش پژوہ مصطفیٰ کمال پاشا نے انگورہ سے بطریق شکر و سپاس آپکے لیے مختلف ہدایا و تحفے روانہ کئے تھے اور قسطنطنیہ کے ترکوں نے آپکی یادگار قائم کی تھی جب یہ ممتاز ترک ہمدرد فرانس میں واپس آگیا تو اُس نے اپنے مکان پر فاضل ترین احباب کو دعوت دی جن میں فرانس کے مشاہیر ارباب قلم و اصحاب

سیاسیات شریک تھے چنانچہ دالیان فرانس کے اس جلسہ میں پیر لوٹی نے ترکی کے سفیر
متعینہ فرانس جناب احمد فرید پاشا کو بھی مدعو کیا تھا لیکن فرید پاشا ممدوح کو اس
دن کوئی نہایت اہم سیاسی مرحلہ پیش تھا جس کی وجہ سے آپ خود اس جلسہ میں شریک
نہیں ہو سکتے تھے لہٰذا آپ نے اپنی طرف سے اپنی فاضل اہلیہ کو اس جلسہ کی شرکت
کے لئے بھیج دیا جب فاضل موصوفہ خانم اس جلسہ میں اپنے شوہر کی نیابت کے لئے
پہنچیں تو پیر لوٹی جو اس بلند پایہ جلسہ کا بانی اور میزبان تھا آپکو مکان کے دروازہ
تک لینے آیا اور نہایت تپاک اور اعزاز کے ساتھ آپ کا تعارف حاضرین جلسہ سے
کرایا اسکے بعد جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی اور پیر لوٹی نے اپنی ان خدمات
کو بیان کیا جو اس نے ایک حق پسند فرانسیسی انشا پرداز ہونے کی حیثیت سے
ترکوں کی ہمدردی میں انجام دی تھیں جب پیر لوٹی اور اسکے احباب اپنی تقریریں
ختم کر چکے تو فاضل موصوفہ خانم کھڑی ہوئیں اور آپ نے ترکی اور پیر لوٹی کے
موضوع پر ایسی معرکۃ الآرا تقریر ارشاد فرمائی کہ آپ کی فصیح زبان دانی اور آپکی
فصاحت و بلاغت اور معلومات پر حاضرین عش عش کرنے لگے آپ نے سب سے
پہلے اپنے شوہر کی طرف سے عدم شرکت کی معافی چاہی اور اسکے بعد فرمایا کہ میرے
شوہر نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ترکی کے خیر خواہ بزرگ پیر لوٹی کو ان کے وطن
واپس ہونے پر پرجوش مبارکباد پہنچاؤں اور پھر ان خدمات کا شکریہ ادا
کروں جو انہوں نے ترکی قوم کے قیام و بقا اور صلاح و فلاح کے لئے اپنے دماغ و

قلم کے ذریعہ انجام دی ہین -

اے بزرگ محترم پیپر لوٹی !

میرا پہلا فرض یہ ہے کہ مین اپنے عزیز شوہر کیطرف سے اُن کی عدم حاضری پر آپ سے معافی چاہون اُس کے بعد اون کا وہ شکر و سپاس آپ تک جو آپ کی طرف سے اُن کے دل مین ایک پر جوش آرزو کی طرح موجزن ہے -

محترم خیر خواہ ترکی :

خدائے اقدس و برتر کا شکر ہے کہ آپ بخیر و خوبی اپنے وطن واپس تشریف لے آئے اور گو آپ کی ترکی سے واپسی ایک کامیاب واپسی ہے - تاہم آپکی اس جدائی سے جو قلق ترکی قوم کو ہوا ہے اُسکا صحیح اندازہ تو آپ نے باسفورس کو چھوڑتے وقت کیا ہوگا ؟ لیکن اسی کے ساتھ آپکی اون گرانمایہ خدمات کے اعتراف مین جو آپ نے اپنی گذشتہ زندگی کے دور مین ترکی افراد کی خیر سگالی کے لئے انجام دین انگورہ اور اناطولیہ گذرتے وقت ترکان احرار کا وہ منت پذیر خدا حافظ کہنا تھا جو آپ کو رخصت کرتے وقت انہون نے پرسوز انداز مین کہا تھا اے سردار محترم والاجاہ مارشل مصطفےٰ کمال پاشا کا

آپ کی خدمت میں پیام شکر اس بات کی بدیہی دلیل ہے
کہ ترکی قوم کے بچے سے لیکر ہمارا ذی اثر سے ذی اثر فرد
بھی آپ کی خدمات، اور احسانات کے جذبہ سے کامل طور پر
متاثر ہے۔

آپ ترکی کے سچے محسن،

اب کہ آپ اپنے وطن عزیز واپس آ گئے ہیں۔ اور ان
خدمات کا سلسلہ ایک حد تک ختم ہوگیا ہے جو قیام ترکی کے
زمانہ میں بکمال قابلیت آپ نے جاری رکھا پھر بھی مجھے
توقع ہے کہ آپ کی خدمات کا اثر دنیائے انصاف اور منت
پذیر ترکوں کے دلوں سے قیامت تک محو نہیں ہو سکتا
اور مجھے اب بھی توقع ہے کہ گو آپ نے اب بقیہ زندگی کو
ایک خدا پرست انسان کی طرح یاد الٰہی میں صرف کر دینے کا
تہیہ کر لیا ہے لیکن ترکوں کی نظریں ابھی آپ سے مایوس
نہیں ہوئی ہیں۔

میں آخر میں بڑے زور سے کہوں گی کہ آپ نے ترکی قوم کی
جو خدمت انجام دی ہے اسکے معنی یہ ہیں کہ آپ مشرق و مغرب
کے درمیان ایک ایسا نقطہ ہیں جس پر آپ نے دنیا کو

اتحاد و محبت انصاف و مساوات کے لیے جمع ہو جانے کی مفید
دعوت وہی ہے اور آپ کا یہ قائم کیا ہوا انقلابِ اتحاد ایشیا ہے
جس پر اگر آج اقوام عالم جمع ہو جائیں تو میں کہونگی کہ دنیا
از سر نو امن و اطمینان کی روح پرور کیفیات سے معمور
ہو جائیگی ۔

میرے بزرگ پیر لوٹی

آپ سن لیجیے کہ آپ کی خدمات کو ترکی قوم کبھی فراموش نہیں
کریگی بلکہ اس ملک کے بچے بھی آپ کو محبت اور قدر کے الفاظ سے
یاد کریں گے اور پیر لوٹی کا لفظ انکی زبانوں پر آکر آپ
کی عظمت کی یاد تازہ کرتا رہیگا میری دعا ہے کہ خدا آپکو
صحت و آرام کی زندگی عطا فرمائے ۔

موصوفہ کا تقریر ختم کرنا تھا کہ ہال تالیوں سے گونج اٹھا [illegible] حاضرین جلسہ
بہت [illegible] متاثر ہوئے [illegible] خانم نے تقریر کے آخری الفاظ کو
رقت انگیز انداز میں بیان کیا اس وقت پیر لوٹی کی آنکھوں سے بے ساختہ
آنسو جاری ہو گئے اور وہ اسی حالت میں موصوفہ کو جواب دینے کے
لیے وہ اٹھے اور فرمایا

محترم حاضرین اور میری لائق بہن :

آپکے خیالات کا مین شکریہ ادا کرتا ہون ترکون سے
مجھے محبت ہے اوسکی وجہ کسی اہم تشریح کی محتاج نہین کیونکہ
مین نے ترکی قوم کی جو نا چیز خدمات انجام دی ہین اُنپر میرا
علم و فہم اور میری انصاف پسند طبیعت نے خود ہی مجبور
کر دیا ہے ترکی قوم کے بغور مطالعہ کے بعد مجھے یہ بات معلوم
ہوئی کہ مسلمانون کی یہ برگزیدہ قوم جن حیثیات کے ساتھ
یورپ و ایشیا مین حکومت کر رہی ہے وہ سیاست و
تمدن اور تہذیب و اصلاح کے اُن بلند و بالا اصول
پر مبنی ہے جو انسانی نجات و سعادت کے ضامن ہین،
ترکون کا جسطرح یورپی اقوام سے اتحاد خطرناک نہین
اسی طرح وہ ہماری امداد و موانست کے سبب سے
بےحد مستحق بھی ہین - لہذا اگر مغرب نے مشرق کی اس
نجیب و شریف قوم کی طرف الفت و اتحاد کا ہاتھ بڑھایا
تو مین سمجھونگا کہ میری محنت ٹھکانے لگ گئی -

آخر مین آپ نے حاضرین کو خاص طور پر جنمین فرانس کے
ممتاز ارباب قلم بھی تھے مخاطب کر کے کہا کہ اب میرا
زمانہ ختم ہو گیا اور مین اب دنیا سے چند ساعتون کا

مہمان ہوں البتہ آپ حضرات کے عمل کا وقت ہے اور
خدا نے آپ کو وہ سب کچھ دیا ہے جسکے ذریعہ آپ دنیا
میں انصاف و مساوات اور اصول تہذیب کی حفاظت
و امداد کر سکتے ہیں پس جب آپ اس خدمت کیلئے
مستعد ہو کر میدان عمل میں آئیں تو میری پیاری ترکی
قوم کو فراموش نہ کیجئے گا۔

مونہا خانم اور پیرلوٹی کے جلسہ کے یہ وہ حالات ہیں جنسے مونہا خانم کی معلومات
اونکی اہلیت و فضیلت اور ان کے زور تقریر کا اندازہ ہو سکتا ہے اور اس
جسارت کی تعریف نہیں کیجا سکتی کہ آپ نے اخبار نویسوں اور انشا پردازوں
کے اسقدر ممتاز جلسہ میں اپنے خیالات کو صاف صاف ظاہر فرما دیا کہ یہی
معیار ہے ایک فاضل و کامل کی فضیلت کا
اب آپ کی ایک دوسری تقریر کا خلاصہ آپکی خداساز قابلیت کا اظہار
کریگا۔

ستمبر ۱۹۲۲ء میں فتح سمرنا کے موقعہ پر فرانس کے ممتاز علماے دین
کی کانفرنس ہوئی تھی جس میں ٹیونس و الجزائر وغیرہ کے اکابر علماء
بھی شرکت فرما تھے ظاہر ہے کہ جو مجلس علماء کرام کی کانفرنس ہو اسکی
فضیلت و بلند پایگی کا کیا عالم ہوگا۔ اور اس مجلس میں کیسے کیسے معتبر اور

جید عالم و ماہر شریک ہوئے ہوں گے، لیکن موسناخانم کی ذی علم اور مسلم الثبوت قابلیت کا اندازہ کیجئے کہ اس مجلس نے ممدوحہ سے صدارت کی درخواست کی اور آپ نے اس درخواست کو قبول فرمالیا اور جلسہ کی صدارت فرمائی افسوس کہ محترمہ کی وہ صدارتی تقریر حاصل نہ ہوسکی جو آپ نے علمائے فرانس کی کانفرنس میں ارشاد فرمائی تھی تاہم آپکی بہبر آپ کے علمی تبحر اور خصوصاً آپکے علم دین میں ممتاز درک کا اندازہ کرنے کیلئے صرف یہی اطلاع کافی ہے کہ آپ نے علمائے فرانس کی مجلس میں صدارتی خدمات انجام دیں۔

غرض موسناخانم نے فرانس میں ترکان انگورہ اور حفظ وطن کے لئے خواتین ترکی میں ممتاز ترین خدمات انجام دی ہیں جنھیں آسانی سے بھلایا نہیں جاسکتا۔

موسناخانم کی ایک صاحبزادی بھی ہیں آپ بھی اپنی قابلیت میں ماں سے کسی طرح کم نہیں ہیں آپ کا نام فریدخانم ہے اور آپ فرانس میں ترکان انگورہ کے مقاصد کی تبلیغ میں نہایت سرگرم اور قابل ستائش طریق پر خدمات انجام دے رہی ہیں آپ بہترین مقررہ ہیں اور فرنچ زبان میں کافی درک رکھتی ہیں آپکے متعلق جو اطلاعات ہندوستان میں شائع ہوئیں ان سے آپ کے تبلیغی کارناموں پر کافی روشنی پڑتی ہے اور یہ اندازہ کیا جاسکتا ہے

کہ کس طرح ممدوحہ بھی فرانسیسی خواتین اور ملک میں انگورہ تحریک کو فروغ دینے کے لئے سرگرم کار رہتی تھیں ایک موقع پر آپ نے فرانسیسی خواتین کے عظیم الشان جلسہ میں ایک معرکتہ الآرا تقریر کے دوران میں اعداد و شمار کی رو سے یہ ثابت کیا تھا کہ انگورہ کی تحریک حریت میں خواتین ترکی نے قابل فخر طریق پر حصہ لیا ہے اس تقریر اور خواتین ترکی کی خدمات اور ان کی مصروفیت اور میدان جہاد میں اپنے مردوں کے ساتھ شریک عمل رہنے والے حالات نے فرانسیسی خواتین کو بہت زیادہ متاثر کیا فرید خانم کی اس زبردست تقریر کے متعلق رپوٹر نے اپنے ایک تار میں اشارہ کیا تھا۔ وہ تار یہ ہے۔

اخبار توحید افکار قسطنطنیہ کی ایک اطلاع سے پایا جاتا ہے کہ ترکی سفیر متعینہ پیرس کی صاحب زادی فرید خانم نے ۸ جون ۱۹۲۲ء کو ایک زنانہ جلسہ میں جس میں فرانس کی اکثر خواتین شریک تھیں ایک تقریر کے دوران میں یہ ثابت کیا کہ ترکی خواتین خود بھی جہاد میں کس قدر حصہ لیتی رہتی ہیں۔

(خلافت بمبئی ۲۰ جولائی ۱۹۲۲ء)

فی الجملہ فرانس میں موصوفہ خانم اور آپ کی صاحب زادی نے

انگورہ تحریک اور حفظ وطن کے لئے جو خدمات انجام دیں وہ ایسی نہیں ہیں جنھیں ترکی تاریخ کے صفحات آسانی سے بھلا سکیں ۔

فاطمہ رضیہ خانم

مذکورہ مبلغ خواتین مین ایک نوجوان انشا پرداز خاتون فاطمہ رضیہ ہین یہ ہونہار اور وسیع الخیال خاتون ترکی مبلغین کے مرکز سوئٹزرلینڈ مین رہتی ہین جو التواے جنگ فرنگ کے بعد سے بقول برادر گرامی سید سلیمان ندوی ترکی مدبرین و انشا پردازون کا مرکز تھا فاطمہ رضیہ خانم ایک روشن خیال تعلیم یافتہ خاتون ہین آپکو بین الاقوامی مسائل و معاملات مین بے مثل عبور ہے سیاسیات مین اُن کی رائے مغز و پختگی رکھتی ہے اُنھون نے انگورہ تحریک کے سلسلہ مین تحریر و تقریر سے نمایان خدمات انجام دی ہین سنہ ۱۹۲۰ء مین جب ترکان انگورہ نے اپنی جد و جہد کو ایک منتظم لایحۂ عمل کے تحت شروع کر دیا تو سوئٹزرلینڈ کے ترکی انشا پردازون نے بھی اپنے اپنے قلم کو جنبش دی یہ وہ وقت ہے جبکہ سوئٹزرلینڈ کے ترکی انشا پردازون کے سرگروہ حضرت احمد رستم پاشا سابق سفیر ترکی متعینہ واشنگٹن یورپی جرائد مین انگورہ تحریک پر نہایت معرکہ آرا مضامین لکھ رہے تھے چنانچہ کیسے ہو سکتا تھا کہ فاطمہ رضیہ خانم ایسی ہمہ دان خاتون خاموش رہتی جبکہ وہ بھی اپنے اندر ایک غیور پرجوش دل رکھتی تھین فاطمہ رضیہ خانم پیرس و انگلستان کی سیاحت کر چکی تھین اور وہ ان ملکون

کی سیاسی زندگی سے کما حقہ واقف تھین وہ انگریزی زبان میں کامل دستگاہ رکھتی ہین لہذا اوائل ۱۹۱۲ء مین آپ انگلستان کے جرائد مین رونا ہوئین اور ترکی بین الاقوامی مسائل پر آپ نے ایسے معرکتہ الآرا مضامین لکھے کہ پڑھنے والے آپ کی اصابت رائے اور پختگی پر حیران رہ گئے جن لوگون نے لندن کے ممتاز اسلامی آرگن مسلم اسٹنڈرڈ کا مکمل فائل پڑھا ہے انھین اسکے کالمون مین فاطمہ بیگم کے وہ مضامین ملینگے جنمین ترکی اور یورپی تعلقات پر فقید المثال خیالات کا اظہار کیا گیا ہے ممدوحہ کے قلم نے ترکی حمایت مین جو خدمات انجام دی ہین وہ نہایت طویل اور جامع ہین البتہ آپکی وسعت خیال اور سیاست دانی کے نمونہ کے لئے مین ذیل مین آپ کا وہ خط نقل کرتا ہون جو آپ نے ترکی اور بین الاقوامی مسائل پر ایڈیٹر مسلم اسٹنڈرڈ لندن کو لکھا تھا جس کا مفاد یہ ہے۔

میرے عزیز اسلامی بھائی۔ السلام علیکم
مین آپکی ان خدمات کے لئے جو آپ نے اسلام کو باہم رفعت پر پہونچانے کے لئے انجام دی ہین آپ کی خدمت مین صمیم قلب سے ہدیہ تہنیت پیش کرتی ہون۔
مین اور میری دوسری بہنون نے آپ کے ممتاز اخبار سے جو صحیح معنی مین مسلم اسٹنڈرڈ ہے بہت کچھ استفادہ کیا ہے

اور کثرت سے معلومات حاصل کئے ہیں اگر آپ کے
اخبار میں شایع شدہ حالات نامہ نگار طریق پر شہرت
پذیر ہو جائیں تو دنیا میں مسلمانوں کے دشمنوں کی تعداد
کم ہو جائے مجھے یقین ہے کہ اسوقت کوئی مغربی طاقت
خود مختار یورپین اقوام کی ظاہر داری کو بہتر طریق پر
نہیں سمجھ سکی ہے تاہم وہ اس بات کو خوب سمجھ سکتی ہیں
کہ امور واقعہ کو زبردست طاقت کے حسب منشا کیونکر
ظاہر کیا جا سکتا ہے جس صورت میں یورپ امریکہ اور
جرمنی صداقت و انصاف اور انسانیت سے بیگانہ
محض ہیں مجھے حیرت ہے کہ کیوں مسلمان اور ہندوستانی
حکومتوں کے پاس اپنے وفود بھیجکر ان سے انسانیت
انصاف اور صداقت وغیرہ کے نام پر اپیل کرتے
ہیں کیا انھیں ابھی تک تہذیب جدیدہ کا اصول
معلوم نہیں ہوا ؟ لیکن تبلیغی مقاصد کے فوائد نہیں
ہونگے اگر یہ وفود وغیرہ تبلیغ کی غرض سے بھیجے جاتے
ہیں تو کچھ نقصان نہیں مگر یاد رکھیے کہ اس تہذیب
جدیدہ کا حاصل خود غرضی ہے ہر قومی یا انفرادی

فعل اس قاعدے کے مطابق انجام دیا جاتا ہے جب ہم
دوستانہ عہد نامے "وعدے" اور معاہدے "منسوخ کردہ"
صدارتی قاعدہ کے خلاف عمل پذیر ہوں تو وہ پرزہ کاغذ
سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے اس بات کو پیش نظر
رکھئیے اور سوچا چاہیے کیجئے۔

آپ دھوکے میں نہیں آسکتے میں چاہتی ہوں کہ
آپ کامیاب ہوں اور میں آپ کو مرفہ حال دیکھنا
چاہتی ہوں مگر آپ اپنی ہی تہذیب کو اپنا شعار
بنائیے اکثر یورپین ایک جدید تمدن اور ایک بالکل ہی
نئی تہذیب کے متمنی اور منتظر ہیں ان کی آنکھیں مشرق کی
طرف لگی ہوئی ہیں ان میں سے اکثر ہندوستان کی
طرف بھی دیکھ رہے ہیں اور زیادہ تر بدھ مذہب کا
خیال کر رہے ہیں لیکن میں فقط اسلام کا خیال کرتی
ہوں اور مجھے اسلام مسلمانان عالم اور ان کی نقل و
حرکت کا [illegible] ہی ہے مجھے ہندوستان کے مسلمانوں
سے بڑی امیدیں ہیں میرے خیال میں اسلام کی
ترقی اور عروج کے لئے یہ ایک مناسب ترین ملک ہے

یورپ اپنی طاقت کی تنظیم و ترتیب کے باعث استدر زبردست اور طاقتور بن گیا ہے پھر بھی مین کہونگی کہ اسلام اور مسلمانون کے برابر دنیا مین کوئی قوم تنظیم و انصرام کی سرمایہ دار نہین فی الحقیقت اسلام تنظیم و تنسیق کے بغیر زندہ نہین رہ سکتا اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو پکار پکار کہ رہا ہے

اگر تم تین فرد ہو تو اپنا ایک سردار منتخب کر لو خدا جماعت کی مدد کرتا ہے جو شخص جماعت سے الگ ہو جاتا ہے وہ بھڑکتی ہوئی آگ کی طرف گامزن ہے اور مسلمانون کی جماعت کوئی گمراہ کن کام نہین کر سکتی ایک سے دو، دو سے تین تین سے چار بہتر ہین، اس سلئے جماعت مین شریک ہونا تمہارا فرض ہے اپنے کامون مین مشورہ کر لیا کرو جو شخص جماعت سے علیحدہ مریگا وہ جاہلیت کی موت مریگا۔

یہ محض چند حوالے دیئے گئے اس قسم کے بے شمار حوالے مل سکتے ہین جن سے مسلمانون کا آسمانی دستور العمل قرآن حکیم،

بھرا پڑا ہے یہ حوالے اس امر کے ضامن ہیں کہ اسلام تنظیم و انضرام کے بغیر ہرگز اسلام نہیں اگر مسلمان واقعی بیدار ہو گئے ہیں تو انہیں ان اصول کے مطابق تنظیم و انضرام قائم کر کے تشدد و فراز کی طرف قدم بڑھانا چاہیے اگر وہ اس تنظیم و تنسیق پر کاربند ہو گئے تو کوئی طاقت یا متحدہ طاقتیں بھی کبھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتیں بے شک مسلمانوں کی تنظیم و تنسیق تعمیری ہو گی بہت سے یورپین ان کے ہوا خواہ بن جائینگے جب دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھ لیگی کہ اب مسلمان مہذب خیالات کی ایک متحدہ اور آزاد جماعت کے طور پر ارتقاء و ترقی کی طرف گامزن ہیں اور محض یورپ ہی کی اندھی تقلید کو اپنا شعار نہیں بنا رہے ہیں تو بے شمار و کثیر التعداد لوگ اسلام کے حامی و مددگار پیدا ہو جائینگے یورپ خود اپنی ذات سے غیر مطمئن ہے اس کے ساتھ کسی قسم کا وعدہ کر لو اس سے کسی قسم کے امکان کا اظہار کرو پھر آپ اور میں معجزانہ واقعات کا نظارہ کرینگے۔

آپکی بہن۔ رقیہ

صفیہ خانم کا یہ دوسرا خط ہے جس میں زیادہ حصہ مسلمان خواتین کی اس جدوجہد

متعلق ہے جو خلافت کی آزادی کے لئے انجام دے رہے تھے یہ وہ وقت
تھا جبکہ یورپ میں مسلمانان ہند کا وفد خلافت مسٹر محمد علی۔ بی اے۔ آکسن
انڈیٹر کامریڈ دہلی کی سرکردگی میں دورہ کر رہا تھا اور اسکے ارکان سوئٹزرلینڈ
بھی پہونچے تھے لنڈن میں مسٹر مشیر حسین قدوائی۔ بی۔ اے مرکزی اسلامی جماعت
کے ساتھ خلافت کی آزادی کے لئے سرگرم عمل تھے بس انہیں حالات وحوادث
کے متعلق فاطمہ رفیعہ خانم نے اسلامی ہند کی جد وجہد کے لئے جو اصول بتلائے
ہیں اُنکی وسعت وپختگی کے سوا رفیعہ خانم نے انگورہ تحریک کے اُس سلسلہ کو بھی
ہم تک پہونچانے کی کوشش کی ہے جسکا ایک حصہ عالمگیر اتحاد اسلامی ہے
اس مراسلہ سے یہ بھی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ترکی خواتین نے موجودہ انقلاب
کو مسلمانوں کے لئے کسقدر مفید انقلاب سمجھا ہے اور کہ وہ نہ صرف ترکی قوم
بلکہ عالم اسلام کو ایک طاقتور اور منظم جماعت دیکھنے کی متمنی ہیں وہ صاحب
علم وکمال ہونے کے ساتھ اسلام کے سیدھے سادے اصول کے دلدادہ
ہیں اور انھوں نے بھی عالم اسلام کے لئے فلاح وکامرانی اسی نکتہ میں
مضمر پائی ہے کہ تہذیب مغرب کو قدیم تہذیب مشرق سے بدل دیا جا
الغرض فاطمہ رفیعہ خانم کی خدمات دیگر ترکی مبلغ خواتین جیسے کسی طرح
کم نہیں ہیں۔

متفرق

یہ تو اون مخصوص خواتین کے حالات تھے جو مجھے میسر آسکے لیکن ظاہر ہے کہ ترکی مین اسوقت باعتبار قابلیت باعتبار علم و تجربہ سیکڑون عورتین پروفیسری یا معلمی اور ڈاکٹری کے علاوہ موجد انشا پرداز لکچرار سیاسی مشیر عہدہ دار اور جنگی سپاہی کی حیثیت سے موجود ہین جنکی تفصیلی حالات یا تو کسی جدید ترکی مورخ سے یا پھر عرصہ دراز کے بعد ہندوستان تک پہونچینگے البتہ مجھے بطریق اختصار ان خواتین کا تذکرہ ضروری معلوم ہوتا ہے جو بحیثیت مجموعی اس جنگ مین انگورہ گورنمنٹ اور قومی مدافعت کے لئے رضاکارانہ سرگرم عمل رہین -

چنانچہ ان خواتین مین سب سے زیادہ تحسین و ستایش کی مستحق ایشیائے کوچک کی خواتین ہین جنھون نے ترکان احرار کی تحریک شروع ہوتے ہی خود کو جنگی و غیر جنگی خدمات کے لئے وقف کر دیا انھون نے کامل تین سال تک حالت جنگ مین کمال صبر و تحمل سے اپنے فرائض کو ادا کیا اور اپنے شوہرون اور اپنے بیٹون اور بھائیون کو خدا کی راہ مین قربان ہونے کے لئے بمسرت پیش کر کے خود بھی صرف عمل ہو گئین انھون نے انگورہ گورنمنٹ کے تمام شعبون مین خدمات انجام دین اور اپنے برابر مردون کی تعداد کو وہ میدان جنگ مین بھیجتی رہین ان عورتون نے تارگھر ریلوے ڈاکخانہ شفاخانون میونسپل اور [illegible]

مین پرجوش طریق پر وہ خدمات انجام دی ہین جنکے صحیح اظہار کے بعد دنیا ان اسلامی
مجاہدہ خواتین کے کارنامون پر عش عش کریگی یہی وہ خواتین ہین جنہون نے
دنیا کو دکھلا دیا کہ وہ باعتبار ترقی کس مرتبہ پر پہونچ چکی ہین اور انہون نے
قومی جنگ مین کس ہمت اور مردانگی اور قابلیت کا اظہار کیا ہے ایشیا ئے کوچک
کی تعلیم یافتہ خواتین کے بعد وہان کی رضاکار خواتین نے ان سے بھی زیادہ قابل
حیرت طریق پر خدمات انجام دی ہین ایسے رضاکار اور مجاہدہ خواتین کے جو اعداد
پچھلے دنون اللواء المصری نے شائع کئے ہین وہ پچاس ہزار ہین یہ مجاہدہ عورتین
غیر علمی خدمات انجام دیتی تھین انگورہ گورنمنٹ کے محکمہ رسد رسانی مین ان عورتون
نے وہ خدمات انجام دی ہین جو کسی طویل سے طویل تعریف سے مستغنی ہین یہ عورتین

محکمہ جنگ کے لئے جس طرح خدمات انجام دیتی تھین ان مین سے ایک خدمت
یہ بھی تھی کہ یہ جوان ہمت عورتین فوج کے لئے سامان رسد وغیرہ ضروریات
اپنے سرون اور کاندھون پر لاد کر لاتی تھین جیسا کہ انگورہ گورنمنٹ کے شعبہ
تبلیغ و اشاعت کے مہتمم فاضل حبیب ڈاکٹر علامہ احمد اوغلو نے روس سے
انگورہ واپس ہوتے ہوئے ان رضاکار خواتین کے متعلق ایک چشم دید واقعہ لکھا ہے
فرماتے ہین کہ

جب مین مقام "انی لوبی" مین پہونچا تو مین نے دیکھا کہ ریلوے اسٹیشن کے
قریب فوج کے لئے ذخائر جنگ کے انبار لگے ہوئے ہین جن مین خصوصیت سے

ہیزم سوختنی کے بڑے بڑے گٹھڑ جو ترکی خواتین نے اندرون
ملک سے ترکی سپاہ کی رہائش کے لئے فراہم کی تھیں پھر بھی
ترکی خواتین اور بوڑھوں کی ایک طویل قطار دیکھی جو اپنے
کاندھوں اور سروں پر لکڑیوں کے گٹھے لئے آرہے تھے
یہ لکڑیاں اس طرح جمع کی گئی تھیں کہ انکا کوئی معاوضہ انگورہ
کے محکمہ رسد کی طرف سے انھیں ادا نہیں کیا گیا تھا

(اللواء مصر)

ایشیائے کوچک کی ترکی خواتین کے بعد یورپین ترکی خصوصاً قسطنطنیہ کی
وہ خواتین ہیں جو کسی نہ کسی طرح قسطنطنیہ سے فرار ہو کر اناطولیہ پہنچیں قومی
موافقت کے لئے ترکان احرار سے مل گئیں ان رضاکار خواتین کے دو طبقے
ہیں ایک تو وہ جو قسطنطنیہ سے بھاگ کر اناطولیہ آگئیں، دوسرے وہ جو قسطنطنیہ
میں رہ کر مشغول ہیں، قسطنطنیہ میں رہنے والی خواتین کا تذکرہ ہو
چکا ہے اب اناطولیہ میں پہنچنے والی خواتین کے حالات میں [illegible]
[illegible] ڈاکٹر قابل ذکر ہیں جو قسطنطنیہ سے اناطولیہ محض خدمت [illegible] کیلئے آئی
[illegible] علاوہ سیکڑوں عورتیں جو یورپین ترکی سے اناطولیہ پہنچیں انھوں نے
خود کو انگورہ کے جنگی و غیر جنگی محکموں میں داخل کر دیا اور ہر ایک شعبہ میں [illegible]
[illegible] کا کافی ہاتھ بٹایا ان خواتین میں اکثر بے تحاشا تعلیم یافتہ خواتین تھیں

جنھون نے اناطولیہ محکمہ تعلیمات مین اپنی خدمات پیش کین انھون نے اپنی خداداد
علم و ایثار سے اناطولی عورتون کو تھوڑے عرصہ مین فن جراحی ڈاکٹری اور
دوسرے مفید علوم و فنون کی تعلیم دی انھون نے دوران ملازمت مین کمال
اعتدال اور ضبط سے کام لیکر انگورہ گورنمنٹ سے کسی معقول و گران قدر تنخواہ
کا مطالبہ نہ کیا بلکہ ابتدا مین حسب اطلاع تھی لون انگورہ تین ماہ تک تنخواہ
کا ایک پیسہ نہ لیا اور اپنے فرائض مین پوری تندہی سے مصروف رہین اسکے
بعد انھون نے انگورہ کی نسوانی فوج مین خود کو شریک کیا اور اس شجاعت
وہمت سے جنگی خدمات انجام دین کہ مخالفین حیران رہ گئے یہ انھین خواتین
کے ایثار کا نتیجہ تھا کہ ستمبر ۱۹۲۲ء مین جنابہ خالدہ خانم کی زیر کمانڈ اسی ہزار
ترکی خواتین میدان جنگ مین خدمات انجام دے رہی تھین اب مین ذیل مین
ایک ایسی اطلاع درج کرتا ہون جسکے ذریعہ ترکی خواتین کے مجموعی مگر حیرت
فزا کارنامے نمایان ہونگے وہ اطلاع یہ ہے-

وقت آگیا ہے کہ ان لوگون کی خدمات کا اعتراف
کیا جائے جنھون نے داغ ملی کی تحریک مین
جوش وہیجان پیدا کرنے اور آزادی ملت کی امداد و
حمایت مین سرگرمی سے کام لیا ہے -
ملک کے موجودہ نظام اجتماعی مین جو جنگ فرنگ کے بعد

رونما ہوا ہے ترکی خواتین نے اپنی محنت اور بے نظیر ثابت قدمی
ایسی اعلیٰ حیثیت حاصل کر لی ہے جسکا زمانۂ ماضی مین خواب و
خیال بھی نہ تھا۔

ان تمام ممالک کی طرح جو شریک جنگ تھے ٹرکی مین بھی
کارخانے اور دیہات مزدورون اور کسانون سے
بالکل خالی ہو گئے تھے تاکہ میدان جنگ مین سپاہیون کی
قلت نہ رہے آخر ایک وقت ایسا بھی آ گیا کہ جنگ مین جانے
والے نوجوانون کی جگہ بڈھے آدمی اور چھوٹے لڑکے
کافی کام نہ دے سکتے تھے ٹرکی مین سب سے پہلے محکمۂ ڈاکخانہ
تھا جس نے اپنے دفاتر مین عورتون کو ملازم رکھنے کی
جرأت کی پہلے پہل جب خواتین ٹرکی ڈاکخانے کی
کھڑکیون مین بیٹھ کر ٹکٹ بیچنے لگین تو ملک مین ایک
سنسنی سی پھیل گئی، لیکن ان عورتون نے اپنے فرائض
کو ایسی خوش اسلوبی سے ادا کیا کہ نکتہ چینون کی زبانین
بہت جلد بند ہو گئین اور آئندہ کے لئے راستہ کھل گیا
بہت ہی جلد لوگ عورتون کو بنکون اور بازارون اور
دکانون میں دیکھنے کے عادی ہو گئے اور اس طرح

آزادی نسواں نے دیانت دار کارکنان ملکی کی وساطت سے عملی صورت اختیار کر لی۔

دیہات میں عورتوں نے اپنے مصروف کارزار بھائیوں اور شوہروں کی جگہ کام کرنے میں بڑی عجلت اور سرعت سے کام لیا کیونکہ کاشتکاری کے کام میں تو زمانہ سلف ہی سے عورتیں اپنے مردوں کے ہاتھ بٹاتی رہی ہیں یہی وجہ تھی کہ انھوں نے زراعت کا کام دوسرے کاموں کی نسبت جلد سنبھال لیا۔

پرانے تعصبات کی آگ فرو کرنے میں سب سے زیادہ اس امر نے کام دیا کہ عورتوں نے فوج کی امداد و اعانت کے بہت سے کام انجام دیئے بالخصوص جنگی شفاخانوں میں خدمات انجام دیئے لیکن جنگ کے پہلے ہی مہینے سے بالاخر کے شفاخانوں میں ترکی خواتین کی محنت و مہر گرمی کے مناظر نظر آنے لگے اور انھوں نے اس خدمت کو بہت خلوص و سرگرمی اور محبت سے انجام دیا تجارت اور زراعت کے کام تو صرف طبقہ ادنی اور طبقہ متوسط کی عورتوں نے اختیار کئے تھے۔ مگر زخمیوں کی دیکھ بھال

اور شفاخانوں کے فرائض میں طبقۂ اعلیٰ کی معزز خواتین
نے حصہ لیا اس طرح نسوانی سرگرمی اور کارگذاری
تمام طبقات اور تمام مدارج معاشرت میں جاری و ساری
ہو گئی ۔

بہت سی عورتوں نے فوج کے عقب میں کام کرنے کی
خدمات اپنے ذمہ لیں سرزمین اناطولیہ کے وسیع و
صحرائی علاقے جہاں حمل و نقل کے ذرائع مفقود ہیں اور
سال کے بڑے حصے میں سڑکیں ناقابل
گذر ہو جاتی ہیں ان جفاکش عورتوں نے جنگ کا ساز و
سامان اپنی پیٹھوں اور کاندھوں پر اٹھا کر مجاہدین کو
پہونچایا تاکہ جہاد کے تسلسل و تواتر میں فرق نہ پیدا ہو جائے
عالی جاہ دانش پناہ حضور غازی مصطفیٰ کمال پاشا
صدر پارلیمنٹ انگورہ نے ایوان پارلیمنٹ میں فتوحات
کا ذکر کرتے ہوئے ان بہادر خواتین کی خدمت میں یہ
شکر و سپاس پیش فرمایا کہ میرے پاس ایسے الفاظ نہیں ہیں
جن سے میں اپنی ان ماں بہنوں کا شکریہ ادا کروں جنہوں
نے برفانی علاقے میں ننگے پاؤں چلکر ہماری نوجوانوں کو

۱۷۰

اشیائے خوردنی اور سامان جنگ کے ذخائر بہم پہونچائے ہیں

[مسلم آؤٹ لُک بحوالہ زمیندار
۱۳ جنوری ۱۹۲۳ء]

فاطمہ خانم

یہ نوجوان خاتون بھی احرار میں ممتاز و سربلند حیثیت کی سرمایہ دار خاتون ہیں جب بھی
تاریخ انگورہ لکھی جائیگی تو اُس کے روشن ترین صفحات اس مجاہد خاتون کے
کارناموں سے جگمگا اُٹھینگے۔

فاطمہ خانم کسی بڑے ترکی خاندان سے تعلق نہیں رکھتی ہیں بلکہ اسکی شہر کے
ایک فوجی افسر کی صاحب زادی ہیں آپ نے اپنے شوہر سے فنون جنگ میں
کامل مہارت حاصل کی تھی۔ آپ کے دل میں قومیت کے وہ ممتاز و ولولہ خیز
جذبات موجزن تھے جو حفظ وطن اور ناموس ایزدی کی حمایت کیلئے ہر غیور
ترک کے دل و دماغ کو گرمائے رہتے ہیں، فاطمہ خانم کے اندر حمیت و جہاد کے
جذبات بھڑکانے والی خالدہ خانم ہیں جنکی آتش ریز تقریریں سنکر وہ ان
جذبات کو قابو میں نہ رکھ سکیں جو قومی مصائب اور اناطولیہ کی عام تباہی
نے آپکے اندر پیدا کر دیئے تھے لہذا آپ فوراً میدان عمل میں آگئیں۔

خالدہ خانم کی طرح آپ نے بھی اپنے شوہر سے میدان جنگ کی اجازت چاہی
جسے شجاع و قوم پسند خاوند نے فوراً منظور کر دیا۔ فاطمہ خانم سب سے پہلے
مقام ویری عثمان میں نمودار ہوئیں جہاں آپ نے ترکی خواتین کا ایک جرار
لشکر جمع کیا فاطمہ نے ابتدا میں اپنے قبضہ کی عورتوں کو میدان میں آنیکی

ترغیب دی تھی۔ تقریریں کیں اور جب وہ خدمات جنگ کے لئے تیار ہو گئیں
تو موصوفہ نے انگورہ کے جنگی اسٹاف کو اس خدمت اور مصروفیت سے بھی
بچا لیا کہ وہ ان مجاہد خواتین کے قواعد جنگ وغیرہ کا انتظام کرے بلکہ ممدوحہ
نے خالدہ خانم کو اطلاع دی کہ میں نے عورتوں کا جو لشکر فراہم کیا ہے میں خود ہی
اوسے قواعد جنگ سکھاؤں گی اس اطلاع کے بعد آپ انکی جنگی تربیت
میں مصروف ہو گئیں اور تھوڑے عرصہ میں آپ نے ایک نسوانی دستہ فوج کو ضروری
فنون جنگ سے واقف کر کے اپنے قصبہ کی حفاظت کے لئے متعین کر دیا پھر آپ
قریب کے دیہات میں گئیں اور وہاں کی عورتوں کو بڑی قابلیت سے آمادہ
جنگ کر کے بھرتی شدہ عورتوں میں شامل کر لیا ایک مرتبہ آپ نے ان خواتین کا
انتخاب کیا اور جو عورتیں خدمات جنگ انجام دینے کے قابل تھیں انہیں آپ نے
انگورہ کی جنگی ہیڈ کوارٹر کو روانہ کر دیا اور جو اس قابل بھی نہ تھیں اونکو مقامی خدمات
سپرد کریں غرض آپکی ایسی ہی دوسری خدمات کے دیکھتے ہوئے دین پناہ
سرکار حضور والا جاہ مارشل مصطفیٰ کمال پاشا نے آپ کو اس علاقہ
کا مختار کل افسر بنا دیا۔ اور حکم دیا کہ آپ ان مجاہد خواتین سے اپنے اختیار تمیزی
کے موافق خدمات لے سکتی ہیں اس حکم کے بعد فاطمہ خانم نے اپنے تجویز کئے ہوئے خدمات
کی بنا پر فوراً اس نسوانی دستہ کے ساتھ دشمن پر حملہ شروع کر دیا لیکن جب
آپ کے اس حملہ کی اطلاع جنگی ہیڈ کوارٹر کو ہوئی تو اس نے فاطمہ خانم کو

اس استعجال وسرعت سے جنگی مصالح کی بنا پر روکدیا، اگرچہ اسوقت فاطمہ خانم
اور آپکی ماتحت خواتین کے جذبات قابو سے باہر تھے تاہم انھوں نے عام
اسلامی شعار کی مناسبت سے اس حکم کی پوری پوری تعمیل کی اور بجائے
اقدام کے آپ نے علاقہ اسمرد کا دورہ شروع کردیا اس دورہ میں آپ نے
پہلے سے بھی زیادہ محنت وقابلیت سے کام لیا آپ نے اس دورہ میں علاوہ
بھرتی کے اپنے نسوانی دستوں کے لئے سامان حرب بھی مہیا کیا اس سامان میں
اکثر ہتھیار یونان ہی کے تھے جنھیں یونانی فوجیں کمالی دستوں کے مقابلہ
میں چھوڑتی گئی تھیں اور کمالی جنرلوں نے انھیں دیہات کی آبادی میں تقسیم
کردیا تھا۔ آپ نے تمام آبادی سے اس طرح اسلحہ فراہم کئے کہ فی کس ایک
بندوق چھوڑکر باقی تمام ہتھیار نسوانی لشکر کے لئے طلب کرلئے آپ کی اس
ترکیب کو دیہات کی آبادی نے بھی بہت پسند کیا اور ہر شخص نے ضرورت سے
زیادہ اسلحہ کو فاطمہ خانم کے سپرد کردیا۔

اسلحہ کی معقول تعداد فراہم ہوجانے کے بعد یہ محترم خاتون اپنے دستوں کیلئے
رسد وغیرہ ضروریات جمع کرنے میں مصروف ہوگئیں۔ آپ کا اس مقصد میں
کامیابی میں مقام ولیبری عثمان اور مضافات اسمرد کی عورتوں نے بہت زیادہ
اور معقول حصہ لیا یہ بلند ہمت خواتین سامان رسد کیلئے گاؤں گاؤں پھرتی
تھیں اور سامان کو کسی ایک جگہ جمع کرتی جاتی تھیں پھر جمع شدہ سامان کیلئے

انھوں نے انگورہ کے جنگی اسٹاف سے کوئی امداد طلب نہ کی بلکہ بعض اوقات گاڑیاں نہ ملنے کی صورت میں یہ خواتین اپنے کاندھوں پر سامان رسد لاد کر اپنی جنگی مستقر پر لیجاتی تھیں اور انگورہ کو جب تک ان خواتین کی اس محنت و جانفشانی کی اطلاع نہ ملے اسوقت تک خود فاطمہ خانم نے کوئی استدعا نہ کی لیکن جب دوسرے ذرائع سے انگورہ کے جنگی اسٹاف کو آپ کی ان سرفروشانہ مساعی کا علم ہوا تو وزیر باربرداری نے فاطمہ خانم کی امداد کے لئے چند موٹر لاریاں وغیرہ ضروریات رسد بھیجدیں۔ اب فاطمہ خانم نے بھرتی شدہ خواتین کے متعدد دستے بنائے جنھیں حسب منظوری خالدہ خانم آپ نے علاقہ اسمیر پر حملہ آور ہونیکا حکم دیا اور دشمن پر یکایک حملے شروع کر دیئے جن سے یونانی افواج میں تہلکہ مچ گیا اور یونانی سپہ سالار کو جب اس امر کا علم ہوا کہ اس کی مورچہ بند افواج پر شب کے وقت ترکی عورتیں حملہ آور ہو کر سخت سے سخت نقصان پہونچاتی ہیں تو اُسنے بھی ایک زبردست پلٹن ان عورتوں کے مقابلہ کے لئے روانہ کی اس پلٹن نے ان عورتوں سے مقابلہ کیا اور آخر کار یونانی دستہ ان بہادر خواتین کو اپنی خدمات سے باز نہ رکھ سکا بلکہ یہ شیر دل عورتیں پہلے سے بھی زیادہ جراءت سے لڑیں یہاں تک کہ فاطمہ خانم کو جس کا علم ہوا کہ یونانی دستے عورتوں کے مقابل زیادہ طاقتور بنا دیئے گئے ہیں تو یہ بہادر خاتون خود میدان میں

ان عورتوں کی کمانڈ کرچکی ہیں ایک معرکہ میں آپ نے اسقدر بہادری سے مقابلہ کیا کہ یونان کا مقابل دستہ سراسیمہ ہوکر بھاگ گیا یہ وہ زبردست مقابلہ تھا جسمیں کئی مجاہد عورتیں بھی شہید ہوئیں لیکن فاطمہ خانم کی دلیرانہ مساعی کم نہ ہوئیں آخر کار آپکی ان ہوشیار خون چکاں خدمات کا یہ فائدہ ہوا کہ یونان کے غارت گر دستے اب اندرون ملک غضب غارتگری سے باز آگئے اور ترکی علاقہ کی پریشان آبادی اب اطمینان و راحت کی نیند سونے لگی اور اسے یونانی اقدام و پیشقدمی کا کوئی خطرہ باقی نہ رہا فاطمہ خانم کی ان خدمات کا اثر معمولی نہ تھا بلکہ آپکی ان مصروفیتوں اور جانبازیوں کی شہرت نے اناطولی مستورات میں زبردست عملی روح پیدا کردی اور وہ بربنائے غیرت وحمیت نسوانی لشکر میں داخل ہونے لگیں اور اس طرح نسوانی لشکروں میں ترکی عورتوں کی معقول تعداد شریک و داخل ہوگئی آپ کے اس بڑھتے ہوئے اثر اور آپ کی مردانہ خدمات کا شہرہ اناطولی حدود سے نکلکر اب انگلستان تک پہنچ گیا چنانچہ ذیل میں بعض انگلستانی جرائد کے وہ الفاظ نقل کرتا ہوں جو انہوں نے فاطمہ خانم کے ان کارناموں اور حیرت افزا کارگذاریوں کے متعلق لکھے تھے لنڈن کے ایک اخبار نے لکھا تھا کہ

انگورہ سے اخبارات مظہر ہیں کہ مضافات اناطولیہ میں بعض جہات کی عورتوں نے محاذ اسکی شہر پر یونانیوں کے خلاف داد شجاعت دی اور خوب جان توڑکے لڑیں اس معرکہ میں تین مجاہد

عورتیں شہید بھی ہوئیں ہیں اور سات زخمی ہوئیں۔

ملاحظہ ہو اخبار اسٹار لندن

مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۲۱ء

رپورٹر کے ایک دربار کو ملاحظہ کیجئے جس میں اوس نے فاطمہ خانم کی جنگی مصروفیتوں اور عملی

دہاک کا نہایت وقیع الفاظ میں اعتراف کیا ہوا ہے ہے۔

علاقہ اسمرنہ میں ایک ترکی خاتون فاطمہ خانم نے کئی خواتین

کی ایک پلٹن بنائی ہے جو علاقہ مذکور میں یونانیوں سے برسر

پیکار رہی اور یہ پلٹن کئی مرتبہ جنگ آزما ہو چکی ہے۔ اسکے

لئے ساز و سامان حرب اور رسد وغیرہ کا انتظام بھی

فاطمہ خانم ہی کرتی ہیں۔ ملاحظہ ہو سیاست لاہور۔

مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۲۱ء

یہ وہ مختصر سی روداد ہے فاطمہ خانم کی جنگی خدمات کی جو آپ نے حفظ وطن

اور بقاء مذہب کے لئے انجام دیں اور ان نہایت ہی مختصر حالات

میں اگرچہ ان ترکی خواتین کا تذکرہ ہے جنہوں نے فاطمہ خانم کے ساتھ

اہم کارنامے دکھائے تاہم یہ مجاہد عورتیں فاطمہ خانم کی زیر کمان دشمن کو

تباہ کرنے کے لئے جو خوفناک خدمات انجام دیتی رہیں وہ آسانی سے

بھلائے جانے کے قابل نہیں۔

نزہت خانم صدر انجمن نسوان قسطنطنیہ

نزہت خانم اُن جلیل القدر ترکی خواتین میں ہیں جنہوں نے قومی عزت و مذہب کے حفظ و بقا کے لئے ترکان انگورہ کی رفاقت میں سب سے پہلے اپنی قیمتی خدمات پیش کیں۔ محاربہ کے حالات گو مجھے ابتدا میں لکھنے چاہئے تھے مگر افسوس ہے کہ آپ کے حالات مجھے اس وقت دستیاب ہوئے جب میں کتاب ختم کرکے دائرہ کو روانہ کرچکا تھا۔

نزہت خانم ایک نہایت روشن خیال اور اعلیٰ تعلیم یافتہ خاتون ہیں۔ آپ سنہ ۱۹۱۶ء میں انگورہ گورنمنٹ کے محکمہ تعلیمات عالیہ میں سپرنٹنڈنٹ رہ چکی ہیں۔ اور وطنی خدمات کے سلسلہ میں آپ نے [illegible] کے دور وزارت میں نہایت ممتاز خدمات انجام دی ہیں۔ آپ نے ترکی خواتین کو مردوں کے دوش بدوش خدمات کیلئے اُبھارا۔ اس موضوع پر آپ نے تحریر و تقریر سے بہت زیادہ کام لیا۔ انگورہ میں بھی آپ عورتوں کو ایک ایسے مرکز پر جمع کرنے کی کوشش فرماتی رہیں جہاں سے وہ وطنی خدمات اور اپنے مردوں کی امداد میں زیادہ سودمند ہوں۔ وزارت معارف انگورہ آپ کی طویل اور سودمند خدمات کی بہت زیادہ معترف ہے۔

دسمبر سنہ ۱۹۲۲ء میں نزہت خانم قسطنطنیہ میں واپس تشریف لائیں اور آپ نے

یہان کی مستورات کو ملکی وسیاسی امور مین حصہ لینے کیلئے آمادہ کرنا شروع کیا ۔
آپ نے خواتین قسطنطنیہ مین تبلیغ واشاعت کیلئے متعدد تقریرین کین ۔ چونکہ
ممدوحہ نزہت خانم ایک نہایت ہی پرجوش مقررہ ہین نیز وہ سرکاری طور پر احرار
انگورہ کی نظرون مین نہایت احترام وعزت رکھنے والی خاتون ہین اس لئے
انھین قسطنطنیہ مین اپنے مقصد کی تکمیل کیلئے زیادہ سہولتین بہم پہونچین ۔

نزہت خانم نہ صرف ترکی خواتین کو ترکی مردون کے شانہ بشانہ کام
کرنیکی ترغیب دلاتی ہین بلکہ ملکی اور سیاسی امور مین ترکی خواتین کے ذریعہ
اہم خدمات اور ترقی حاصل کرنیکی خواہش مند ہین ۔ اس لئے انھون نے
قسطنطنیہ کی تعلیم یافتہ خواتین کی ایک انجمن بنائی ہے اور چونکہ نزہت خانم
خود ایک نہایت فاضل و مقرر خاتون ہین اس لئے خواتین قسطنطنیہ نے آپ کو
اپنی انجمن کا صدر منتخب کیا ہے ۔ اس صدارت کے بعد سے نزہت خانم ترکی
خواتین کی بیداری اور ان کے حقوق کے تحفظ مین صد درجہ کوشان ہین چونکہ
ترکی قوم کو معاہدہ صلح لوزان کے بعد سے جنگ وپیکار سے سکون نصیب ہو گیا
ہے اور اب ترکی جمہوریہ اندرونی اصلاح اور ملکی ترقی مین مصروف ہو چکے ہین
اس لئے نزہت خانم بھی اپنی مجلس جماعت کو مردون کے برابر حقوق
دلانے مین پوری سرگرمی سے مصروف ہین ۔ اور چونکہ ترکی مدبرین نزہت خانم
کی بلند پایہ شخصیت اور ذی اثر حیثیت سے اچھی طرح واقف ہین لہذا ترکی
گورنمنٹ بھی نزہت خانم کی موجودہ سرگرمیون کو دلچسپی کی نظر سے دیکھ رہی ہے
نزہت خانم ترکی عورتون کو سیاسی امور مین کس درجہ تک ترقی دینا

چاہتی ہیں اس کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ آپ نے اگست ۱۹۲۳ء کے عام پارلیمنٹری انتخابات کے موقع پر وزیر داخلہ انگورہ علامہ علی فتحی بے کو شعبۂ انجمن نسوان قسطنطنیہ ایک نہایت مبسوط عرضداشت پیش کی تھی جس کا خلاصہ یہ تھا کہ اب کہ جنگ و پیکار کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے اور ملکی انصرام و اصلاح کا آغاز ہو رہا ہے جدید انتخابات میں ترکی خواتین کو اجازت دی جائے کہ وہ مردوں کے برابر اپنی ایک نئی انجمن کی بنیاد ڈالکر ان امور میں حصہ لیں۔ نزہت خانم کی یہ عرضداشت بظاہر نہایت صاف معلوم ہوتی ہے لیکن مصر کے مشہور عربی اخبار "الاخبار" نے لکھا ہے کہ وزارت داخلہ نے اس عرضداشت کو رد کر دیا۔

فی الجملہ نزہت خانم کی خدمات اور آپ کے علمی تبحر کا ترکی میں بے حد احترام کیا جاتا ہے اور آپ کی فضیلت اور بانفخصیت کا یہ عالم ہے کہ آپ سے ترکی کے بڑے بڑے اخبارات اظہار رائے کی استدعا کرتے ہیں نزہت خانم انگورہ کی قومی پارلیمنٹ میں ممبر بھی رہ چکی ہیں غرض آپ کی ان گوناگون صفات و خدمات نے آپ کو ترکی میں نہایت مقبول و ممتاز بنا دیا ہے۔ آپ کی اس عام مقبولیت کے ثبوت میں "الاخبار مصر" کی وہ عبارت نقل کرتا ہوں جو اخبار مذکور نے قسطنطنیہ کے ترکی اخبار "وقت" سے نقل کی ہے وہ لکھتا ہے کہ

"آستانہ میں ایک نسوانی انجمن کا انعقاد عمل میں آیا ہے جس میں پچاس تعلیم یافتہ عورتیں ممبر ہیں۔ ان کی ایک

انتظامی کمیٹی ہے جس کی صدر نزہت خانم ہیں۔ اور جو آجکل ترکی گورنمنٹ کے محکمۂ تعلیمات میں خدمات انجام دے رہی ہیں، نزہت خانم نے حال ہی میں اخبار "وقت" کے نمائندہ سے موجودہ حالات اور ترکی عورتوں کی اصلاح و ترقی کیلئے بیان فرمایا کہ"

"اس وقت جبکہ قوم کے افراد میں سے بڑے سے بڑا شخص اور چھوٹے سے چھوٹا آدمی ملکی اصلاح و ترقی کی کوششوں میں مصروف ہے ترکی خواتین کا اس جانب متوجہ ہونا اور کام میں حصہ لینا نہایت اہم اور سود مند ہوگا، میرا خیال ہے کہ جس ملک میں عورتیں کام میں حصہ نہیں لیتیں وہ بے نتیجہ اور ناکام رہتا ہے، اس کا ثبوت یہ ہے کہ ہم نے سلطان محمود کے زمانہ سے اصلاح و ترقی کی کوشش شروع کی لیکن ہر ایک کام میں ہم کو ناکامی ہوئی، اور یہ صرف اس وجہ سے کہ مردوں کے ساتھ عورتیں شریک نہیں تھیں"!

اس کے بعد نزہت خانم نے قومی تہذیب کے مسئلہ پر توجہ کی اور اخبار "وقت" کے نمایندہ سے بیان کیا کہ اصلاحی کوشش کی بنیاد جب تک وطنی تعلیم اور قومی تہذیب پر قائم نہ ہوگی وہ ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتی کیونکہ اس قسم کی اصلاحی بنیاد کبھی مضبوط نہیں ہو سکتی، اور نہ وہ

تہذیب حقیقی طور پر مکمل ہو سکتی ہے جس میں قوم بہ حیثیت
مجموعی شریک نہو"

(نجات ۲۲ اگست ۱۹۲۲ء)

نزہت خانم جدید ترکی سیاسی اصلاحات میں جس سرگرمی سے حصہ لے
رہی ہیں اوس کے مفصل حالات نہایت دلچسپ ہونگے جو آئندہ ایڈیشن
میں بالتفصیل لکھے جائینگے انشاء اللہ تعالیٰ

ترک اور ترکی عورتیں

مذکورہ حالات تو بعض ان ترکی مجاہد اور تعلیم یافتہ خواتین کے ہیں۔
جنھوں نے نہایت محدود حاصل شدہ اطلاعات کی بنا پر قومی عزت، اور
مذہبی عظمت کے تحفظ میں بیش بہا قربانیاں پیش کی ہیں، تاہم ان نہایت
ہی مختصر حالات سے استدراستہ ضرور ملتا ہے کہ ترکی قوم میں اپنی عورتوں
کی اصلاح ترقی اور ان کی تہذیب و تعلیم کیلئے اسوقت جو توجہ پائی جاتی
ہے اور خود ترکی عورتوں میں اپنی ترقی کے جو جذبات پرورش پا رہے
ہیں ان کی رفتار حد درجہ تیز اور امید افزا ہے، ترکان احرار کے سردار
اور مسلمانوں کے محترم سپہ سالار غازی اعظم مصطفیٰ کمال پاشا نے ستمبر ۱۹۲۲ء
میں ایک سرکاری تقریر میں ترکی خواتین کے متعلق جن خیالات کا اظہار
فرمایا ہے وہ ترکی قوم کے خیالات کا آئینہ ہے اور اس تقریر سے ترکی طبقہ
نسوان کے مستقبل کے لیے جو رائے قائم کی جا سکتی ہے وہ نہایت حوصلہ افزا

افزا ہے، حضور غازی اعظم نے فرمایا کہ

سال آئندہ مین اسوقت تک وہ سب عورتین آزاد
ہوجائینگی، اور رسم پردہ کو دور کردیا جائیگا، گو اس مین
شک نہین کہ رسم پردہ بالکل ہی مٹا نہین دیجائیگی تاہم
اس مین اسقدر سختی بھی باقی نہ رہیگی جس کی وجہ سے عورتین
بے بس اور ناکارہ ہو رہی ہین، عورتون کا آزاد ہونا
اور تعلیم حاصل کرنا نہایت ضروری ہے، عورتونکو علیحدہ
کرکے صرف نصف قوم جمہوری حکومت قائم نہین کرسکتی
اسکے سوا مردون کو تو دیگر مشغولیتون سے فرصت نہوگی
وہ ملک کی اصلاح اور انتظام مین مصروف ہونگے اس لئے
عورتون کو مردون کے ساتھ کام سے روکنا اس تحریک کیلئے
مفید نہین بلکہ اون کی شرکت قیمتی فوائد سے مالامال ہے

(ڈیلی میل لنڈن)

اسقدر حالات کے بعد مین اپنی کتاب کو ختم کرتا ہون گو مجھے
اپنی کتاب کے متعلق یہ دعوے نہین کہ وہ بہمہ وجوہ مکمل ہے - پھر
بھی ہندی خواتین کے لئے اس مین عبرت و سبق آموزی کا کافی
ذخیرہ موجود ہے -

اگر خدا کی توفیق شامل حال رہی تو "خواتین انگورہ" کا دوسرا

ایڈیشن نہایت شاندار ہوگا، اور موجودہ ایڈیشن میں جو شبہات باقی
ہیں وہ درست کر دیے جائیں گے۔

وباللہ التوفیق

خاکسار

توحیدی

فہرست مضامین خواتین انگورہ

غازیِ اعظم

(مسلمان بچوّن اور قومی اسکولون کیلئے)

وہ کون قوم پرست ہندی اور کونسا مسلمان ہے جو ایشیا کے فاتح اعظم فیلڈ مارشل مصطفی کمال پاشا کے حیرت ناک کارنامون کو پڑھنا نہین چاہتا ؟ کمال پاشا ممدوح کے حالات اس قابل ہین کہ وہ ہر ایشیائی کے گھر مین رہین۔ مرد، عورتین، لڑکے اور لڑکیان شوق سے پڑھین۔ پاشائی ممدوح کے حالات یون تو اکثر کتابی شکل مین شایع ہو چکے ہین لیکن اُن سے صرف تعلیم یافتہ مرد ہی فائدہ اٹھا سکتے ہین۔ دائرہ ادبیہ کے رکن ملا توحیدی نے کتاب "غازی اعظم" مین مسئلہ خلافت۔ مقام خلافت، ترکی قوم۔ جزیرۃ العرب اور مصطفی کمال پاشا کے سوانح اور جنگی کارنامون کو لڑکون اور لڑکیون اور عورتون کے لئے نہایت درجہ آسان زبان مین لکھا ہے، اور بطریق درسی کتب اس مین متعدد سبق لکھکر آخر مین مشکل الفاظ کے معنی اور مقامات کے جغرافی حالات لکھدیے ہین۔ یہ کتاب خصوصیت سے بچون کے لیے لکھی گئی ہے جو قومی اسکولون اور مکتبون کے نصاب مین داخل کئے جانے کے قابل ہے۔ قومی مکاتب اور قومی اسکولون کے کارکن اس مفید کتاب کیلئے درخواستیں بھیجدین۔ عنقریب دائرہ سے اشاعت پذیر ہونیوالی ہے۔

المشتہر

منیجر دائرہ ادبیہ لکھنؤ